بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد دہم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاثرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ،مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عصر حاضر کی ایک ایسی علمی شخصیت ہیں کہ جن کے متعلق اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا اور لکھا جا رہا ہے۔ دنیا کی عظیم درسگاہوں سے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کئی علموں گوشوں پر PHD کے مقالے لکھے گئے، اربابِ علم ودانش نے پُرمغز مقالے لکھ کر ڈگریاں حاصل کیں، ہر محقق نے اپنے مقالے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس علمی گوشے کو بڑے عمدہ طریقے سے نبھایا جو اس مقالہ کا عنوان تھا نیز دنیا کی عظیم جامعات میں ہنوز اس پر کام ہو رہا ہے اور عظیم تر مقالے زیر تکمیل ہیں۔

آج تک جو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق چھپا موصوف کی سیرت کے کئی گوشے اجاگر ہوئے تاہم ایسے پہلو اب بھی تشنہ ہیں جن کی طرف اہل علم ودانش کی توجہ ابھی نہیں ہوئی۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں اور فنون میں یکتائے روزگار مانے جاتے ہیں ،شعروسخن میں بھی منفرد مزاج پائے جاتے ہیں حدائق بخشش کی دونوں جلدیں اس پر گواہ ہیں یوں تو امام اہل سنت نے مختلف بحرومختلف زمینوں میں نعتیں کیں اور بڑی سنگلاخ زمینوں میں بھی نعتیں کہیں تاہم فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں ''قصیدۂ معراجیہ'' ایک خاص انفرادیت کا حامل ہے۔

ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ اس کا محرک ایک شاعر کا قصیدہ معراجیہ تھا وہ یوں کہ ایک صاحب حاضر بارگاۂ رضویت ہوئے اور اپنا قصیدہ معراجیہ سنانے کے ملتجی ہوئے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ابھی تو میرے پاس وقت نہیں آپ بعد نمازِ عصر تشریف لائیے میں آپ کا قصیدہ سن لوں گا۔ شاعر محترم جب حاضر ہوئے تو فاضل بریلوی نے اسی اثناء میں ایک بہت ہی پُرمغز قصیدہ معراجیہ کہہ لیا تھا شاعر کا کلام سننے سے پہلے فرمایا اس صنف میں میں نے بھی کچھ کہا ہے اسے سن لیا جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانِ حق ترجمان سے برجستہ قصیدہ معراجیہ کے ٦٧ اشعار شاعر موصوف نے جب سنے ان اشعار کی معنویت ،لفظوں کا اتار چڑھاؤ، جملوں کی نشست وبرخاست ،حضورﷺ کے ایک مختصر سفر کی جو

تعریف ان اشعار میں سمو دی گئی تھی کو سن کران پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ اپنا کلام سنائے بغیر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نشست سے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ قصیدہ معراجیہ واقعات و معجزات کا مجموعہ نہیں بلکہ حضور ﷺ کی تعریف و توصیف میں ایک پُروقار شب کی وہ منظر کشی کی گئی ہے کہ شعراء کی عقلیں دنگ اور حیران ہیں یقین جانئے کہ گذشتہ صدی کے شعراء کے کلام پر صرف قصیدہ معراجیہ ہی کو رکھ دیا جائے تو بلا شبہ ان سب پر بھاری ہو گا۔

یوں تو شعری دنیا میں معراج شریف پر کئی قصیدے کہے گئے اور بلا شبہ محسن کا کوروی کا قصیدہ اپنے اندر بڑی گرانقدر معنویت رکھتا ہے ایسا لگتا ہے کہ محسن کا کوروی نے بحیثیت شاعری پوری عقل و خرد کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک ایسا شاہکار پیش کیا ہے جو قدر کی نگاہ سے آج تک دیکھا جاتا ہے مگر یہ عنوان اپنے اندر اتنی باریکیاں اور ایسی نزاکتیں رکھتا ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم و فضل یہاں ٹھوکر کھا گئے۔ خود محسن کا کوروی بھی باوجود اتنی کاوشوں کے اپنے دامن کو نہ بچا سکے مگر محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باوجود تمام نزاکتوں کے بلا شبہ کہا جا سکتا ہے کہیں ٹھوکر نہیں کھائی۔ ملاحظہ ہو وہ قصیدہ کا آغاز یوں کرتے ہیں

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

اس میں ایک شعر ملاحظہ ہو جس پر گھنٹوں لکھا جا سکتا ہے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اور یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام بارگاہِ ایزدی میں ملتجی ہیں کہ یارب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں مگر نہ دیکھ پائے اس منظر کو محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں پیش کیا ہے غور کیجئے کیسی نفاست ہے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

معراج شریف کا سب سے نازل ترین پہلو جہاں بڑے بڑے صوفیاء غش کھا گئے محدث بریلوی کتنی آسانی سے یہ کہتے ہوئے گزر گئے

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے

عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

قصیدہ معراجیہ کا تتمہ ملاحظہ فرمایئے کہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو جائے

نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت

اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اور اس کے بعد کہتے ہیں

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا

نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

نیز مخدوم ومحترم استاذ العلماء، فاضل جلیل، شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ بہاولپور نے حدائق بخشش کی مکمل شرح تحریر فرمائی صرف قصیدہ معراجیہ کی شرح پر تقریباً ۲۲۰ صفحات تحریر فرمائے جو ایک عظیم علمی کارنامہ ہے علامہ موصوف نے قصیدہ معراجیہ کا ایک ایک شعر نقل فرما کر پہلے حل لغات پیش کیا اور اس کے شعر کی بہترین اور پُر مغز شرح تحریر فرمائی ہے۔ایک ایک شعر کی شرح پر کئی کئی صفحات علامہ موصوف نے تحریر فرمائے علمی دنیا میں بے شک یہ کام بھی ایک انفرادیت کا حامل ہے۔اس شرح کے منظر عام پر آنے کے بعد ارباب علم و دانش کی نظر میں اس قصیدہ کی طلب اور بڑھ جائے گی۔

علامہ موصوف کی یہ بڑی گرانقدر خدمت ہے اس پورے قصیدہ کی شرح کو پڑھ کر قارئین کو اندازہ ہوگا کہ محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر عشق رسول، مدحت رسول میں کن بلندیوں پر ہے۔ان کے مخالفین جو انہیں بُرا کہتے نہیں تھکتے اس قصیدے کی معنویت پر ٹھنڈے دل سے نظر کریں تو ان پر منکشف ہوگا کہ وہ ان کے برابر تو کیا ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔

رب کریم اپنی رحمت خاص اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرقد پُر انوار پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے اور اس قصیدہ کے شارح حضرت علامہ اُویسی صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نعت کے بیشمار مخفی گوشوں کو موصوف نے اجاگر کیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

فقیر خاکپائے امام احمد رضا

سید شاہ تراب الحق قادری رضوی

خطیب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

بروز دوشنبہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اَمَّا بَعْدُ حدائق بخشش میں قصیدہ معراجیہ شریف کی شرح مستقل طور پر ایک علیحدہ تصنیف کا رنگ اختیار کر گئی اسی لئے ایک علیحدہ جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔ خداوند قدوس سے التجاء ہے کہ اسے حدائق بخشش کی طرح دوسری جلدوں سمیت جامۂ قبولیت عنایت فرمائے اور میرے لئے توشۂ آخرت وموجب مغفرت اور مستفیدین کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت ثابت ہو۔ آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَامُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ

وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۸ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ بروز اتوار

بہاولپور۔ پاکستان

قصیدہ معراجیہ

تعارف

قارئین کرام یہ وہی قصیدۂ معراجیہ ہے کہ اُردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کاکوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لئے حضرت رضا کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل   برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن کاکوروی نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے ابھی دو اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرتِ رضا نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدۂ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرتِ رضا نے اپنا قصیدہ سنایا اسے سن کر حضرت محسن نے فرمایا مولانا اب بس کیجئے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

محدثِ اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اُردو ادب کے نقطۂ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق سننا چاہتا ہوں تو سب نے کہا اس کی زبان تو کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ دہلی میں بھی پیش آیا تو سر آمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

معراجنامہ

اس قصیدہ معراجیہ کے بارے میں جناب مرزا نظام الدین بیگ لکھتے ہیں کہ پیش نظر معراج نامہ قصیدے کے انداز میں ہے جس میں ٦٧ اشعار ہیں اس کی تکنیک ماقبل کے سارے معراجناموں سے بالکل مختلف جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معراج کی روایات کا بیان نہیں ہے بلکہ یہ شب معراج کا تہنیت نامہ ہے جس میں بہجت آگین افکار کی نغمگی کا بہاؤ پورے قصیدے کو اپنے لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔

زبان

اس کی زبان نہایت سادہ، شائستہ اور بامحاورہ ہے۔ روزمرہ کا ہر محل اور مناسب صرف قریب قریب ہر شعر میں

نظر آتا ہے۔زبان کی سلاست تک ملحوظ رکھی گئی ہے کہ آیت کریمہ یا احادیث کی تلمیحات تک سے امکانی طور پر کلام کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے جب کہ معراج کے ذکر میں ایسا کرنا بہت دشوار ہے۔ایسا نہیں کہ امام موصوف کی فکر نے ان مقامات کو چھوا نہیں جہاں تلمیح کے علاوہ کوئی چارنہیں بلکہ ان مقامات کو ایسے سلیس انداز میں بیان کرتے ہیں جہاں اس کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے اور مطلب واضح ہو جاتا ہے مثلاً قاب قوسین کی ترجمانی دیکھئے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل کمان حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

عربی اور فارسی کے ایسے الفاظ جو صوتی اعتبار سے سماعت پر گراں گزرتے ہیں بہت کم استعمال ہوئے ہیں۔بیشتر خالص اردو کے مترنم الفاظ مصرعوں میں نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ملاحظہ ہو

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی

وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

اٹھی جو گرد رہ منورہ نور برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کی زبان کی یہ شستگی مرئی اور غیر مرئی دونوں تھی ۔مرئی اس لحاظ سے کہ فن شاعری کے ذوق نے انہیں اساتذہ فن کے افکار سے آشنا کیا ہوگا ان کا زمانہ بہ اعتبار ترقی زبان کلاسیکی عہد ہے۔یہ وہ زمانہ ہے جس میں داغ دہلوی کی فصیح البیانی اور سحر طرازی کا طوطی بول رہا تھا کوئی وجہ نہیں کہ داغ کی شریں بیانی امام موصوف کے گوش زمزمہ نیوش نہ ہوئی ہو جب کہ ان کے برادرِ خورد مولانا محمد حسن رضا کے شاگرد تھے لہٰذا زبان کی سادگی اور صفائی پر بطورِ خاص ان کی توجہ رہی ہوگی۔

زبان کی سادگی غیر مرئی اس لحاظ سے کہہ رہا ہوں کہ ان کے تہنیت نامہ معراج میں مضامین کی آورد نہیں بلکہ آمد ہی آمد ہے۔بیان میں تصنع کے بجائے خلوص کی کارفرمائی ہے ان کی فکر شعری کے سوتے ذہن سے نہیں بلکہ قلب کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہیں۔

اپنے معراج نامہ میں امام احمد رضا نے عروس فن کے لب و رخسار کو خالص اردو الفاظ اور بندشوں کے سامان آرائش سے سجایا ہے اور اس کاوش میں ایک ماہر فن کی چابک دستی کا پورا پورا ثبوت فراہم کردیا ہے۔

بہ الفاظ دیگر اس میں فن کے وہ تمام محاسن موجود ہیں جو ایک اچھے فن پارے میں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

حسن کلام

بندشیں چست اور برمحل شریں الفاظ کا دربست ،تشبیہات کی سادگی اور نکھار، استعارات کی جودت ، لہجے میں گھلاوٹ اور وارفتگی ،طرزِ ادا میں نفاست،جذبات میں خلوص اور بے ساختگی ،فکر میں رعنائی اور رفعت خیال کی شادابی اور طہارت ان ہی عناصر کے امتزاج سے امام رضا کے تہنیت نامہ کے چہرہ کا غازہ تیارا ہوا ہے۔اندازِبیاں کانکھار ملاحظہ ہو

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے
وہ ظل رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے
اتارکران کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے
یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم وافلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ وگل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے
بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنگ کا رنگ وروغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

منظر نگاری

اس تہنیت نامہ میں سرور ونشاط کی کیفیت نے ایک متحرک بہار یہ فضاء پیدا کردی ہے جس کی عکاسی امام احمد رضا نے نہایت وارفتہ اور پُر کیف انداز میں کی ہے۔ان کے لہجے کی گھلاوٹ ، کیف ومستی کے تصوراتی منظر کو ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کردیتی ہے اور ہم اس کی سرمستیوں کے بہاؤ میں بہنے لگتے ہیں ملاحظہ ہو

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے
وہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھیلی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے
نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے
یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے
پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزے میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے
پرانا پُر داغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادیے تھے
خدا ہی دے صبر جانِ پُر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

ملاحظہ کیجیے منظر کشی فطری ہے وارفتگی بیان میں رنگ بیان کہیں شوخ نہیں ہونے پایا۔ پوری سنجیدگی کے ساتھ ایک لطیف نشاطیہ رو ہے جو پورے منظر پر چھائی ہوئی ہے ان میں مقامی بو باس ہے یعنی امام احمد کی IMAGERY میں ملکی

رنگ پوری طرح غالب ہے جو اردو شاعری کا اپنا مزاج ہے۔

موسیقی

شاعری اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے شعر میں موسیقی کا دارومدار بحر کے انتخاب پر منحصر ہے۔امام رضا کے مزاج کی نغمگی ملاحظہ کیجئے اپنے تہنیت نامہ کے لئے جس بحر کا انتخاب کیا گیا ہے وہ بالذات مترنم بحر ہے اس تہنیت نامہ میں کوئی شعر ایسا نہیں جس میں موسیقی کا زیر و بم موجود نہ ہو۔اس کے سانچے میں جو ہلکے پھلکے خالص اردو الفاظ جوڑے گئے ہیں ایک سیال نغمے میں ڈھل گئے ہیں۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

براق کے نقش سُم کے صدقے وہ گل دکھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

شاعرانہ نکتہ سنجی

ان کے معراج نامہ میں شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ایسے فنکارانہ نمونے نظر آتے ہیں کہ ذوقِ جمال جھوم اُٹھتا ہے ان کو کسی خیال کی توجیہ شاعرانہ پیش کرنے کا بڑا پاکیزہ سلیقہ آتا ہے۔یہ شعر ملاحظہ کیجئے

ستم کیا کیسی مٹ کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہگزر کی   اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ دیکھنا سب مٹے تھے

نبی کریم ﷺ کے جمال و جلال کی کیفیت کا پرتو اور اس کے اثرات ملاحظہ ہوں

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر   فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے

اب ذرا سی خیال کا عروج بھی دیکھئے

وہ ظل رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

سدرۃ المنتہیٰ

واقعاتِ معراج میں مقامِ سدرۃ المنتہیٰ ایک نازک مقام ہے شعراء نے طرح طرح سے اس کی ترجمانی کی ہے لیکن امام رضا کا فکری پیمانہ اس مقام کی ترجمانی میں سب سے الگ چھلکتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گذر چکے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے
جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے
قوی تھے مرغان وہم کے پر اُڑتے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

مقام اعلیٰ کی ترجمانی میں ان کی فکر کی چابک دستی کا کمال یہ ہے کہ وارفتگی اور سرشاری میں بھی کوئی فرق نہیں آیا اور احتیاط کا دامن بھی فکر کے ہاتھوں سے چھوٹنے نہیں پایا۔ پوری کیفیت کے ساتھ اس نازک مقام سے گزر گئے اندازِ بیاں کا شاعرانہ حسن اور لہجے کی شگفتگی بھی پوری طرح برقرار رہی۔ باوجود سرشاری اور طرب انگیزی کے ان کا شاعرانہ شعور بے خود نہیں ہونے پایا۔ نعت رسول مقبول ﷺ کی حدود کا احساس چونکا دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

ساکنانِ سماوی کا ردِ عمل

حضور اکرم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کا عرشیوں پر ردِ عمل جس شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ساتھ بیان ہوا ہے ملاحظہ فرمایئے

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے
یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شئے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نہ حکیمانہ نہ موشگافیاں ہیں، نہ صوفیانہ نہ دقیقہ سنجیاں بلکہ لہجے میں خالص شاعرانہ رچاؤ ہے۔ محبّ و محبوب کی قربتوں اور فاصلوں کی گنگا جمنی بھی دیکھتے چلیے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
سراغ این متیٰ کہاں تھا نشانِ کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیاء سے جھکتے ادب سے رکتے

جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

ہوا یہ آ کہ ایک بحرِ تموج بحر ہو میں اُبھرا

دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا

بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

معراج کے ان نازک مقامات کی عکاسی کتنے پرکشش انداز میں ہوئی ہے، خیال بھی بلند ہے اور اظہارِ خیال بھی ارفع مطالب الفاظ اور بندشوں کے سلاسل میں کہیں مقید نہیں یعنی تعقید خیال کہیں محسوس نہیں ہوتی بلکہ تخیلات کی ایک بسیط کہکشاں ہے جو فکر کے افق پر پھیلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

لامکانی کی کیفیت کی ترجمانی

حضور سرورِ کائنات ﷺ جب سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھے تو عقلِ انسانی نے سُپر ڈال دی کہ یہ لامکان کی کیفیت تھی۔ واقعہ معراج میں اس اہم کیفیت کی ترجمانی دنیا کے عظیم شعراء نے کی ہے یہاں میں دو بہت بڑے فارسی شعراء کے معراج نامہ سے ان کے وہ اشعار پیش کر رہا ہوں۔ جب سید عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام جہات سے آزاد ہو کر وحدتِ کُلی میں جذب ہو گئی اس خیال کی ترجمانی نظامی گنجوی اس طرح کرتے ہیں

بازار جہت بہم شکستی — وز زحمت فوق وتحت رستی

مقامِ قاب قوسین کی ترجمانی ملاحظہ ہو

قاب قوسین دراں اثناء — از دنی شد بقاب اودنیٰ

ان ہی مقامات کو جناب امیر خسرو نے اس طرح بیان کیا ہے

گریباں جہت را پارہ کردہ — جہاں بے جہت نظارہ کردہ

جلوہ کردہ ازدرائی کو قوسینش — سربدر گاہ قاب قوسینش

اب اسی خیال کو امام احمد رضا کے یہاں بھی دیکھئے کتنی تمکنت اور کیسے وقار کے ساتھ بیان ہوا ہے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے

پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزاء دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

وحدتِ کُلی میں گم ہونے کی کیفیت جس شاعرانہ لطافت سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے پیش ہے نظامی جیسا دردی کش بادہ عرفاں اور لیلیٰ سخن کا ادا شناس بھی نہ پیش کر سکا ہاں امیر خسرو نے لامکانی کی کیفیت اچھے انداز میں پیش کی ہے لیکن امام احمد رضا کی فکر نے جو نادر پیرایہ اختیار کیا ہے اس کی ہمہ گیری ان دونوں اساتذہ سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کے دوسرے شعر میں مسئلہ وحدت جس بلاغت سے پیش ہوا ہے وہ امام رضا ہی کی فکر رسا کے بس کی بات تھی ''تنزلات'' وحدت الوجد کی اصطلاح ہے جب ذاتِ احدیت عالم کثرت میں نزول کرتی ہے اس عالم کو تنزلات کہتے ہیں نقطہ وحدت بلواسطہ تجلیات دائرہ موجودات ممکنہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ محمود شبستری نے اپنی مثنوی ''گلشن راز'' میں اس کی وضاحت یوں کی ہے

یکی خط است ز اول تابه آخر　　　برو خلق جهاں گشته مسافر

اب ذرا یہ شعر دیکھئے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

مصرع ثانی میں تصوف کی اصطلاح ''تنزلات'' کے ساتھ آیاتِ کریمہ کے لفظ دنیٰ سے مل کر کتنے بلیغ معنی پیدا کر دیئے ہیں۔ ''تدلیٰ'' کا ٹکڑا اضافی ہے جو زورِ کلام کے لئے لایا گیا ہے یہی نہیں بیان کی قدرت دیکھئے انداز بدل کر اسی خیال کو یوں پیش کرتے ہیں

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر

اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ان نازک مقامات کو اسی کی فکر چھو سکتی ہے جو بحرِ علم کا شناور بھی ہو، وادی عرفان کا مالک بھی اور ساتھ ہی عروسِ سخن کا ادا شناس بھی۔

بلاشبہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا معراج نامہ اُردو کی نعتیہ شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اس معراج نامہ میں مروجہ روشن سے ہٹ کر ایک نئے انداز کا گہرا رنگ ہے جس میں معراج کی روایتی تفصیل کے بجائے ایک تاثراتی فضا پورے قصیدے پر پھیلی ہوئی ہے جس میں ساز و آہنگ کا ارتعاش روح کو بالیدگی عطا کرتا ہے۔ یہ معراج نامہ موضوعاتی ہوتے ہوئے ان کے اندازِ بیان کی وجہ سے تاثراتی فضاء میں ڈھل گیا ہے اور یہی اس کی بنیادی صفت ہے جو اس کو دوسرے معراج ناموں سے ممتاز کرتی ہے۔ خوش ذوقی، فنی مہارت، بالغ نظری، جمالیاتی احساس، قادرالکلامی، ندرت فکر و خیال اور جذباتی صداقت یہی وہ عناصر ہیں جن کی ترکیب سے اس کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس کا نمایاں پہلو خاص ہے امام احمد رضا نے اپنے خیالات کو ہمارے سامنے عقل و ذہن کی سطح سے اتار کر احساس اور جذبے کی گہرائیوں میں ڈبو کر پیش کیا ہے اسی لئے ان کا خیال ہمارے دلوں میں اتر جاتا ہے ان کی اندازِ بیان نہ خطیبانہ ہے نہ صوفیانہ بلکہ شاعرانہ ہے، ان کی فکر نے معراج نامہ کی زبان اور بیان کو ایک نیا اور دلکش پیکر دیا ہے وہ تخیل سے واقعات کی تفصیل کا کام لیتے بلکہ تاثر کے بہاؤ کو جذبے کی صداقت اور خلوص کی گہرائی کے ذریعے مربوط طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی تاثراتی ارتباط خیال اور اس کی خوبصورت پیش کش جوان کے سلیس مترنم کلام کے ذریعہ ابھرتی ہے اس معراج نامہ میں ان کا فنی اسلوب بن گئی ہے اپنے اس انفرادی انداز کی وجہ سے وہ محسن کاکوروی پر بھی فائق ہیں۔ محسن کے معراج نامہ میں اندازِ بیان کا نکھار فارسی کی کلاسیکی بندشوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس کے برعکس معراج نامہ رضا میں ان کے ہلکے پھلکے مترنم خالص اردو الفاظ نے جو سحر آفرین کیفیت پیدا کی ہے اس کی لذت بہت گہری ہے اور یہی ان کے نطق کا اعجاز ہے جو خلوصِ انفاس کے بغیر ممکن نہیں۔

نعت ۸۱

معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء در تہنیت شادی اسرا

حل لغات

معراج ،لفظ معراج مشتق عروج سے ہے عروج لفظی معنی زینہ، بلندی، سیڑھی اور شریعت میں شب معراج اس رات کو کہتے ہیں جس رات میں حضور اکرم ﷺ یہاں سے وہاں تک یہاں سے مراد زمین اور وہاں سے مراد لامکاں....

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ تختِ عرش نشین ہوئے ۔۔۔ یہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

سرِ عرش پر ہے تیری گذر دلِ فرش پر ہے تیری نظر ۔۔۔ ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

نظم ،موتیوں کا پرونا، دھاگے میں پرونا اور مجازاً بمعنی کلام موزوں۔ نذر، اپنے اوپر کوئی چیز واجب کرنا، عہد و پیماں ہو یا کوئی اور سے عرف شرع میں اپنے اوپر کوئی عمل واجب کرنا مثلاً روزہ ،صدقہ ،نوافل ، حج یا جانور قربان کرنا وغیرہ ،عرفِ عام میں تحفہ، ہدیہ، نیاز۔ وہابیہ اس عرف کو شرعی معنی بتا کر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں حالانکہ قاعدہ ہے عرف کا غلبہ شرعی معنی کا اعتبار اُٹھا دیتا ہے جب تک کہ شرعی معنی کا قرینہ نہ ہو ہم اہل سنت اسی عرفی معنی پر کہتے ہیں پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر یا کسی اور شیخ کی نذر یا کسی استاد کی نذر بمعنی ہدیہ، تحفہ نذرانہ اسی معنی پر ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا نذرانہ، پیر کا نذرانہ اور جہاں فقہ وغیرہ میں ہے۔ ''النذر لغیر اللہ'' حرام یا شرک وہاں شرعی معنی مراد ہے۔

گدا، بھکاری ،فقیر، منگتا، درگاہ، جناب ،سلطانِ الانبیاء ،انبیاء علیہ السلام کے شہنشاہ ﷺ ۔ افضل الصلوٰۃ والثناء ، برگزیدہ درود و سلام اور مدح و ثناء اور تعریف۔ تہنیت (عربی) مصدر، مبارک بادی ،شادی ،خوشی ،جشن۔ اسراء، الاسرار، رات کو چلنا یہی اسراء کا معنی ہے مثلاً کہا جاتا ہے ''اسری و سری ای سار لیلاً'' یعنی رات کو گیا اسی سے ''السریۃ السرایا'' کا واحد ہے اس لئے کہ وہ لشکر دشمن پر حملہ کرنے کے لئے خفیہ جاتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت سیر کرائی۔

ازالۂ وھم

نضر نے فرمایا کہ اسریٰ کہنے سے وہمیوں کے تمام توہمات کافور ہو گئے اس لئے کہ اگر ''سار'' کہا جاتا تو لوگ کہتے کہ نبی کریم ﷺ بشر ہو کر اوپر کیسے گئے اور پھر آن کی آن میں کیسے واپس آ گئے اور کرات زمہریر و نار وغیرہ سے کیسے گزرے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب فرما دیا کہ جسے اس کی قدرت پر وہ کبھی ایسے اوہامِ باطلہ دل میں نہیں لائے

اس کی مثال یہ حدیث ہے

حبب الی من دنیاکم ثلاث

اس میں اگر حضور اکرم ﷺ احبت فرماتے تو بعض گندے مزاجوں میں وہم پیدا ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ بھی دنیوی امور کی محبت میں گرفتار ہیں (معاذاللہ) لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس وہم کو دفع فرمایا کہ مجھے دنیوی امور سے اگر کوئی تعلق ہے تو وہ نفسانیت سے نہیں بلکہ امورِ الٰہی سے ہے۔

عقیدہ

اسراء عرف قرآن میں بیت المقدس تک جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے اوپر آسمانوں پر آپ ﷺ کا عروج وصعود ہے۔ اسراء کا ذکر آیت میں وضاحت سے پایا جاتا ہے۔ معراج کا ذکر کسی آیت سے ایسا روشن اور صاف نہیں بلکہ احادیث کی مدد سے سورۂ نجم کی بعض آیات سے قیاس اور اجتہاد سے مستنبط ہے۔

آسمانوں سے عرشِ اعلیٰ پھر وریٰ الوریٰ کا ثبوت اخبار احاد سے ہے اسی لئے اس کا منکر کافر و فاسق بھی نہیں۔

والتفصیل فی المطولات

حدیث معراج شریف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حدیث معراج شریف اختصاراً عرض کردوں تاکہ قصیدہ معراج شریف کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں تھا کہ یک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے لے کر یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے انہوں نے بتایا کہ حلقوم شریف سے لے کر ناف مبارک تک۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس آنے والے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز ہوگیا۔ اس قلب کو سینہ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا (جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس نے فرمایا ہاں) وہ اپنا قدم منتہائے

نظر پر رکھتا تھا اس پر سوار پھر جبریل مجھے لے کر چلے۔

مسلم شریف کی روایت میں آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس تشریف لے جانے کا ذکر اس طرح وارد ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور میں نے اپنی سواری کو اسی حلقے میں باندھ دیا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔ (مسلم شریف صفحہ ۹۱)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ پھر نماز کا وقت آ گیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی۔ (مسلم شریف صفحہ ۹۲)

اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بیت المقدس جاتے ہوئے میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد ہم آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل ہے پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو۔ پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پھر پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو ان کا آنا مبارک ہے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ پھر دریافت کیا گیا وہ بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں پھر کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو اس کے بعد جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا گیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا

جبریل پھر دریافت کیا گیا کہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا محمد ﷺ پھر پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں چوتھے آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہوان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہوان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کے لئے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہوان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں تو اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہوان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا تو اس درخت سدرہ کے پھل مقامِ ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبریل علیہ

السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل وفرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اس کے بعد مجھے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) ہے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قسم ہے اللہ کی آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی قسم ہے اللہ کی آپ سے پہلے میں نے لوگوں کو آزمایا ہے اور میں نے بنی اسرائیل کو بے حد سمجھایا کہ وہ رب تعالیٰ کی عبادت کریں مگر انہوں نے عبادت نہ کی آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں پھر دربارِ الٰہی میں حاضر ہوا تو اس نے دس نمازیں اور کم کر دیں اور مجھ کو حکم ہوا کہ ہر روز دس نمازیں پڑھیں اس کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں نے پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پھر اس نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا اب کی بار کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا میرے رب نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی بے شک میں نے آپ سے قبل لوگوں کا خوب امتحان لیا ہے اور میں نے ان کے سمجھانے میں بڑی محنت کی ہے آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے اپنی امت کے لئے نماز کی تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں نے اپنے رب سے یہاں تک سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیا آتی ہے لیکن رب تعالیٰ سے میں اتنی نمازوں کے ساتھ راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب میں وہاں سے آگے گیا تو کسی پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کی۔ آپ ﷺ کی امت سے جو پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا۔ اس حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ذکر نہیں ثابت بنانی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء اپنا براق باندھتے تھے پھر میں

مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دو برتن لائے گئے ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو پسند کیا۔

اس حدیث میں دودھ اور شراب کے دو برتنوں کا پیش خدمت ہونا بیت المقدس میں کہا گیا ہے اور سابقہ حدیث میں اس کا ذکر آسمان پر بیت المعمور میں ذکر کیا گیا ہے ہوسکتا ہے دونوں جگہ ایسا ہو نیز اس حدیث میں انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں جبکہ دیگر حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ مرقات میں ملا علی قاری نے رقم فرمایا ہے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء کی اور آپ کا اس میں امام الاصفیاء ہونا ثابت ہوا۔

ثابت بنانی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا آپ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا

اذا هو قداعطي شطر الحسن

اس کو یعنی یوسف کو آدھا حسن دیا گیا یا اس سے جنس حسن مراد ہے یا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ والے مراد ہیں یعنی ان کے زمانے کے حسینوں کے مقابلہ میں تنہا یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور دوسرے تمام حسینوں کے مابین باقی آدھا حصہ حسن کا بانٹا گیا ہے۔

مرقاۃ شریف جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۹ میں ہے متاخرین سے بعض حفاظ نے جو ہمارے معتبر مشائخ سے ہیں کہا ہے کہ بیشک حضور اکرم ﷺ یوسف علیہ السلام سے زیادہ حسین تھے اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق نقل نہیں کہ ان کے چہرے کی روشنی دیواروں پر پڑتی تھی وہ آئینہ کی مانند نہیں تھا کہ اس میں منعکس ہو وہ چیز جو اس کے سامنے ہو لیکن یہ شان ہمارے نبی ﷺ کی صورت کے حق میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکثر جمال کو چھپا رکھا تھا اس لئے کہ اگر آپ کے جمال کو اس کی حقیقت سے ظاہر کیا جاتا تو وہ اس کی طاقت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بعض محققین کا قول ہے لیکن جمالِ یوسفی کو لوگوں سے چھپایا نہیں گیا۔ ثابت بنانی کی روایت یہ بات بھی زائد ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو جماعت ایک بار داخل ہوئی پھر وہ داخل نہیں ہوتی اور اس میں یہ بھی ہے کہ اے محبوب آپ کی امت سے جو کوئی پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس نے اس کو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے بُرائی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لئے وہ بُرائی نہیں لکھی جاتی اور جس نے اس کو کیا اس کے لئے صرف ایک بُرائی لکھی

جاتی ہے۔

ابن شہاب عن انس کی روایت میں پہلی روایتوں سے یہ چیز زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فرج عنی سقف بیتی و انا بمکۃ — جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا

مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اُم ہانی کے گھر کی چھت کو پھاڑ کر نازل ہوئے اور ام ہانی کے گھر کو اپنا گھر اس نسبت سے فرمایا کہ اس رات آپ وہاں آرام فرما تھے۔ (مرقات)

اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو اس حال میں پایا کہ ان کے دائیں جانب کچھ لوگ ہیں اور ان کے بائیں جانب کچھ لوگ ہیں جب وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جو آدم کی دائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو جنت میں جائے گی اور جو بائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جائے گی۔

اس روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظھرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام

پھر مجھ کو اوپر چڑھا گیا یہاں تک کہ میں مقامِ مستوی پر بلند ہوا۔ اس میں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا

مرقات میں ہے مستوی قرار پکڑنے کی یا بلندی چاہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اتنی بلندی پر پہنچے کہ جو ملائکہ جہان کی مقادیر وقضا کو لکھنے والے ہیں ان کے قلموں کے چلنے کی آواز مسموع فرمائی۔ مرقات میں اس کی شرح میں لکھا ہے

وھذا و اللہ ھو المنتھی الذی لا تقدم فیہ لاحد علیہ کذا حققہ بعض الشارحین من علمائنا

قسم ہے اللہ کی یہی ہے وہ منتہی کہ اس میں آپ پر کسی کو تقدم حاصل نہیں یعنی آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں پہنچا۔ ایسا ہی ثابت کیا ہے اس کو ہمارے علماء سے بعض شارحین نے انتہی۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ پہنچا سدرۃ المنتہیٰ تک۔ سدرۃ المنتہیٰ کو کئی رنگوں نے ڈھانکا ہے ان رنگوں کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا پھر مجھ کو جنت میں داخل کیا گیا میں نے وہاں دیکھا کہ اس کے گنبد موتیوں کے بنے ہوئے ہیں اور وہاں کی مٹی کستوری کی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے جو چیز زمین سے اوپر چڑھتی

ہے اس کی انتہا ءوہاں تک ہے پھر اس کو وہاں سے اوپر کیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے اس کی انتہا بھی وہاں تک ہے پھر وہاں سے اس کو نیچے کیا جاتا ہے۔ڈھانکا ہے سدرہ کو جس نے اس کو ڈھانکا۔راوی نے اس کی تفسیر کی کہ وہ سونے کے پروانے ہیں جنہوں نے اس کو ڈھانکا ہے۔وہاں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطاء ہوئیں پانچ وقت کی نماز، سورۂ البقرہ کی آخری آیات اور اس شخص کی مغفرت جس نے آپ کی امت سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا۔

صحاح کی احادیث میں جو واقعہ معراج کا ہے وہ بعض اختلاف کے ساتھ یہی ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نرالے طرب کے سامان عرب کے مہمان کے لئے تھے

حل لغات

سرور (فارسی) سردار۔کشور (فارسی، مؤنث) ولایت، دیس، ملک۔رسالت ،پیغمبری۔طرب (عربی، مونث) خوشی، فرحت۔مہمان (فارسی) مہ اور ماں سے مرکب ہے مہ بمعنی چاند اور ماں بمعنی بمثل یعنی چاند جیسا چونکہ مہمان شرعاً ایک محبوب اور باہر سے آیا ہوئی شخصیت ہوتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔

شرح

وہ کشورِ رسالت کے سرور جو عرشِ الٰہی پر جلوہ گر ہوئے تھے عرب کے مہمان کے لئے نئے اور نرالے فرحت کے سامان تیار کئے گئے تھے۔

معراج کی تعداد

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اسری بی فی قفص من لؤ لؤ فراشه من ذهب . (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۰۳ از بحر العلوم)

مجھے موتیوں والے قفص میں سیر کرائی گئی جس کا بستر سونے کا تھا۔

حضرت شیخ الاکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو معراج چونتیس بار ہوئی صرف ایک بار جسمانیت کے باقی روحانیت سے اور یہ گنتی قبل نبوت اور اس کے بعد تا وصال مکمل ہوئی۔

عقیدہ

اہل سنت کے نزدیک معراج بیداری اور روح مع الجسد یعنی اسی بشری شکل وصورت میں ہوئی۔

معراجِ جسمانی کی عقلی دلیل

جسمانی معراج کی عقلی دلیل لفظ "عبدہٖ" واضح ہے اس لئے کہ عبد روح مع جسد کو کہا جاتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے براق لایا گیا اور براق جسم (ثقیل شے) اُٹھانے کے لئے ہوسکتا ہے ورنہ روح کے لئے براق کس لئے؟ تیسری دلیل ہے کہ اگر روح سے معراج ہوتی تو پھر معراج کے منکرین کو انکار کیسا اس لئے کہ روح سے معراجی واقعات کو منکرین بھی محال نہیں سمجھتے انہیں انکار تھا تو جسمانیت سے (وھو المقصود)

بدعتی کی علامت

کاشفی نے لکھا کہ وہ بدعتی گروہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کے جسم کو ثقیل سمجھ کر جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے اس لئے کہ وہ نہ صرف شانِ نبوت کا منکر ہے بلکہ اسے قدرتِ حق کا بھی انکار ہے

آنکہ سرشت تنش از جان بود　　　سیر وعروجش بتن آسان بود

جس کی تخلیق ہی روحانی ہو اس کے لئے جسم کے ساتھ معراج کو جانا کیا مشکل ہے؟

نبی کریم ﷺ کی بشریت بھی نوری تھی

اس کی ایک دلیل واقعہ معراج بھی ہے کہ آپ بشری شکل میں نوری بشریت سے پرواز فرمائی چنانچہ صاحب روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۰۳ آیت ہذا کے تحت لکھتے ہیں کہ

وقد ذکروا ان جبریل علیہ السلام اخذ طینۃ النبی ﷺ فجنھا بمیاہ الجنۃ و کدورۃ فکان جسدہ الطاھرۃ من العالم

احادیث میں مذکور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کا خمیر لیا تو اسے بہشت کے پانیوں سے دھویا یہاں تک کہ اس سے جملہ کثافتیں اور کدورتیں دور ہوئیں اس اعتبار سے آپ کا جسم بھی آپ کی روح پاک کی طرح علوی ہوگا۔

فائدہ

اسی لئے ہم سرورِ عالم ﷺ کے لئے کہتے ہیں کہ آپ نور ہیں اور آپ کی بشریت بھی نوری ہے۔

فافھم لاتکن من الوھابین الجاھلین

شب معراج میں سواریاں

یاد رہے کہ حضور اکرم ﷺ شب معراج سواریوں کے محتاج نہیں تھے بلکہ سواریوں سمیت ہر شے حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم کی محتاج تھی بلکہ یوں کہو کہ جونہی آپ تشریف لے گئے تو ہر ایک کو معراج ہوگئی۔

شب معراج میں آپ ﷺ کی سواریاں تھیں براق مکہ سے بیت المقدس تک، معراج یعنی سیڑھی بیت المقدس سے آسمان دنیا تک، ملائکہ کے پَر ساتویں آسمان تک، جبرئیل کا پَر سدرۃ المنتہٰی تک اور اس سے اوپر رفرف "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" تک۔

آپ کے معراج کی مسافت مقام "اَوْ اَدْنٰی" سے مقام "اوحی" تک تین لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے بعض نے تین لاکھ پچاس ہزار سال بتائی ہے۔

فائدہ

رات کو معراج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سراج ہیں اور سراج رات ہی کو روشن ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ بدر ہیں بدر بھی رات کو طلوع کرتا ہے۔

فائدہ

ساری زمین کا پانی بیت المقدس کے صخرہ کے نیچے سے پھوٹتا ہے، مسجد اقصیٰ ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے جس میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا وہ چار مسجدیں یہ ہیں۔

(۱) مسجد مدینہ (۲) مسجد اقصیٰ (۳) مسجد مکہ (۴) مسجد قباء

بہار ہیں شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

حل لغات

لَے (اردو، مونث) سُر، لہجہ، شوق، دھن۔ گھر، گانے والوں کا ایک طریقہ۔ عنادل، عندل کی جمع، بلبل۔

شرح

ہر ملک ہر فلک اپنی اپنی سُر اور لہجہ میں بلبلوں کے طرز پر یہی کہہ رہے تھے آج رحمت کی بہار ہے چمن کو شادیاں اور آبادیاں مبارک۔

معراج کی حکمتیں

حضور اکرم ﷺ کو اس خاکدان عالم سے شب معراج آسمان پر بلانے اور عجائب وغرائب قدرت دکھانے میں کئی حکمتیں تھیں۔

(۱) ایک رات حضور اکرم ﷺ کی امت گنہگار مع اعمال حضور پر پیش کی گئی آپ ان کے جرم وگناہ حد سے زیادہ شمار سے باہر دیکھ کر نہایت ملول ومحزون ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب کا غمگین ورنج آلودہ ہونا اچھا معلوم نہ ہوا اور شب معراج حضور اکرم ﷺ کو بلا کر اپنے دریاہائے رحمت وخزائن مغفرت دکھائے تا کہ کثرتِ گناہ امت سے غمگین نہ ہوں اور دیکھیں کہ ان کی امت کے جرم وگناہ زیادہ ہیں یا ان کے رب عزوجل کے خزائن مغفرت ودریائے رحمت۔

آفاق تیر گرچہ زردی سیاہ ماست دریائے رحمت تو فزوں از گناہ ماست

(۲) آج کی شب اپنے حبیب (ﷺ) کو اپنے حضور میں بلا کر اپنا دیدار دکھائیں تمام آسمان وعرش وکرسی جنت ودوزخ ومافیہا کی سیر کرائیں تا کہ رعب وادب خوف وخطر ان کے قلب سے زائل ہو جائے اور قیامت جیسے دہشت وہولناک دن میں بےخوف وخطر تاجِ شفاعت فرق انور پر رکھ کر اپنے رب احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہو کر حرفِ شفاعت زبان پر لائیں اور امت گنہگار کی شفاعت فرما کر جنت میں لے جائیں کہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی پہلی بار کسی حاکم ذی وجاہت کے حضور یا مقام ہولناک میں جاتا ہے تو اس کے رعب وادب کے باعث زبان سے بات نکلنا دشوار ہوتی ہے، لرزہ بدن پر طاری ہوتا ہے اور اس مقام میں خوف کے باعث چلنا مشکل ہو جاتا ہے، دل میں سوسو طرح سے خوف وہراس پیدا ہوتا ہے اور جب دوبارہ ایسی جگہ جانے کا اتفاق پڑتا ہے تو پہلے کی طرح دوبارہ جانے میں خوف وہراس طاری نہیں ہوتا۔

(۳) بادشاہ حقیقی نے حضور اکرم ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور حبیب کو اپنے تمام خزائن ودفائن پر مطلع کرنا اور عجائب وغرائب مملکت کی سیر کرانا چاہیے جیسا کہ بادشاہانِ مجازی کا دستور ہوتا ہے کہ وہ جب کسی کو اپنی محبت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں تو تمام خزائن ودفائن سے اسے مطلع کرتے ہیں اور عجائب وغرائب ملک کی سیر کراتے ہیں اور تمام اشیاء کا اسے مختار ومدارِ المہام بناتے ہیں لہٰذا اس بادشاہ حقیقی نے پہلے تمام خزائن ودفائن زمین پر حضور کو مطلع فرمایا جیسا کہ حدیث میں آیا

رویت لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا

میرے لئے زمین سمیٹی گئی اور اس کے مشارق ومغارب مجھے دکھلائے گئے۔

پھر شب معراج اپنے پاس بلا کر عجائب وغرائب سموات ودوزخ وجنات ومافیہا کی سیر کرائی اور ان کے مفاتیح

حضور کوعطا فرمائیں اور سب کا مالک ومختار بنایا جسے جو چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

کل عالم وما فیہ کے سیاہ وسفید کا　　　خالق نے انہیں مالک ومختار کردیا

(۴) اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا فرمائے تو ان دونوں نے آپس میں مفاخرت ومباحات کی زمین نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیوت وبحار واشجار واثمار وانہار وپہاڑ وخوش وطیور چرند وپرند جن وانس جمادات نباتات معدنیات وغیرہ سے زیب وزینت دی اور رنگ برنگ کے پھولوں، پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں سے آراستہ وپیراستہ فرمایا۔ آسمان نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چاند وسورج، ستاروں وسیاروں سے مزین فرمایا اور مجھ میں عرش وکرسی، لوح وقلم، دوزخ وجنت اور اس کے اشجار اثمار حور غلماں ملائکہ پیدا فرمائے۔ زمین نے کہا کہ مجھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا برکت والا گھر بنایا کہ جس کی زیارت وطواف کوانبیاء واولیاء اور تمام مسلمان راہ دور دراز سے آتے ہیں آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے کہ جس کے طواف کوفرشتے آتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے کہ جہاں تمام تمام انبیاء ومرسلین اور اولیاء وصالحین کی روحیں آکر جمع ہوتی ہیں اور بعد حشر ہمیشہ اس میں رہیں گی۔ زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بدر جہا بہتر ہوں کہ مجھ میں سید المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، باعث موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات رونق افروز ہوئے اور احکامِ شریعت جاری کئے اللہ کے دین کومجھ پر پھیلایا جب یہ آسمان نے سنا جواب سے عاجز وساکت ہوکر جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی تو ہی مضطر وپریشان کی دعا مقبول کرنے والا ہے۔ میں زمین سے مناظرے میں ساکت اور جواب سے عاجز ہوگیا لہٰذا تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو اپنے حبیب لبیب کومجھ پر بلاتا کہ میں بھی زمین کی طرح اس کے قدوم میمنت لزوم کے باعث فخر کروں پس اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اپنے حبیب کو آسمان پر بلایا اور اسے خجلت وشرمندگی سے رہا کیا۔

(۵) اپنے حبیب کوآسمان پر بلا کر تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء ومرسلین پر آپ کا فضل وشرف ظاہر فرمائے اور سب کا امام وپیشوا بنائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بیت المقدس میں حضور امام الانبیاء ہوئے اور ان پر حضور کا فضل وشرف ظاہر ہوا اور بیت المعمور میں امام الملائکہ کئے گئے تاکہ ان پر بھی آپ کا فضل وبزرگی عیاں ہو یا یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت عالم فرمایا آپ کی رحمت سے زمین والے تو مستفیض ہوئے تھے آسمان والے رہے جاتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضور کو آسمان پر بلایا اور اپنے حبیب کی رحمت سے آسمان والوں کو بھی مستفیض فرمایا تاکہ کوئی فرد عالم آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔

(٦) جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی اور جبرئیل علیہ السلام نے اس کے فضائل وفوائد آپ کے روبرو بیان کئے آپ کو اس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو آسمان پر بلا کر کرسی دکھائی آپ نے دیکھا کہ وہ زمرد سبز کی ہے اور ایک روایت میں سونے کی ہے اور ایک روایت میں موتی کی اور اس کے پائے مروارید کے ہیں اور اس قدر بڑی ہے کہ تمام آسمان وزمین اس کے اوپر مثل ایک حلقہ کے ہیں اور اس پر بخط نور آیۃ الکرسی لکھی ہے اور آس پاس اس کے چالیس ہزار کرسیاں اور رکھی ہیں اور ہر ایک پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا آیۃ الکرسی پڑھ رہا ہے اور ثواب ان کا قاری آیۃ الکرسی کو امت محمدیہ سے بخشتا ہے۔

(٧) جب بعد وفات ابوطالب کفارِ عرب نے حضور کو بے حد ایذا دینا شروع کی تو حضور ﷺ نے ایک دن نہایت حسرت وایاس سے فرمایا کاش اگر آج میرا کوئی دوست تو کام آتا، رفیق ہوتا تو غمخواری کرتا، یار ہوتا تو دلداری کرتا۔ اب کافروں نے محمد کو تنہا پا کر ایذا دینا اور بُرا کہنا شروع کیا ہے۔ یہ فرما کر شام کو اپنی پھوپھی ام ہانی کے گھر جا کر ایک حجرے میں ملول و مغموم عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ملول ومغموم دیکھ کر دلداری وغمخواری فرمائی اور اسی رات جبرئیل کو بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنے عجائب وغرائب قدرت دکھا کر دیدارِ کلام سے مشرف فرما کر حضور کی تسکین خاطر فرمائی۔ بھید واسرار کی باتیں کہا کرتا ہے رازِ دل عیاں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے محبوب کو اپنے حضور بلا کر مغیبات دو عالم پر مطلع کرنا اور رازواسرار "فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی" سے آگاہ کرنا مقصود تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب سے رازِ دل کہنے اسرار "فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی" مطلع کرنے کے واسطے رات کو دن پر اختیار فرمایا۔

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں

اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

حل لغات

رچی تھی، ماضی از رچنا، سمانا، معطر ہونا، رنگ لانا، شادی کی دھوم دھام ہونا (یہاں یہی مراد ہے) مچی تھی، ماضی از مچنا، ہونا، عمل میں آنا۔ نفحات، بفتحات بوہائے خوش (یعنی خوشبوئیں) غیاث۔ دھومیں، دھوم کی جمع، غل غپاڑہ، شہرت، افواہ۔

شرح

شب معراج ادھر آسمانوں میں اِدھر زمین پر شادی کا سماں تھا اور خوب افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ آج رات مرشد کائنات ﷺ معراج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، آسمانوں سے انوار کی چمک تھی ،ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں جیسے شادیوں میں عموماً ہوتا ہے کہ شادی والوں کے متعلقین کے ہاں چہل پہل ہوتی ہے اور یہاں تو معاملہ کچھ ایسا ہے کہ کائنات کے مرشد اور ملک وملکوت کے امام ﷺ کا مریدین ومعتقدین کو دیدار سے سرشار فرمانا ہے۔

لطیفہ

کسی فلسفی (دہریہ) نے فقیر اُویسی غفرلہ سے پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ کا آسمانوں کو پار کرکے عرش تک پہونچنا ناممکن سا ہے اس لئے کہ درمیاں کئی کرے ایسے ہیں جن سے کسی بھی بشر کا وہاں سے گزرنا محال ہے مثلاً کرہ زمہریر، کرہ شمس وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ پہلے تم ان کروں سے پوچھو کہ جب ان کے آقا ومرشد ﷺ وہاں پہونچے انہیں (کروں) کو ہوش بھی رہا تھا یا دیدارِ مرشد ﷺ سے مہلت بھی پائی ؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کروں کے مبداء دراصل حضور ﷺ ہی ہیں تو پھر فروع کی کیا مجال کہ اصل کے سامنے اپنی ہستی کا دم مارے۔

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی

وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

حل لغات

چھوٹ، رہائی، آزادی، فرصت، مہلت، کمی۔ چاندنی، چاند کی روشنی۔ چھٹکی از چھٹکنا (بکسر الجیم العجمی) بکھرنا، بتر بتر ہونا، روشنی ہونا۔ جگمگا از جگمگانا، جگ مگ کرنا، روشن ہونا۔ نصب، کھڑا کرنا، گاڑنا۔

شرح

ان کے رُخ کے نور کی وجہ سے نور والوں کو اپنے نور کی کمی محسوس ہوتی ہے اس لئے کہ اس رات (معراج) میں عرش تک روشنی ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ رات کیا روشن تھی درحقیقت جگہ جگہ پر نورانی آئینے گاڑے گئے تھے جن پر رسول اللہ ﷺ کا نور جگمگا رہا تھا۔

شب معراج آرائش کا انتظام

رجب المرجب کی ستائیسویں تاریخ دوشنبہ کا دن ہے کنول آفتاب اپنی نیلگوں جھیل میں غوطہ زن ہو چکا ہے، لیلائے شب گیسوئے دراز کھوئے ہوئے سکان ربع مسکون پر سایہ فگن ہو چکی ہے، آسمان نے نیلگوں پیرہن اتار کر

موتیوں جڑی سیاہ چادر اوڑھ لی ہے، چار سو سناٹا ہی سناٹا ہے، لوگ میٹھی نیند سو رہے ہیں کہ صناع ازل کا شاہکار اقلیم قدسیت کا تاجدار، جویائے حقیقت ترجمانِ فطرت، آمنہ کا لال، عبداللہ کا گوہر تابدار اپنی چچازاد بہن اُم ہانی کے گھر محو خواب استراحت ہے، آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل یادِ الٰہی میں بیدار ہے اچانک رحمت خداوندی موجزن ہوئی، وصل حبیب کے لئے لقائے مطلوب کے لئے طالب سراپا انتظار بن کر سید الملائکہ حضرت جبریئل کو حکم دیتا ہے کہ میکائیل سے کہو کہ تقسیم رزق کا پیمانہ ہاتھ چھوڑ دے، عزرائیل سے کہو کہ قبض ارواح سے ہاتھ روک لے، اسرافیل سے کہو کہ وہ نرسنگھے کو منہ سے ہٹا دے، جنتوں کو سجا دیا جائے، پرچم رحمت و بخشش لہرایا، نقارۂ جودوسخا بجایا جائے، گردشِ لیل ونہار رک جائے، انہارِ تلاطم سے اور شمس وقمر گردش سے باز رہیں، شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے، حورانِ خلد آراستہ وغلمانِ جنت پیراستہ ہوکر طربیہ نغمتوں کا آغاز کریں اور تمام ملائکہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہوکر سراپا انتظار بن جائیں۔

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا

حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

حل لغات

پھبن، سجاوٹ، خوبصورتی، زیبائش۔ نکھر از نکھرنا بمعنی صاف، اجلا۔ سنورا از سنورنا، درست ہوا، آراستہ ہوا۔ حجر سے حجر اسود مراد ہے۔ کمر سے مراد کعبہ کا کونہ۔ تل، بدن کا کالا نقطہ، آنکھ کی پتلی ذرا سا تھوڑا، بہناؤ، ٹیپ ٹاپ، سجاوٹ۔

شرح

جب حضور سرورِ کشور رسالت ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی قدم بوسی پر بیدار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے پیغام وصل دیا اور کعبہ معظّمہ میں تشریف لے جانے کی التجا کی قدم نازک اُٹھا اور رحمت مجسم ﷺ کعبہ معظّمہ میں جلوہ ریز ہوئے۔ نورانی رخساوں کی تابش سے کعبہ بجلی کی طرح چمکنے لگا۔ اس کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ شب معراج کعبہ معظّمہ ایک نئی دلہن کی طرح نہایت ہی حسین وجمیل روپ میں تھا روشن ہوکر آراستہ پیراستہ سنورا اور سنور کے خوب نکھرا یعنی آج اس کے حسن و جمال کا انتہائی جوش جوبن تھا حجر اسود پر قربان جاؤں کہ وہ کعبہ معظّمہ کی کمر میں ایک تل کی طرح ہے لیکن اس میں بھی لاکھوں سجاوٹوں کے رنگ بھر دیئے گئے کہ اب کعبہ کے حسن و جمال میں اس کے رنگ نے اور نکھار پیدا کر دیا۔

اعدائے رضا کے بغض وعداوت کا نمونہ

اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ قصیدہ معراجیہ امام امد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی علمی ، روحانی ،عرفانی شخصیت کو اجاگر کرنے کا جیتا جاگتا اور روشن اور چمکتا ہوا ثبوت ہے لیکن خدا تعالیٰ تعصب کا بیڑا غرق کرے کہ حسن کو قبح کہنے کی گندی عادت میں مبتلا رہتا ہے ویسے تو اعدائے رضا کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ہر ادا ناپسند ہے بالخصوص آپ کی وہ ادائیں جو آپ کے کمالِ علمی کا آئینہ ہیں مخالفین کو اور زیادہ کھٹکتی ہیں نہ صرف ہمارے دور میں اعدائے رضا کا بُرا حال ہے بلکہ خود آپ کے اعداء حسد اور بغض کی آگ میں جلے بھنے رہتے ہیں جیسا کہ آپ کی زندگی کے حالات گواہ ہیں۔چند نمونے فقیر اسی شرح حدائق شریف کی جلد سوم میں عرض کر چکا ہے ان کی عداوت کا نمونہ اس شعر کے ساتھ چند دیگر اشعارِ معراجیہ بھی ہیں جنہیں پڑھ سن کر اعدائے رضا نے شور مچایا کہ احمد رضا کافر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔(معاذاللہ)

ریاست بھاولپور کے دیوبندی
وھابی مولویوں کا جاھلانہ شور وغوغا

فقیر مخالفین کے غوغا و شور اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا پُرزور جواب من وعن نقل کرکے اس کا نام تجویز کرتا ہے

"محمد رسول الله عروس مملكة الله"

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

مسئلہ از گڑھی اختیار خان تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ جناب محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ قبلہ معتقدمین دام ظلہم۔از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شور اُٹھایا کہ اللہ جل جلالہ وحضور اکرم ﷺ کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے شب برأت کو یہاں گڑھی اختیار خان میں ان الفاظ کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے

اے مجد دین بے سرو سامان مدد دے　　　قبلہ دین مدد دے کعبہ ایمان مدد دے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کرکے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہل سنت وجماعت کو عزت بخشی حضور پر فرض سمجھی جارہی ہے یہ فی سبیل اللہ بصدقۂ روضۂ رسول ﷺ اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمیان اہل اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انہیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے۔قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولہا کا۔وہ اشعار یہ ہیں

نئ دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیاء سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

انتباہ

ان میں کون سی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دولہا یا دولہن کہا گیا ہے "ولکن الوھابیۃ قوم یفترون"وہابیہ کے بنائے مذہب کذب و افترا پر ہے اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے ہاں مشیخیت نبی رکھے نہ ہو کہ ان سے بچتا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں گے اسی لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ (پارہ ۱۷،سورۃ الحج ،آیت ۷۳)

کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ۝ (پارہ ۱۷، سورۂ الحج، ۱۳)

بیشک کیا ہی برا مولیٰ اور بیشک کیا ہی برا رفیق۔

شعر اول میں تو دولہن کسی کو بھی نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے زینت کعبہ کو نئی دولہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا

ماست الجنة ميسا كما تميس العروس فی خدرها

جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولہن فرحت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبہ کو دولہن کہا اور مکان آراستہ کو دولہن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ ہے امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

عسقلان احدی العروسين يبعث منها يوم القيٰمة سبعون الفابغيرحساب عليهم

عسقلان دو دولہنوں میں ایک ہے روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

طوبٰى لمن اسكنه اللّٰه تعالىٰ احدى العروسين عسقلان اوغزة

شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

فائدہ

باقی چار اشعار میں حضور اقدس ﷺ کو دولہا کہا ہے اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں

هو ﷺ ارأی صورة ذاته المباركة فی الملكوت فاذاهو عروس المملكة

نبی ﷺ نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں (ﷺ)

دلائل الخیرات شریف میں ہے

اللھم صلی علی محمد بحر انوارک ومعدن اسرارک ولسان حجتک وعروس مملکتک

الٰہی دورد بھیج محمد ﷺ اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔

فائدہ

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں

مملکتک ہوق موضع الملک شبہ بمجتمع العرس ومافیہ من الاحتفال والتناھی فی الصنیع والتالق فی محسناتہ وترتیب امورہ وکونہ جدیداظریفا واھلہ فی فرح وسرور نعمۃ وحبور فرحین بعروسھم راضین بہ محبین مکرمین لہ موتمرین لامرہ متنعمین لہ بانواع المشتھیات بدلیل اثبات اللازم الذی ھوا العروس والمعھود تشبیہ مجتمع العرس بالمملکۃ وعکس التشبیہ ھنا لاقتضاء المقام ذلک لیفتد ان سر المملکۃ ونکتتھا ومعناھا الذی لاجلہ کانت ھو المصطفیٰ ﷺ کما ان سرمجتمع العرس ونکتۃ ومعناہ الذی لاجلہ کان ھو العروس والمصطفیٰ ﷺ ھو الانسان الکبیر الذی ھو الخلیفۃ علی الاطلاق فی الملک والملکوت قد خلعت علیہ اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس بجاکی بشانہ شان الملک والسلطان فی نفوذ الامر وخدمۃ الجمیع لہ وتفرعنھم لشانہ ووجدانہ مایحب ویشتھی مع الراحۃ واصحابہ فی مؤنتہ وتحت اطعامہ فتم التشبیہ وتمکنت الاستعارۃ

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برأت کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں۔ سب کام قرینے سے ہوتے ہیں، ہر چیز نئی اور خوش آئند، لوگ دولہا پر شادو فرحاں اس کے چاہنے والے اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہوئے اور عادت یوں ہے کہ برأت کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغزو سبب دولہا ہوتا ہے یونہی تمام سلطنت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز ومغز ومعنی صرف مصطفیٰ ﷺ ہیں

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لئے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں۔ یو ہیں حضور ﷺ میں عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار زیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے

ماارٰی ربک الا یسارع فی ھواک

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ

انما انا قاسم واللہ المعطی

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس ﷺ تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ٹھہرے۔ والحمد اللہ رب العالمین

فائدہ

بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

لکل شئی عروس وعروس القران الرحمٰن

ہر شے کی جنس میں ایک دولہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دولہن ہے۔

یہاں کسے دولہا ٹھہرائیے گا تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی

حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

ان اللّٰہ تعالیٰ یبعث الایام القیمة علی ھیأتھا ویبعث یوم الجمعة زھراء منیرة اھلھا فیحفون بھا کالعروس تھدی الی کریمھا

بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا روشن دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دولہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابو طالب مکی قوت القلوب اور حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں

قال ﷺ ان الکعبة تحشر کالعروس المزفوفة(قال الشارح الی بعلھا)وکل من حجھا یتعلق باستارھا یسعون حولھا حتی تدخل الجنة فید خلون معھا.

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اسکے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے

یزف علی بینی وبین ابراھیم علیه الصلوة والسلام الی الجنةان کسرت الزاء فمعناه یسرع من زف فی مشیه وازف اذا اسرع وان فتحت فھو من زففت العروس ازفھا اذا احدیتھا الی زوجھا

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضی میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لے جائیں گے جیسے نئی دولہن کو دولہا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا وابو الشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینۃ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبداللہ محمد قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ

روی ابن المبارک ن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا انھا قالت ذکر وارسول اللہ ﷺ وکعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار

یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک تھا تو اس

وقت کعب الاحبار حاضر تھے تو کعب الاحبار نے کہا کہ ستر ہزار فرشتے ہر صبح اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم ﷺ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے گرد حاضرہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہی طواف کرتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

فائدہ

مواہب لدنیہ شریف میں ہے

ما من فجر یطلع الانزل سبعون الف ملک یحفون .(الحدیث)

ہر فجر کو ستر ہزار ملائکہ اتر کر مزار اقدس کا طواف کرتے ہیں۔

فائدہ

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یحفون کا معنی یطوفون لکھا (طواف کرتے ہیں)

حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ ﷺ

جب حضور اکرم ﷺ مزارِ مبارک سے روزِ قیامت اُٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور بارگاہِ عزت یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کو کمال اعزاز واکرام وفرحت وسرورات وآرام وتزک واحتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

فائدہ لغویہ

"یــــــــزفــــ" کا معنی طیبی (شرح مشکوٰۃ) اور مجمع بحار الانوار والمدارج الشریفہ اور تذکرہ اور مواہب لدنیہ میں "یزفون" کا معنی "یوقرو ﷺ التوقیر" بمعنی التعظیم لکھا اور مجمع بحار الانوار میں طیبی شاعر مشکوٰۃ کی علامت لگا کر اس طرح لکھا جو ہم نے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث نہایہ الاثیر سے نقل کی اور انہوں نے ہر دونوں وجہوں میں

فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ ﷺ

ستر ہزار فرشتے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم اور آپ کے مزار کا طواف کرتے ہیں۔

نقل فرمایا ہے۔

یعنی "یزفون" بمعنی "یطوفون" ہو تو بھی صحیح ہے اور اگر بمعنی "یوقرون" ہو تو بھی۔ اسی لئے امام احمد رضا

محدث بریلوی قدس سرہ نے دونوں مطالب بیان فرمائے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دهلوی

اور امام احمد رضا محدث بریلوی رحمة الله تعالیٰ علیه

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں

چوں مبعوث می گردد و آنحضرت از قبر شریف بیروں می آید میان ایں فرشتگان زفاف می کنند

اورا و زفاف دراصل بمعنی بروں عروس بخانه زوج ومراد ایں جالازم معنی ست که بردن محبوت

ست پیش محب یعنی بیردن آں حضرت ﷺ بدرگاہ عزت

جب آپ ﷺ مزار اقدس سے باہر تشریف لائیں گے درمیان میں لے کر ملائکہ آپ کو بارگاہِ حق میں لے جائیں گے۔ زفاف دراصل بمعنی دولہن کو اپنے گھر سے شوہر کے گھر میں لیجانے کو کہتے ہیں لیکن لازمی معنی ہے کہ محبوب کو محبّ کے ہاں لے جانا یعنی حضور ﷺ کو رب اکرم کی بارگاہ حق تک پہنچانا۔

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار۔ ان کے اصل مذہب کی بناء ہی اس پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو مشرک بناتے ہیں پھر اور کس کی کیا گنتی۔ ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھ دیا ''جو کہے اللہ ورسول نے دولتمند کر دیا تو وہ مشرک ہے'' حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل وسید المرسلین ﷺ نے قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا ہے۔

وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (پارہ۱۰،سورۃالتوبۃ،آیت۷۴)

اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انھیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ماینقم ابن جمیل الا انه ان کان فقیرا فاغناه الله ورسوله

ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتارج تھا اللہ ورسول نے اس کو دولتمند کر دیا۔

انتباہ

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم ﷺ نے فرمائی۔ وہابیہ کا امام منہ پھیر کر کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو

کافر کہنے کی کیا شکایت۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ تا ۱۹۸)

اضافہ اُویسی غفرلہ

شب معراج ہی خود شاہد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دولہا اور تمام انبیا وملائکہ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو استقبالی اور باراتی بنایا۔

سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضور اکرم ﷺ کو دولہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کہا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کان رسول اللہ ﷺ منذ اسری بہ ریحہ ریح عروس واطیب من ریح عروس. (سبل الہدیٰ)

شب اسریٰ جب رسول اللہ ﷺ کو دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم سے عروس کی خوش کی طرح خوشبو آتی بلکہ آپ کی خوشبو عروس کی خوشبو سے بھی معطر تھی۔

فائدہ

عروس لغت میں دولہا دولہن دونوں کو کہا جاتا ہے چنانچہ غیاث اللغات میں ہے عروس بفتح اول زن نوکدخدا ومرد نوکدخدا عورت نوشادی شدہ (دولہن) مرد نوشادی شدہ (دولہا)

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیاء سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

حل لغات

آنچل (مذکر) پلو، کنارہ، شال یا اوڑھنی کا دامن۔ بحت، خالص، صرف ذات، بحث، تصوف کی اصطلاح میں۔
تجلی، اصطلاح تصوف میں وہ انوار غیوب جو دل پر کھلتے ہیں۔

شرح

دولہائے کائنات ﷺ کی نگاہ میں خصوصی تجلیات تھیں ان سے بوجہ حیا محراب نے سر جھکا دیا اس کے سیاہ پردے سے اس کے چہرے پر ذاتِ حق تعالیٰ کے جلووں کا پلو پڑا ہوا تھا۔

حقیقت کعبہ

اس شعر میں حقیقت کعبہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کی تحقیق و تفصیل تو فقیر اُویسی غفرلہ نے رسالہ ''کعبہ کا کعبہ'' میں عرض کردی ہے یہاں حضرت علامہ محمد عبدالوحید قدس سرہ کی تحقیق مع تشریح پر اکتفا کرتا ہے جس کا ترجمہ مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم نے ماہیۃ الحق میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں

یہ کہ مکہ معظّمہ محل نورِ حجابی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرح سجدہ کیا گیا اور حقیقت اس نورِ حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے مبالغہ فاعل ہے (یعنی سب سے بڑھ کر کرنے والا) مبدء ربوبیت ہی کہ جہاں سے ظہور ربوبیت کی ابتداء ہے اور یہی یقین ذاتی وجود باوجود حضور ﷺ (جو عالم کا مبداء اور مواد ہے) علت ہی ہے یعنی سبب ظہور وجود مبارک ہے اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجود باوجود حضور ﷺ ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مسجود لہ ہے اسی لئے آپ نے سجدہ کیا ہے۔

خلاصہ از اُویسی غفرلہ

یہ کعبہ شریف ایک نور محجوب کا مرکز اسی لئے حضور اکرم ﷺ کا مسجود الیہ ہے اور اس نور کی حقیقت تعین ذاتی ہے یعنی صفت ربوبیت کی ابتداء کا مظہر چونکہ یہ حضور ﷺ کے ظہور مبارک کا سبب ہے اسی لئے آپ نے اس کی تعظیم و تکریم سے اس کی طرف سجدہ کیا اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ترجمہ

اگر چہ حقیقت نورِ محمد ﷺ جو آپ ﷺ کا مبداء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتداء ہوئی حقیقت نورِ حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبداء ہونا حقیقت نورِ محمدی کا حقائق الہیات کے لئے ہے لیکن وہ نورِ حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نورِ محمدی ﷺ حادثی مخلوقاتِ خدا سے ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا کعبہ کی حقیقت کو مسجود الیہ بنانا بھی اس کی افضیلت سے نہیں۔

پھر فرمایا کہ

ترجمہ

اور استحالہ ذاتِ مبارک حضور اکرم ﷺ کا انوارِ حجابی کُلی آدانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا اور فضیلت نورِ حجابی کعبہ معظّمہ کی کلیۃً آپ کے سبب ہے اور کُلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے اور یہ بیان

کرنا حقیقت میں جواز ہے۔ سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے اور مکہ معظّمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدائے مقصود و معبود کا محل نورِ حجاب ہونے سے سبب سے ہے اور مدینہ مکرمہ کا جواب رب العالمین میں احب البقاع ہونا سبب فرودگاہ وجود باوجود حضور ﷺ ہے۔ پس شرفِ مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارقِ بین فضل و منزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظّمہ پر ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہوسکتی ہے بخلاف فضل مکہ مکرمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اس کا وصف ہونے کے سبب سوائے کُلی کے اور فضل اس کا نہیں ہوسکتا۔

اور قطع نظر اس فضل کے انتساب میں یہ فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جس نے جسد مبارک کو اُٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرشِ عظیم کے جو نور مسجود لہ کا محل ہے اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور ان کی دلیل جو کچھ انہوں نے اختیار فرمائی معلوم کرے گا اور اس فقیر کی دلیل کو (جو بہتر اختیار کی ہے) تو ان شاء اللہ تعالیٰ مطلب کو صحیح پہنچ جائیگا اور بے شک عنصر قلب شریف حضرت عرشِ عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے پس جیسے روحِ اعلیٰ کو روحِ تابع سے افضلیت ہے حکم میں روح اعلیٰ کے مسلوبات روح تابع کے مسلوبات سے فوقیت و فضیلت ہے اس طرح عنصر اعلیٰ روح کو فوقیت و فضل ہے۔ عنصر روح تابع سے اس لئے کہ عنصر تابع روح ہے اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپ کے مخصوصہ ملوبات سے فرق کا لحاظ کریں اور قلب بسیط آنحضور ﷺ عرشِ عظیم سے افضل ہے بلکہ فضیلت کے بعد بڑھ کر فضیلت ہے اس لئے کہ تعین عرش عظیم نور محمد ﷺ کا ایک جزو قلیل ہے باوجود حمل انوارِ قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنے امکان کے اور آن واحد میں سبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کے لئے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعداد امکان و زمان کی مستلزم ہے لہٰذا تعین عرش کو حمل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شئے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقاء میں فنا نہ ہونے کے سبب قرار لازمی ہے کہ آن و زمان واحد کا مستلزم ہے لہٰذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا۔

فقیر اُویسی غفرلہ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب و مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف ملاحظہ ہو۔

تعارف مصنف کتاب

اس کتاب کا تعارف اور مصنف کے القابات ماہیۃ الحق کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب مسمی بہ تذکرۃ الحق از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ بما لک کامل مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملۃ والدین مظہر علمائے راسخین، کاشف اسرار غیبی، واقف علم لدنی، صوفی صافی، شیخ الوقت، فقیر کامل، حضرت استادی مولانا مولوی محمد عبدالوحید الخاطب بہ محمد امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اس کے بعد ایک صفحہ تقریباً کتاب کی توصیف میں لکھا اس کا ترجمہ کرنے والے ان کے شاگرد مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ہیں اس کا نام ماہیۃ الحق رکھا پرانی اردو ہے فقیر نے اسے جوں کا توں رہنے دیا۔ چند مقام کی اصلاح کر کے پھر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا البتہ صلعم کاٹ کر فقیر نے ﷺ کا اضافہ کیا ہے گذشتہ ۱۴ صدی کے اوائل کی تصنیف ہے اس کا اول و آخر گم ہے کتاب کا اکثر مواد فتوحاتِ مکہ شریف سے ماخوذ ہے بہر حال حقیقت کعبہ پر جو مختصر لکھا ہے خوب لکھا ہے ہم نے اپنے موضوع کے مطابق پا کر اس باب کا ترجمہ لکھا دیا ہے تا کہ واضح ہو کہ حضور اکرم ﷺ حقیقت کعبہ کے بھی کعبہ ہیں چنانچہ اسی کتاب مذکور میں ہے

اور تعین قلب بسیط شریف ایک عظیم کلی ہے انوارِ قدیم کا آوان متعددہ میں حامل ہونے کے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے اور انصاف کلی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا افضل ہے کہ عرشِ عظیم کو اس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں ان کو اپنے اپنے محل میں ٹھہراتے ہیں فکر سلیم چاہیے تا کہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیے حاصل ہو اور اسی طرح تعظیم و محبت ہے حضور اکرم ﷺ اور دوسرے آثار کی جن کی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے مختصر یہ ہے

جس جانشان پائے مبارک ہو آپ کا   برسوں ہی مسجدے اہل بصیرت کیا کریں

اگر سن لو کہ حضور اکرم ﷺ کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہو تو تعظیم و محبت لازم ہے کیونکہ اس کی نفی ثابت نہیں ہو سکتی اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے ورنہ تعظیم و محبت میں بے ادبی ظاہر ہے چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ چومتے تھے یہ خیال کر کے کہ شاید کبھی اس پر رسول خدا، حبیب کبریا ﷺ نے اپنے دست مبارک لگائے ہوں۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لئے

صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے۔(مایۃ الحق صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۵)

حاضرو ناظر کے متعلق ایک دلیل

کعبہ ایک کمرہ ہے جو مکہ معظّمہ میں ہے لیکن اس کے جلوے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ کعبہ تو ایک کمرہ ہے وہ کُل مخلوق کا قبلہ کیسے جبکہ عالم دنیا کے نمازی مختلف جہان ومختلف مقامات پہ نماز ادا کرتے ہیں تو سب کو تو ایک کمرہ آگے نہیں بلکہ وہی حقیقت کعبہ سب کی قبلہ ہے اسی حقیقت کعبہ کے لئے حکم ہے کہ اُدھر پیٹھ کر کے نہ بیٹھو، پاخانہ، پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ ہو اور منہ نہ ہو یہاں تک کہ ایک صحابی نے مدینہ طیبہ میں اس طرف تھوکا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا اور اب بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنا مکروہ ہے۔

اسی حقیقت کعبہ کے انوار ذرہ کائنات میں پھیلے ہوئے ہی اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہر وقت قبلہ رُخ بیٹھنے والے کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے یہ انوار اسی حقیقت کعبہ کے ہیں جس کا نقاب یہی ظاہری کعبہ ہے۔

نکتہ

کعبہ ایک مرکز میں رہ کر ہر جگہ حاضر و ناظر اور لباس کے اندر ایسا نور کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے لیکن افسوس کہ کعبہ کے کعبہ (ﷺ) سے انکار۔

قبلہ الٰھی

نبی پاک ﷺ کعبہ کا قبلہ (کعبہ) تسلیم کرنے میں بدقسمت امتی پس وپیش کر رہا ہے۔حضرت علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں تو ثابت فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بھی آپ ﷺ قبلہ (مرکز توجہ) ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو

وقیل المراد بھاان لکل احد قبلة فقبلة المقربین العرش والروحانیین الکرسی والکروبین البیت المعمور والانبیاء قبلک بیت المقدس وقبلتک الکعبة وھی قبلة جسدک واما قبلة روحک فانا وقبلتی انت. (روح المعانی پارہ ۲ رکوع اول صفحہ ۱۴ تحت آیۃ "ولکل وجھة الخ")

بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شے کا اپنا قبلہ ہے اس معنی پر مقربین کا قبلہ عرش اور روحانیوں کا کرسی کروبیوں کا بیت المعمور حضور اکرم ﷺ کے پہلے اکثر الانبیاء کا بیت المقدس اور آپ کا قبلہ کعبہ لیکن یہ جسم کا کعبہ ہے اور آپ کے روح کا قبلہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور باری تعالیٰ کا قبلہ حضور اکرم ﷺ۔

انتباہ

یہاں قبلہ سے مراد مرکز توجہ ہے نہ یہ کہ اللہ بھی نماز پڑھتا ہے باطن تو اس کی نماز کا قبلہ حضور اکرم ﷺ ہیں؟ (معاذ اللہ)

صاحب روح المعانی کا مطلب یہاں قبلہ سے مرکز توجہ ہے اور بس۔

مجدد دین وملت، شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل　　روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ　　لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ان اشعار کے تحت مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی شرح حدائق بخشش ملاحظہ ہو۔

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے

وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

حل لغات

امنڈ از امنڈنا، ابلنا، بھر آنا، جمع ہونا۔ طاؤس، مور (خوشنما رنگ) پرند کا نام۔ نغمہ، راگ، گیت، سریلی آواز۔ سماں، زمانہ، وقت، موقع محل، لطف، جوبن۔

شرح

خوشی کے بادل جمع ہو کر آئے، دلوں کے مور نے اپنے رنگ دکھائے، وہ نغمۂ نعت کا سماں ایسا تھا کہ خود حرم شریف بھی وجد کناں تھا۔

مروی ہے کہ جب آپ کی سواری بطحاء سے روانہ ہوئی تو میدانِ بطحاء آپ کے نور سے روشن ہو گیا اور بہشت سے خوشبو چلی صلوٰۃ وسلام کی صدا ہر طرف سے گونجی اور مرحبا کے نعرے لگے

دونوں عالم میں نور علیٰ نور کیوں کیسی رونق افروز آج رات ہے

یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپے جھکانے لگا چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا

عرش سے فرش تک جگمگانے لگا رشک صبح وصفا آج کی رات ہے

فائدہ

جب روانگی کا سماں ہو تو حرم کو وجد نہ آیا ہو گا تو کیا ہو گا۔

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر

پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

حل لغات

جھوما از جھومنا، لہرانا، جھکنا۔ میزاب زر، سونے کا پرنالہ مراد میزاب رحمت جو کعبہ کا پرنالہ شریف ہے۔ جھومر، ایک قسم کا زیور جو ماتھے پر خوبصورتی کے لئے لگایا جاتا ہے، گروہ۔ ڈھلک از ڈھلکنا، اوپر سے نیچے کو آنا، ٹپکنا۔ پھوہار، ترشح، ہلکی ہلکی بارش۔ جھڑ از جھڑنا گرنا۔

شرح

میزابِ رحمت کا جھومر جھکا ایسا جھکا کہ کان پر ڈھلک آگیا ہلکی ہلکی بارش برسی تو موتی ہی گرے جن سے حطیم شریف کی گود موتیوں سے بھر گئی۔

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے

غلاف مشکین جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

حل لغات

گستاخ، شیوخ، چالاک، بے شرم (بے ادب) شریر، پہلا دوسرا معنی مراد ہے۔ آنچلوں، آنچل کی جمع، پلو، کنارہ، شال یا اوڑھنی کا دامن۔ مشکیں، سیاہ، مشک جیسی خوشبو کا، مشک کے رنگ کا۔ غزال (بکسر الغین) ہرن کا بچہ۔ نافے، نافہ کی جمع بمعنی کستوری کی تھیلی جو ہرن سے نکلتی ہے۔ بسا از بسانا، خوشبودار کرنا، آباد کرنا، پہلا معنی ہی مراد ہے۔

شرح

دلہن (کعبہ) کی خوشبو سے کپڑے مست تھے بادِ نسیم چالاک کے پلو سے جو غلاف سیاہ (خوشبودار) اڑ رہا تھا ہرن اپنی خوشبو کی تھیلی کو خوشبودار بنا رہا تھا۔

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں

صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

حل لغات

تزیین ، آرائش ،زینت ،سجاوٹ۔ تمکین ،طاقت ،بل،عزت ،قدرشان وشرافت ۔ دھانی ، ہلکا سبز رنگ ،ایک قسم کے چاول ،دھان بونے کے قابل زمین ۔ چنے ہوئے از چننا ،اکٹھا کرنا ،سمیٹنا ، چھانٹنا،تعمیر کرنا ،سجانا ،سلیقہ سے رکھنا، چنت ڈالنا۔

شرح

شب معراج پہاڑیوں کے حسن وسنگار کا کیا کہنا اوران کی اونچی چوٹی کا نازوعزت اورشان وشرافت اللہ اللہ۔ کیا خوب کہ بادِصبا سے لہریں آئیں تو انہوں نے سبز رنگ کے دو پٹے اپنے اوپر سجار کھے تھے۔

نہا کے نہروں نے وہ دمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا

کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل تکتے تھے

حل لغات

نہا ، نہانا کا اسم ۔ دمکتا ، چمکتا ، آبِ رواں ، بہتا پانی ، چلتا پانی ، باریک ڈوریا (کپڑا) یہاں یہی مراد ہے۔ چھڑیاں ،چھڑی کی جمع ،پتلی لکڑی ، ہاتھ کی لکڑی ،بید، قمچی ۔ دھار لچکا ، جھٹکا ،ہچکولہ ،موج ،ایک قسم کا پتلا گوٹہ۔ حباب ،پانی کا بلبلہ،شیشے کے گولے،ایک قسم کا زیور۔ تاباں ،روشن ، چمکدار،بل کھائی ہوئی۔ تھل ،جگہ،ٹھکانا ۔ تکے ،ماضی ٹکنا ٹھہرنا، قیام کرنا ، نیچے بیٹھ جانا۔

شرح

نہروں نے غسل کرکے آبِ رواں (باریک کپڑا) کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا اس نہر کی موجیں بید یعنی ہاتھ کی لکڑیاں (چابک) تھیں اور پانی کی دھار یعنی پانی کا تیز بہاؤ ایک قسم کا پتلا گوٹہ معلوم ہوتا تھا اس میں چمکدار بلبلے جگہ بنا کر آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

اس شعر میں جو علم معانی وبیان کے دریا بہا دیئے ہیں چونکہ میرے موضوع سے متعلق نہیں اسی لئے اس فن کے ماہر کو دعوتِ سخن ہے لکھے جتنا جی چاہے۔

انتباہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے کلام منظوم (حدائق بخشش) کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔

پرانا پُر داغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا

ہجوم تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

حل لغات

داغ، دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج، صدمہ۔ ملگجا، کچھ میلا کچھ اجلا، کچھ صاف نہیں۔ چاندنی، چاند کی روشنی۔ ہجوم، کسی پر یکبارگی ٹوٹ پڑنا، بھیڑ بھاڑ، انبوہ۔ تار، تاگہ کسی دھات کا لمبا ڈورا، سلسلہ، ریزہ، ٹکڑا۔ بادلے، بادلہ کی جمع، زری ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور چاندی کے تاروں سے بُنا جاتا ہے۔

شرح

چاند کی روشنی کا پُرانا فرش جو جگہ جگہ پر داغ دار اور میلا کچیلا ہو چکا تھا اسے اُٹھا لیا گیا تھا اس کے بجائے عرش سے تا فرش قدم قدم پر نوری مخلوق کی پُر انبوہ اور مسلسل نگاہوں کے ساری فرش بچھے ہوئے تھے۔

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں

ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

حل لغات

غبار، گرد، دھول، کدورت، رنج، کینہ، بیزاری، کہر، دھند، دھواں۔ نثار، قربان۔ رہگزر، راہ، عام سڑک۔

شرح

ہم غبار بن کر قربان جائیں لیکن اب وہ راستہ کہاں ملے جہاں ہمارے دل اور حوروں کی آنکھیں اور فرشتوں کے پَر بچھے ہوئے تھے۔

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم

جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

حل لغات

جھرمٹ، عورتوں کا حلقہ، بھیڑ، درمٹ، سڑک کوٹنے کا آلہ۔ قدسی، پاک، فرشتہ، نیک آدمی۔ جناں (بکسر الجیم وتخفیف النون) جنت کی جمع۔

شرح

خدا تعالیٰ صبر کی دولت بخشے جان پُرغم ہے اے عزیز میں تجھے وہ عالم کیسا دکھاؤں جب حضور اکرم ﷺ کو ملائکہ کرام حلقہ باندھ کر جنت کا دولہا بنارہے تھے۔

غسل نبوی کا منظر

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام راہوار براق لے کر حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ خواب میں تھے بپاس ادب بیدار نہ کرسکے انتظار میں کھڑے تھے فرمانِ الٰہی پہنچا

قبل قدمیہ [۱]

چوم کہ تیرے لبوں کی سردی سے محبوب کی آنکھ کھلے اور تجھے اس کے صلہ میں خدمت اس در کی ملے اسی دن کے واسطے میں نے کافور سے پیدا کیا تھا چنانچہ جبرئیل نے اپنا مونھ حضور اکرم ﷺ کے پائے مبارک پر ملا۔

[۱] ایک روایت میں ہے کہ حکم ہوا اے جبرئیل دور رہ ہم خود اپنے حبیب کو لطف وکرم سے بیدار کریں گے چنانچہ حضور بیدار ہوئے جبرئیل کو کھڑا اور خوشخبری معراج سناتے پایا۔

غزل

ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو
آیا جبریل ہے لینے کو پیمبر جاگو

شمع کافور لئے در پہ ہیں حاضر ملکوت
خلق کے راہنما ہادی و رہبر جاگو

منتظر دید کا ہے آج خداوند جہان
چل کے دکھلادو ذرا روی منور جاگو

حوریں جنت کی ہیں مشتاق لقائی احسن
اے شہ حسن اُٹھو ساقی کوثر جاگو

خواب راحت سے جگاتا ہے تمہیں یہ خادم
نرگسیں چشم کرو وا گل خوشتر جاگو

چل کے بخشش کرو امت کی بلاتا ہے کریم
یہ شب قدر ہے اے شافع محشر جاگو

لایا جنت سے ہوں راہوار سواری کے لئے

برج خوبی کے درخشندہ اختر جاگو

پس آنحضرت ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے لبوں کی سردی محسوس فرما کر بیدار ہوئے جبرئیل کو بالین پر کھڑا پایا اور عرض کرتے سنا

ان اللہ جل جلالہ یقرئک السلام وھو یدعوک وانا حاملک الی اللہ تعالیٰ

آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے اور میں اس تک لے جانے والا ہوں۔

پس آنحضرت ﷺ نے قصد طہارت فرمایا خطاب آیا اے جبرئیل بہشت میں جا اور وہاں سے آب کوثر لا اُس سے میرے حبیب کو نہلا ابھی کلام تمام نہ ہونے پایا تھا اور حضور بند قبا نہ کھولنے پائے تھے کہ داروغہ بہشت دوصراحیاں یاقوت کی آب کوثر سے بھری ہوئی اور ایک طشت زمردیں جس کے چار پہلو تھے اور ہر پہلو پر ایک ایک گوہر تابان رکھا تھا لایا اور حضور اکرم ﷺ کو اس سے غسل دیا پھر حلہ بہشتی پہنایا اور عمامہ نورانی باندھا۔

فائدہ

عمامہ کو داروغہ بہشت نے سات ہزار برس پہلے خلقت آدم علیہ السلام سے حضور اکرم ﷺ کے واسطے تیار کیا تھا اور چالیس ہزار فرشتہ اُس کے گرد نہایت تعظیم سے کھڑے ہو کر تسبیح وتہلیل کیا کرتے تھے اور عقب ہر تسبیح حضور پر درود پڑھا کرتے تھے جب داروغہ بہشت اُسے لے کر چلا تو سب اُس کے ہمراہ آکر حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس عمامے میں چالیس ہزار نقش اور ہر نقش میں چار خط تھے۔ اول میں محمد رسول اللہ دوم میں محمد نبی اللہ سوم میں محمد خلیل اللہ چہارم میں محمد حبیب اللہ لکھا تھا پس جبرئیل نے ردائے نور حضور کو اڑھائی نعلین سبز زمردیں پہنائیں پٹہ یاقوت سرخ کا کمر سے باندھا تازیانہ زمرد سبز کا جس میں چار سو موتی آفتاب کی مانند چمکتے ہوئے جڑے تھے ہاتھ میں دیا اور دست اقدس تھام کر مسجد میں لائے۔

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہاں تشریف فرما کر آب زم زم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ ادا فرما کر حطیم میں قدرے استراحت فرمائی تھی کہ جبرئیل طشت طلائی پر از حکمت وعرفان ومکرمت وایمان لے کر حاضر ہوئے اور حضور کو چت لٹا کر سینہ مقدس چیرا اور دل مبارک نکال کر چاک وپاک کیا حکمت وعرفان ونور ایمان سے بھرا اور سینہ وعروق کو آب زم زم سے صاف وشستہ کر کے اُس میں رکھا رکھتے ہی زخم بھر آیا کسی قسم کا درد والم محسوس نہ ہوا۔

نکتہ

سینہ مقدس چاک و پاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپ کا حوصلہ بقدر اُن ترقیات وکمالات کے کہ جو آج کی رات عنایت ہوں فراخ وکامل ہو جائے اور قلب مبارک حکمت وایمان سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار وتجلیات وعلوم و معارف کی استعداد وقابلیت اور عجائب وغرائب ملک وو الملکوت دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمالِ قدرت پر اطمینانِ کُلی حاصل ہو پھر جبرئیل نے دست مبارک پکڑا اور خانہ کعبہ سے بطحا مکہ میں لائے۔

فائدہ

شق صدر حضور چار مرتبہ ہوا ایک زمانہ رضاعت میں دوسرے قریب بلوغ تیسرے مسند نبوت پر جلوہ فرما ہونے سے پہلے چوتھے شب اسراء۔اس کی تحقیق وتفصیل فقیر کی کتاب ''معراج المصطفیٰ'' میں ہے۔

اتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

حل لغات

صدقہ ،وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے نام پر دی جائے ،خیرات ۔بٹ ،تقسیم۔مچل مچل ،تکرار تاکید لفظی ہے۔مچل مچلنا کا اسم ہے،بپھرنا،ضد کرنا۔جبین،پیشانی،ماتھا۔

شرح

شب معراج حضور اکرم ﷺ کے رُخ انور کی خیرات اتار کر نور کے احاطے تقسیم کئے جارہے تھے چاند اور سورج بپھرے ہوئے تھے اور بضد تھے کہ ہمیں تو صرف جبین اقدس (سے جو نور ٹپک رہا ہے) کی بھیک نصیب ہو۔

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے

نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

حل لغات

چھلک ،لبریز،لبالب،بھرا ہوا،چھلکنا کا اسم ہے،کناروں تک بھر کر ٹپکنا،ڈھلکنا،نیچے گرنا۔جوبن،سیان پن، اُٹھتی جوانی،بچپن،نوجوان عورت کے پستان۔ٹپک،ٹپکنا کا اسم قطرہ قطرہ گرنا،رسنا،چھننا،پکے پھل کا گرنا۔کٹورے، کٹورہ کی جمع،پانی پینے کا پیالہ آباد،خوب بسا ہوا۔

شرح

وہی شب معراج والا نور تو لبریز اور لباب ہو کر تا حال موجود ہے اور وہی جو بن تو ابھی تک ٹپک رہا ہے آپ کے نورانی غسل کے وقت جو نورانی پانی گرا تھا وہ ستاروں نے نوری پیالے پُر کر لئے تھے۔

بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن

جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

حل لغات

تلووں، تلوا کی جمع، پاؤں کی ایڑھی اور پنجے کے بیچ کا حصہ۔ دھوون، کسی چیز کا دھلا ہوا پانی۔ رنگ و روغن، چمک و دمک، چہرہ مہرہ۔ اترن، اترے ہوئے کپڑے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے غسل مبارک کی فراغت کے بعد آپ نے جو پاؤں مبارک دھوئے آپ کے پاؤں کے تلووں سے جو پانی گرا وہ جنت کا چہرہ مہرہ اور اس کی چمک دمک بنی اور آپ نے غسل کے بعد پہلی پوشاک اقدس اتاری وہ جنت کے باغات کے نوری پھول ہیں۔

مروی ہے کہ جونہی حضور اکرم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی آواز کو مسموع فرمایا بیدار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام کو پوچھا اے جبرئیل تو رحمت کی آیت لے کر آیا ہے یا عذاب کی۔ جبرئیل نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو اپنے دربار میں بلایا ہے ایک راز کے لئے جو آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل رب کریم نے مجھ کو اپنے پاس بلایا ہے وہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا جبرئیل نے عرض کی

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲)

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

آپ نے فرمایا یہ تو میرے لئے ہے میری امت کے لئے جو بمنزلہ میری عیال کے ہے کیا ہے۔ جبرئیل نے عرض کی آپ کی امت کے لئے

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ہے یعنی آپ ﷺ پر آپ کا رب یہاں تک عطا کرے گا کہ آپ امت کے بارے میں راضی ہو جائیں گے۔

رضوان نے عمامہ کو جنت سے لیا تو فرشتوں ے عرض کی اے ہمارے رب تو نے ہم کو اس عمامہ والے پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا اب تو ہم کو اسے آنکھوں سے دیکھنے کا شرف بھی عطا فرما۔ ہم کو اجازت دے کہ ہم بھی رضوان کے ساتھ تیرے محبوب صاحب عمامہ کے درِاقدس پر حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دی۔ وہ رضوان جنت کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے وضو کا پانی جو طشت میں جمع ہے میکائیل کو دو اور پھر اس کے بعد اسرافیل کو اور عزرائیل کو دو۔ عزرائیل کو حکم ہوا کہ وہ یہ پانی جنت الفردوس میں لے جائے اور حوروں کو کہے کہ وہ اس پانی کو اپنے مونہوں پر ملیں جب حوروں نے وہ پانی اپنے منہ پر ملا تو ان کا نور اور حسن پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ راویوں نے ذکر کیا کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں براق پیش کیا آپ اس پر سوار ہوں تو براق نے شوخی کی جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق تو حیا نہیں کرتا محمد ﷺ سے پس قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے نہیں سوار ہوا تیری پشت پر کوئی جو افضل ہو محمد ﷺ سے براق نے کہا اے جبرئیل کیا یہ نبی عربی ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں براق نے کہا یہ صاحب حوض المورود ہے جبرئیل نے کہا ہاں اس نے کہا یہ قائد ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں اس نے کہا کیا یہ شفیع المذنبین ہے کہا ہاں۔

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی

وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

حل لغات

تحویل، حوالہ کرنا، سپردگی، امانت، پونجی، کسی ستارے کا عمل ہونا۔ رُت، ہر چیز کا زمانہ، فصل، موسم۔ سہانی، سہانا کی مونث، دلپسند، من بھاتی، پیاری، جوڑا، پوری پوشاک۔

شرح

خبر سورج کی تحویل کی یہ تھی کہ سہانی گھڑی کا موسم بدلے گا آپ ﷺ نے نورانی عالم کی پوشاک زیب تن فرمائی اور یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے۔

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ وتسلیم کی نچھاور

دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

حل لغات

تجلی ، روشنی ، چمک ، اصطلاح صوفیہ وہ انوارِ غیوب جو دل پر کھلتے ہیں ۔ سہرا ، پھولوں یا موتیوں کی وہ لڑیاں جو دولہا دلہن کے سر سے منہ پر لٹکائی جاتی ہے ۔ نچھاور ، نثار ، بکھیرا ، اتارا ۔ پرے ، اس طرف ، دور ، الگ ۔ جما کر ، حال ہے ، مصدر جمانا ، ترتیب سے لگانا ، چسپاں کرنا ، راضی کرنا ، ٹھاننا ، مضبوط کرنا ، دورویہ ، دوطرفہ ۔

شرح

حضورا کرم ﷺ کے سر مبارک پر تجلی حق کا سہر سجایا گیا اور آپ پر صلوٰۃ وسلام کے تحفے نچھاور کئے گئے دونوں طرف قدسی فرشتے دور منظّم طور سلامی کے لئے کھڑے تھے ۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

حل لغات

واں ، وہاں ۔ لپٹ ، لپٹنا کا اسم چمٹنا ، پیچھے لگنا ، چپکنا ، الجھنا ، مصروف ہونا ، بل کھانا تہ ہونا ، یہاں بمعنی چمٹنا کا اسم یعنی چمٹ کر ترکیب میں حال ہے ۔ اترن ، اترے ہوئے کپڑے ۔ نامرادی ، بدنصیبی ، ناکامی ۔

شرح

کاش ہم بھی وہاں گلشن کی خاک ہوتے اور آپ کے قدموں کو چمٹ کر آپ کا اترا ہوا لباس لے لیتے لیکن لیا کریں ہمارے قسمت میں تو یہ ناکامی لکھی تھی ۔

ابھی نہ آئے تھے پشت زین تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک

صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

حل لغات

شلک ، توپوں کی باڑ ، توپ کی آواز سر ہوئی ، پیچھے لگی ۔ صدا ، گنبد کی آواز ، آہٹ ، فقیر کی آواز ۔ مبارک ، نیک ، اچھا ، خوشخبری ، مبارک باد ۔ مستانہ ، مست کی طرح مستانے کی مانند ، وہ شخص جس کی چال سے مستی ظاہر ہو ، مجذوب ۔ جھومتے

از جھومنا، جھکنا لڑکھڑانا، ہاتھی کی سی چال چلنا لہرانا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ ابھی زین مبارک پر مکمل طور رونق افروز بھی نہیں ہوئے تھے مغفرت امت کی آوازیں سنائی دینے لگیں ادھر شفاعت نے مبارک باد کی صدا دی اور بیچارے گناہ مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ اچھا ہوا ہم آپ کی امت کی اذیت رسائی سے بچ گئے اگر امت کو ایذا پہنچتی تو ہماری وجہ سے اور یہ حضور اکرم ﷺ کے غم کا سبب تھا لیکن اب آپ کو مغموم کرنے کے ارتکاب کی بے ادبی سے ہم بچے اس طرح ہمارا آقا خوش ہوا ہم بھی خوشی سے مستانہ وار جھوم رہے ہیں۔

امت کی بخشش کا مژدہ

روایات میں ہے کہ ستر ہزار نورانی فرشتوں نے براق کے گرد حلقہ کیا ہوا تھا۔ جبریل نے رقاب اور میکائیل لگام تھامے ہوئے تھے۔ جب رحمت دو عالم ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو رحمت کردگار کے تمام دروازے کھلے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ کو اپنی گنہگار امت یاد آگئی موقع غنیمت جان کر فرمانے لگے اے جبریل جب تک میری گنہگار امت کے متعلق مجھے کوئی مژدہ نہیں مل جاتا اس وقت تک میں براق پر نہیں بیٹھوں گا۔ یہ سننا تھا کہ رحمت حق موجزن ہوئی ندا آئی اے میرے پیارے حبیب آپ اپنی امت کا غم نہ کھائیں۔ روزِ محشر آپ مقامِ محمودہ پر فائز ہوں گے جب آپ کے لب ہائے مبارک امت کی شفاعت کے لئے کھلیں گے ہماری اجابت بڑھ کر اسے گلے لگالے گی اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ آج کی طرح روزِ محشر آپ کے ساتھ آپ کی امت کے لئے بھی براق بھیجیں گے تاکہ وہ آنکھ جھپکنے میں پل صراط سے گذر کر جنت الفردوس میں داخل ہو جائے۔ (ریاض الازہار صفحہ ۲۰۹)

اپنی امت کے حق میں مژدہ شفاعت لے کر رحمت عالم ﷺ اس انداز سے براق پر سوار ہوئے کہ جبریل نے رکاب پکڑی، میکائیل نے لگام تھامی، ستر ہزار فرشتے نور کی قندیلیں اور کافور کی بتیاں روشن کئے ہوئے براق کے اردگرد پرے جمائے کھڑے تھے کہ آپ کی سواری رواں دواں ہوئی ادھر سواری چلی ادھر رحمت خداوندی کی بادِ بہاری

عاغِ عالم میں بادِ بہاری چلی ‏ ‏ سرورِ انبیاء کی سواری چلی

یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی ‏ ‏ ابر رحمت اُٹھا آج کی رات ہے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

حل لغات

عجب، نیا، عمدہ، نادر۔ رخش، بالفتح رنگ سپید و سرخ ورم آمیختہ لیکن مجاز اً ہر گھوڑے کو رخش کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ غیاث میں ملاحظہ ہو یہاں براق شریف مراد ہے۔ غزال، ہرن کا بچہ۔ دم خورہ سا حرف تشبیہ، مثل، مانند جیسے کالا سا وغیرہ بھڑکنا، شعلہ زن ہونا، غصہ آنا، سخت گرم ہونا۔ شعاعیں، شعاع کی جمع، چمک، سورج کی کرن۔ بکے، بکا (بضم الباء) ہندی لفظ ہے دھوئیں کا اکٹھا ہو کر نکلنا، مشت، خاک۔ صاعقے، صاعقہ کی جمع، بجلی، جلانے والی بجلی۔

شرح

براق کے چمکنے سے تعجب کیوں ایسے اس غزال تیز رفتار کا بھڑکنا اس لئے کہ اس وقت نورانی شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں اور آنکھوں پر چمکدار بجلی تڑپ رہی تھی یعنی طرف نور ہی نور اپنے جوبن جوش و خروش سے موجزن تھا۔

اُوصافِ براق

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ براق دنیا کے جانوروں جیسا نہ تھا گدھے سے اونچا خچر سے چھوٹا اس کا چہرہ انسانوں جیسا تھا اس کی کلغی آبدار موتیوں کی سی اور یاقوت کی شاخوں سے آراستہ اور تیز روشنی سے چمک رہی تھی اور اس کے دونوں کان سبز زمرد کے تھے، اس کی دونوں آنکھیں چمکتے ستارے کی طرح تھیں اس کی شعاعیں سورج کی طرح بکھر رہی تھیں۔ خاکستری رنگ، چتکبرا اس کی تین ٹانگیں سفید تھیں ہاں آگے کی جانب دائیں ٹانگ سفید نہ تھی اس پر موتیوں اور جواہرات سے جڑی ہوئی پالان تھی اس کی مزید خوبیاں کیا ہی بتاؤں نہایت ہی خوبصورت اور آدمی کی سانس لیتا تھا۔

(الاسراء لابن عباس صفحہ ۱۵، ۱۶)

براق کا عشق نبوی

جبرئیل بموجب فرمانِ ربِ جلیل بہشت میں براق لینے آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق وہاں چر رہے ہیں اور سب کی پیشانی پر نامِ نامی آنحضرت کا لکھا ہے اور ان میں ایک براق نہایت مغموم و مخزون سر نیچے ڈالے ایک سمت کھڑا ہے دریائے اشک آنکھوں سے بہا رہا ہے۔ جبرئیل نے اُس کے پاس جا کر باعثِ رنج و ملال دریافت کیا کہا اے جبرئیل چالیس ہزار برس سے آتشِ عشق محمدی دل میں شعلہ زن ہے جس کے باعث نہ رات کو آرام نہ دن کو چین ہے پس

جبرئیل نے اُسی براق کو حضور کی سواری کے واسطے پسند کیا اور اپنے ہمراہ لے کر دولت سرائے سلطان انس و جان پر آئے ۔(روض الاظہار صفحہ ۳۰۷)

براق کی ناز برداری

حضور اکرم ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا سبب پوچھا گیا تو کہا کل قیامت میں مجھے شرف نصیب ہو آپ نے اس کے ساتھ وعدہ فرمالیا۔(معارج النبوۃ جلد۳ صفحہ ۷۵)

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ

ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملئکہ میں یہ غلغلے تھے

حل لغات

گھٹاؤ(ہندی) کمی، کسر، کوتاہی، دریا کا اتار یہی مراد ہے۔باگیں، باگ کی جمع۔ملائکہ، فرشتے۔غلغلے، غلغلہ، غل، شور، ہلڑ، دھاک۔

شرح

ہجوم امید ہے انہیں گھٹاؤ یوں کہ انہیں مرادیں دے کر راستہ سے ہٹاؤ ادب کی باگیں لئے ہوئے آپ کو آگے بڑھاؤ ملائکہ کرام میں یہی شور وغل تھا۔

اٹھی جو گرد رہ منورہ وہ نور برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

حل لغات

گرد(بالفتح کاف عجمی) غبار، راکھ، دھول۔منور، روشن، چمکنے والا۔بھر، تمام، سارا، مقدار۔گھرے از گھرنا، گھیرے میں آنا، چھانا، امنڈنا۔جل تھل، پانی ہی پانی۔امنڈ، اُبل، بھرا ہوا، جمع۔ابل، جوش از اُبلنا، جوش میں آنا، پکنا، چھلکنا، ٹپکنا، بدکنا۔

شرح

نورانی گرد جو اُٹھی تو اس سے نور برسا اور تمام راستہ پر بادلوں نے گھیرا ہوا تھا اور بادلوں میں نوری بارش سے جل تھل ہی جل تھل تھی اور پانی اُبل اُبل کر بہہ رہا تھا کہ اتنا نورانی پانی کہ گویا جنگل میں پانی ابل رہا تھا۔

یہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسی اسی ہزار ملائکہ دو رویہ کھڑے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ ان کی چمک سے بطحاء کا دالان روشن تھا جب حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ کی ذات بابرکات کے نورانی پرتو سے ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ تمام شمعوں پر غالب آ گئی بلکہ اس وقت چاند سورج ہوتے تو ماند پڑ جاتے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو ستر ہزار حجابات سے پوشیدہ کیا ہوا ہے اس وقت صرف ایک حجاب اُٹھا ہے کہ تمام شمعیں بجھ گئی ہیں حالانکہ یہ فرشتے عرش سے شمعیں لائے تھے۔ (معارج)

ستم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی

اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

حل لغات

مت (بفتح المیم) مؤنث، ہوش، عقل، رائے۔ رہگزر، راستہ، سڑک۔

شرح

اے چاند تیری عقل کیوں کٹ گئی تو نے اپنے اوپر ظلم کیا جو یہ تیرے منہ پر داغ اور چھائیاں ہیں تو نے حضور ﷺ کے راستہ مبارک کی خاک کیوں نہ اُٹھالی اگر اسے اُٹھا کر تو اپنے چہرے پر ملتا رہتا تو دیکھتا کہ یہ چہرے کے تمام داغ مٹ جائے۔

براق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے

مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

حل لغات

براق، وہ خوبصورت گھوڑا جس پر حضور اکرم ﷺ معراج کی رات سوار ہوئے۔ سم، چوپایہ کا کُھر، گھوڑے کا ٹاپ۔ گل کھلانا، پھول کھلانا، کسی انوکھی بات کا ظاہر کرنا۔ مہکتے از مہکنا، معطر ہونا، خوشبو دینا۔ گلبن، درخت، گلسرخ، ہرے بھرے، سرسبز، شاداب، سیر حاصل، کامیاب، پھلنا پھولنا۔ لہلہانا، موج مارنا، لہرانا، سرسبز ہونا، پھلنا پھولنا۔

شرح

براق کے سم کے نقش کے صدقے اس نے وہ گل کھلائے کہ تمام راستے مہک رہے تھے اور تمام درخت خوشبودار تھے تمام باغات ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب تھے اور لہلہا رہے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ابھی تھوڑی مسافت طے کی کہ ایک شخص نے داہنی جانب سے آواز دی

یامحمد(ﷺ) لاتعجل فانک اخطات الطریق اے محمد ﷺ جلدی نہ کرو تم راہ بھول گئے ہو

میں نے بموجب وصیت جبرئیل کچھ اس کی طرف التفات نہ کیا پھر وہی آواز بائیں جانب سے آئی میں نے کچھ توجہ نہ کی کہ ایک عورت طرح طرح کے زیورات سے آراستہ میرے براق کے سامنے آئی اور کہا اے محمد ذرا ٹھہرو کہ مجھے آپ سے ایک بھید کی بات کہنا ہے میں نے اس کی جانب نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا اور بہت تیز براق کو چلایا پھر جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں تھیں کہا کہ پہلا شخص یہودی تھا اگر آپ اس کی طرف التفات کرتے تو آپ کی تمام امت بعد آپ کے یہودی ہو جاتی اور دوسرا شخص نصاری تھا اگر اس کی طرف توجہ کرتے تمام امت نصارئی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اُس کی جانب نظر کرتے تو تمام امت آپ کی حرصِ دنیا میں مبتلا ہو جاتی اور آخرت پر دنیا کو اختیار کرتی۔

حکمت

ان تینوں شخصوں کے ملنے اور پکارنے اور حضور کے ان کی طرف التفات نہ کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ پر امت مرحومہ کا حال منکشف ہو جائے کہ وہ ہمیشہ راہ حق میں ثابت قدم رہے گی۔ دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف مائل و ملتفت نہ ہوگی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ اُن کی فکر میں رہتے اور کہتے دیکھئے میری اُمت میرے بعد دین حق پر قائم رہتی ہے کہ نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اس فکر کو رفع فرمایا۔

روایت ہے کہ پھر آپ ایک بڑے پتھر پر گزرے جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا اور اس سے پانی باہر آتا تھا اور پھر ہر چند اندر جانا چاہتا تھا مگر نہ جا سکتا تھا آپ نے جبرئیل سے اس کی حقیقت دریافت فرمائی عرض کیا یہ پتھر مثل مونھ اور زبان اور بات کے اور تمثیل برائے تعلیم حضور ہے یعنی جب کوئی بُری بات منہ سے سرزد ہو جائے تو اُس پشیمانی بے فائدہ کہ اس کا منہ کر اندر واپس جانا ناممکن ہے پھر حضور کے روبرو تین آدمی ایک پیر، دوسرا ادھیڑ، تیسرا جوان آئے حضور نے پیر وادھیڑ کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی طرف توجہ فرمائی پس جبرئیل نے عرض کی "اصبت یا محمد" یا رسول اللہ آپ مطلب کو پہنچے کہ پیر وادھیڑ دولت و بخت تھے حضور اکرم ﷺ نے اُن کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی جانب جو عاقبت تھی میل و توجہ فرمائی اور دولت و بخت پر اُسے اختیار فرمایا خوب کیا کہ دولت دنیا بے اعتبار اور بخت ناپائیدار ہے اور عاقبت کو پابندی و قرار ہے۔ آپ کو خوشخبری ہو کہ عاقبت دونوں جہاں میں آپ کے اور آپ کی امت کے نزدیک ہمکنار ہے پھر آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ کھیت بُوتے ہیں اور وہ ایک روز میں پک جاتے ہیں جب کاٹتے ہیں تو پھر بڑے ہو جاتے

ہیں جبرئیل نے عرض کی یہ مجاہدین ان کی نیکیاں سات سو سے مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں اُس کا بدلہ فوراً اللہ کی جانب سے انہیں عنایت ہوتا ہے اس کیفیت کو دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ حضور کی امت پر جہاد فرض ہونے والا تھا اور انسان جس کام کی خوبی و نفع کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش و جانفشانی کرتا ہے اور حضور کا ملاحظہ بعینہٖ ملاحظہ امت تھا پھر دو پیالے حضور کے روبرو لائے گئے ایک پانی اور دوسرا شہد کا آپ نے دونوں سے قدرے قدرے پیا۔ پس جبرئیل نے کہا آپ نے خوب کیا۔

روایت میں ہے کہ راستہ میں ایک بڑھیا اور ایک بوڑھا راستے کے کنارے کھڑے تھے اور آپ کو پکارنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہماری طرف آیئے جبرئیل نے عرض کیا کہ حضور چلئے ان کی جانب بھی توجہ نہ فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ جبرئیل یہ بڑھیا کون تھی اور یہ بوڑھا کون تھا؟ جبرئیل نے جواب دیا وہ بڑھیا دنیا تھی اور اس کے دکھانے میں مقصود یہ تھا کہ آپ جان سکیں کہ اس دنیا کی عمر اس بڑھیا کی جتنی باقی رہ گئی ہے بوڑھا جو آپ کو بلا رہا تھا وہ شیطان تھا اگر آپ اس کی آواز کا جواب دے دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور گمراہ ہو جاتی اس کے بعد آپ کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ تین کھڑے آپ کو ان الفاظ سے سلام کہہ رہے تھے "السلام علیک یا اول و آخر، السلام علیک یا حاشر" آنحضرت ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ تینوں بزرگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

مقاماتِ متبرکہ کی تعظیم

چلتے چلتے ایک مقام ایسا آیا کہ جبریل نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر دو نفل ادا فرمائیں۔ آپ نے نماز ادا کی تو جبریل نے کہا کہ یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں آپ ہجرت فرما کر تشریف لائیں گے اور اسی جگہ آپ کا مزارِ اقدس ہو گا اس کا نام طیبہ (مدینہ پاک) ہے پھر آپ آگے چلے ایک مقام پر جبریل نے آپ کو نوافل ادا کرنے کو کہا آپ نے وہاں بھی نماز پڑھی تو جبریل عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ طورِ سینا ہے جہاں اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ کلام بخشا تھا پھر آگے چل کر ایک اور متبرک مقام آیا اور جبریل نے نفل ادا کرنے کی درخواست کی آپ نے اس مقام پر بھی نمازِ دوگانہ ادا فرمائی تو جبریل کہنے لگے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ (رواہ البزار والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل والنسائی ایضاً)

فائدہ

آنحضرت ﷺ کو تین مقامات پر جونماز پڑھنے کا حکم ملا، اول سرزمین مدینہ شریف، دوم کوہ طور، سوم مولد عیسیٰ علیہ السلام۔ اس میں شعائر اللہ کی عظمت ظاہر کرنا مطلوب تھا متبرک مقامات کے نشانات تاقیام قیامت قائم رکھنا منتہائے خداوندی کے عین مطابق ہے جیسا کہ فقیر نے ''البرکات فی التبرکات'' میں تفصیل سے عرض کیا ہے۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٰ اول و آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حل لغات

اقصیٰ، مسجد اقصیٰ۔ سر (بکسر السین وتشدید الراء) راز۔ عیاں، ظاہر۔ دست بستہ، ہاتھ باندھ کر، سلطنت شاہی، حکومت یہاں پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کی نبوت ورسالت مراد ہے۔ آگے، گذشتہ زمانہ۔

شرح

مسجد اقصیٰ میں نماز کی ادائیگی میں یہی راز مخفی تھا کہ اول و آخر کا معنی ظاہر ہو کر حضور اکرم ﷺ کے پیچھے وہ حضرات دست بستہ نماز میں کھڑے تھے جو آپ سے پہلے سلطنت کر گئے تھے یعنی انبیاء علیہم السلام۔ جب حضور سرورِ عالم ﷺ آنِ واحد میں بیت المقدس پہنچے جبریئل نے براق کو حلقہ در سے باندھ کر اذان کہی بعد ازاں آپ نے دوگانہ نماز ادا کی آپ امام تھے اور جملہ انبیاء علیہم السلام مقتدی۔

ابن کثیر نے لکھا کہ

قال جبریل صلی خلفک کل نبی بعثہ اللہ عزوجل (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ٦)

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ عزوجل کے ہر مبعوث فرمائے نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

بابِ محمد ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بیت المقدس میں پہنچے تو آپ اس جگہ اترے جس کا نام بابِ محمد ہے۔ جبریل علیہ السلام نے براق کو ایک حلقہ سے باندھ دیا اور آپ سے جبریل علیہ السلام مسجد کے اندر داخل ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل تحیۃ المسجد ادا فرمائے اور دیکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرانِ سابقین صفیں باندھے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی وقت ایک مؤذن نے اذان کہی پھر تکبیر ہوئی اور جبریئل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو امامت کے مصلے پر کھڑا کر دیا ہر چند کہ آپ نے دیگر انبیاء علیہم السلام

کو امامت کرانے کو کہا مگر ہر ایک نے انکار کیا اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ امام الانبیاء کی موجودگی میں امامت کے مصلے پر کھڑا ہونے کی جرأت کرے گویا انہوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ کے مقتدیوں اور امتیوں میں نام لکھوانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں پھر آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

بیہقی میں ابو سعید سے روایت ہے کہ جب نماز مکمل ہوگئی تو تمام ملائکہ کرام نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں تقریر شروع کی کہ سب تعریفوں کا مالک وہ اللہ ہے جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھ پر آتشِ نمرود کو گلزار کیا، مجھے متقیوں کا مقتدا اور پیشوا بنایا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی ثنا بیان کرتے ہوئے یوں تقریر کی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھ سے بلا واسطہ کلام کیا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی، میرے طفیل بنی اسرائیل کو نجات بخشا اور فرعون کو ہلاک کیا۔ پھر داؤد علیہ السلام کہنے لگے کہ تمام محامد اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور آسمانی کتاب زبور مجھ پر نازل فرمائی میرے لئے لوہے کو نرم کیا، پہاڑوں کو مسخر کیا، پرندوں کو میرا تابع فرمان بنایا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح وتہلیل میں شریک ہوتے تھے۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی کہ کہا کہ تمام صفتوں کا مالک وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہوا، چرند، پرند، شیاطین سب میرے لئے مسخر کئے اور مجھے ایسی سلطنت بخشی جو کسی کو عطا نہ ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کہنے لگے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے کلمۃ اللہ کے خطاب سے نوازا مجھ پر علم وحکمت کے دروازے کھول دیئے، مجھے توفیق دی کہ میں پرندوں کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار کے اُڑنے والا پرندہ بنا دوں، جھے مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے اور مُردوں کو زندہ کرنے کی قوت بخشی گئی، مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود کے مس سے محفوظ رکھا گیا۔ آخر میں امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ جمیع محامد اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین اور کائنات کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا مجھ پر قرآن مجید جو حق وباطل میں فرق کرنے والا ہے نازل فرمایا، میری امت کو خیر امت کے خطاب سے نوازا، مجھے اول وآخر کا لقب عطا فرمایا، میرے سینے کو کشادہ کر دیا، میرے ذکر کو بلند کر دیا، میرا بوجھ ہلکا کر دیا، مجھے تمام مخلوقات سے اول پیدا کیا اور تمام انبیاء کے آخر میں بھیجا۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء کی جانب سے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے محمد بلا شک وشبہ آپ سب انبیاء کے امام اور مقتدا ہیں اور ہم سب آپ کے مقتدی اور پیرو کار ہیں، آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں، یہ ساری بہار آپ کے دم قدم سے ہے، سلسلہ کائنات آپ کے سبب معرضِ وجود میں آیا ہے، ہم سب آپ کے خدام بارگاہ ہیں، یہ فرشتے، یہ عرش وکرسی، لوح وقلم،

زمین وزمان، مکین ومکاں سب کچھ آپ کے صدقہ میں معرضِ وجود میں آئے۔

فرشتے خدم رسل حشم تمام امم غلام کرم　　　　وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

فوائد

(۱) شب معراج آنحضرت ﷺ کو بیت المقدس لے جا کر تمام انبیاء کا امام بنانا اور جمیع انبیاء سابقین کا مقتدی بن کر حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مسئلہ حیات النبی کو واضح کر رہا ہے کیونکہ جو شخص مر جائے اس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اس امر کی تائید مزید کرتا ہے۔

ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ پیغمبران الٰہی اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے

الانبیاء احیاء فی قبور　　　　اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں

اور مشکوٰۃ شریف میں فرمانِ نبوی ہے

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی فی قبورھم یرزقون

اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے پس اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

(۲) اس نماز پڑھانے کے واقعہ سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی نہ کہ روحانی کیونکہ نماز پڑھنا اور جماعت کرانا یہ خواصِ جسم میں ہیں نہ کہ مجرد روح سے۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کی علمی وسعت کا ثبوت بھی ملا کہ ان کے مزارات مختلف مقامات میں ہیں لیکن شب معراج مزارات سے بیت المقدس تک پہنچے انہیں علم تھا کہ آج رات ہی شب اسراء کے دولہا بیت المقدس میں تشریف لائیں گے۔

اول و آخر کا راز

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالم سے تخلیق میں اول ہیں اور بعثت کے لحاظ سے آخر ہیں۔

وھی اول

حضور اکرم ﷺ کے اول الخلوق کے عفت سے نہ کسی کو انکار تھا نہ ہے سوائے وہابیوں دیوبندیوں کے اور اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

شیخ المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی شہرۂ آفاق کتاب مدارج النبوت کے خطبہ میں فرماتے ہیں

ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد وثنائے الہی است وہم متضمن نعت ووصف حضرت رسالت پناہی است ﷺ۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲)

یہ کلمات اعجاز سمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ نعت و وصف کو بھی متضمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی معنی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے لئے مجازاً۔ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے بھی استعمال فرمایا چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ تلمسانی سے شرح شفاء شریف جلد ا صفحہ ۲۲۵ میں ناقل کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا "السلام علیک یا اول، السلام علیک یا اخر السلام، السلام علیک یا ظاھر، السلام علیک یا باطن" میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عز و جل کی ہیں اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں عرض کروں۔

ثابت ہوا کہ اسماء حمد الٰہی بھی ہیں اور نعت مصطفائی بھی، صفاتِ الٰہی بھی ہیں اور صفاتِ رسول بھی۔ (ﷺ)

فائدہ

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مولوی اشرف علی تھانوی نے حضوری ولی تسلیم کیا ہے۔ (الافاضات الیومیہ) اور تمام دیوبندی فضلاء نے ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ان کی تصانیف کے حوالوں سے استدلال کرتے ہیں۔ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ کو حمد الٰہی بتارہے ہیں اور نعت مصطفائی بھی۔

لطیفہ

وہابی دیوبندی حضور اکرم ﷺ کے کمالات کے اظہار میں کنجوس اور بخیل اور کم ظرف ہوئے ہیں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے۔ دوسرے کو خواہ کسی بھی عنوان سے ہو اول و آخر کہنا شرک ہوا مگر اللہ تعالیٰ تو کریم بھی ہے اور

ارشاد ہے

یَآاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ (پارہ ۳۰، سورۃ الانفطار، آیت ۶)

اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

کیا نبی کریم ﷺ کو کریم ماننا شرک ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ رحیم ہے، حضور اکرم ﷺ بھی رحیم ہیں، اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر وخبیر ہیں حضور اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں ان اوصاف سے موصوف فرمایا ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ (اکثر) صفات سے آپ کو موصوف فرمایا ہے۔

قاعدہ

اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین پر ان کو خصوصیت بخشی اپنے نام ووصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء وخلقا و سماک باالاخر لانک اخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء الی اخر الامم

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر وخاتم الانبیاء و بنی امت کے آخر میں ہیں۔

باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہری نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا۔

پھر مجھے حضور ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا ڈرسناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور وغلبہ دیا اور حضور کی شریعت وفضیلت کو تمام اہل سموت وارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُرنور پر درود نہ بھیجے ہوں اور اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربک محمود وانت محمد وربک الاول والظاھر والباطن وانت الاول والاخر والظاھر والباطن

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول وآخر وظاہر وباطن ہے۔ حضور اول وآخر ظاہر وباطن ہیں۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا

الحمد لله الذی فضلنی علی جمیع النبین حتی فی اسمی وصفتی

یہ سب خوبیاں اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔ (ﷺ) (تجلی الیقین صفحہ ۴۷)

احادیث مبارکہ

یہ صفات بالخصوص اولیت سرکار ﷺ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا

اول ماخلق اللہ نور نبیک من نورہٖ

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے

اول ما خلق اللہ نوری — سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں صفحہ ۴ پر نقل کیا ہے اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۷۲ پر لکھتے ہیں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اول ماخلق اللہ نوری" کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کے اعتبار سے حضور ﷺ اول اور اللہ تعالیٰ بایں معنی آخر کہ ہر شے کے ہلاک وفنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کے لئے انتہا نہیں اور حضور اقدس ﷺ بایں معنی آخر کہ آپ خاتم النبیین ہیں سب سے آخری نبی ہیں۔

لطیفہ

حضور اکرم ﷺ کو اول المخلوقات ماننے سے آپ کی نورانیت، آپ کا علم غیب کُلی آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ تینوں عقیدے مخالفین کے لئے شرکِ اکبر ہیں اسی لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے سرے سے حضور ﷺ کی اولیت کا انکار کر جاتے ہیں حالانکہ دلائل براہین ساطعہ سے آپ کی اولیت ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "وہ اول"

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا

نجوم وافلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

حل لغات

دبدبہ، رعب، شان وشوکت ۔نکھار، صفائی، اجلا پن ۔نجوم، ستارے ۔افلاک، آسمان وغیرہ۔ جام، پیالہ۔ مینا، شیشہ، مرصع کاری، آسمان شیراب کی صراحی۔ اجالتے تھے، صاف کرتے اُجلا بناتے تھے۔ کھنگھالنا، پانی ڈال کر برتن صاف کرنا، دھونا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا یہ دبدبہ اور رعب تھا کہ عالم بالا کی ہر شے کی صفائی ہو رہی تھی اور جگہ جگہ کو اُجلا اور بہتر سے بہتر سجاوٹ کے ساتھ سجایا جا رہا تھا۔ تمام ستارے اور تمام افلاک اور مینا وغیرہ خود کو خوب اجلا بنا رہے تھے اور نہایت صاف اور ستھرے ہو رہے تھے کہ آج ان سب کے مرشد اور آقا و مولیٰ ان کے ہاں تشریف لا رہے ہیں۔

ملائکہ کی امامت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب میں بیت المعمور میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کا طواف کر کے سب میرے انتظار کے لئے کھڑے تھے کہ اچانک فرمانِ خداوندی سے اذان ہوئی اور جبریل نے عرض کیا کہ اے حبیب خدا جس طرح آپ نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کرائی اسی طرح یہاں بھی ملائکہ کرام کی امامت فرمائیں چنانچہ آپ نے تمام ملائکہ کی امامت کرائی اور انہیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے اس باجماعت نماز پڑھنے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میری امت کے لئے بھی ایسی ہی جماعت مقرر فرمائی جائے حکم خداوندی ہوا کہ ہم نے تمہاری آرزو پوری کی اور ہم آپ کی خواہش پر آپ کی امت کو نماز باجماعت کا عطیہ مرحمت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ہر جمعہ کو ملائکہ کرام بیت المعمور میں جس قدر عبادت کرتے ہیں اس کا ثواب بھی میں آپ کے ان امتیوں کو دوں گا جو جمعہ کے پڑھنے پر مداومت کریں گے۔

عجیب فرشتہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ جس کا نصف برف سے بنا ہے اور نصف آگ سے، نہ برف آگ کو بجھاتی ہے نہ آگ برف کو ختم کرتی ہے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اے اللہ جس طرح تو نے برف اور آگ کے

مابین الفت ڈالی ہے اسی طرح اپنے بندوں کے مابین الفت ڈال دے۔

سدرة المنتهى

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے وہ ایک درخت ہے جو کستوری کے ڈھیر پر اُگا ہوا ہے اس کی ایک ہزار شاخیں ہیں ہر شاخ میں ہزار پتہ ہیں اس کے ایک پتہ کے سایہ میں تمام جنوں اور انسانوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے اور اس کے ایک ایک پتہ پر چاند کے رنگ پر ایک ایک فرشتہ ہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ہم سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ہیں اور یہ تسبیح پڑھتے ہیں "سبحان من لیس لہ انتہاء"

سدرۃ المنتہیٰ کے اصل سے غیر متغیر پانی اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں کہ اس کے دودھ کا مزا بدلتا نہیں اور عارفوں کے لئے شراب کی نہری جاری ہوتی ہیں اور ایسے ہی خالص شہد کی نہریں بھی اس کے اصل سے نکلتی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سورۂ بقرہ اور آپ کی امت کے لئے مغفرت کے خزانے عطا فرمائے۔ یہ بھی فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے جنت کے متصل اس کی اصل جنت میں ہے اور اس کی شاخیں کرسی کے نیچے ہیں اور بعض شاخیں عرش کے نیچے ہیں جبرئیل کا مقام سدرۃ المنتہیٰ کے درمیان ہے۔

القول الاعجب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل سماء سے حجاب میں ہے جیسے کہ وہ اہلِ ارض سے حجاب میں ہے اس کے حجاب میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آنکھیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ حضور اکرم ﷺ نے جبرئیل کو فرمایا کہ تو نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ میرے اور رب کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں اور ایسے ہی کہا گیا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ستر حجاب پیدا کئے ہیں اور ہر حجاب کا موٹا پا پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے اگر ان دونوں کے درمیان یہ حجابات حائل نہ ہوتے تو جبرئیل میکائیل کے نور سے جل جاتا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے میکائیل اور اسرافیل کے درمیان ستر حجاب پیدا کئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میکائیل اسرافیل کے نور سے جل جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عقول و ابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں اور اللہ تعالیٰ کا نہ کسی چیز میں حلول ہے اور نہ وہ بذاتِ خود کسی چیز سے غائب ہے اور ملاءِ اعلیٰ بھی رب تعالیٰ کو اس طرح طلب کرتے ہیں جس طرح اے زمین والون تم اس کو طلب کرتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تم مجھ کو پوچھ اس سے پہلے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا کیا ہے کہ نہ وہ جبرئیل کو عطا ہوا ہے اور نہ میکائیل کو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات میں کئی علوم عطا کئے، بعض علوم وہ ہیں کہ ان کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت نہیں دی اور بعض وہ ہیں کہ ان کی تبلیغ کی اجازت دی بعض وہ ہیں جو صرف خواص کو اجازت بخشی۔

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر

فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

حل لغات

نقاب (بالکسر) مذکر، مونث، برقعہ، پردہ جو عورتیں منہ پر ڈالتی ہیں۔ مہر، آفتاب۔ جلال، بزرگی، شان و شوکت، رعب، داب، غصہ، تندی، طاقت۔ رخسار، گلا، گال۔ ہیبت، خوف، دہشت، رعب، ڈر۔ تپ، گرمی کا بخار۔ تپکتے، گرم ہو جائے۔ آبلے، چھالے۔

شرح

وہ مہر انور ﷺ جن کے چہرۂ اقدس میں ایسا جلال تھا کہ پردہ ہٹا دینے پر چہرۂ اقدس کے جلال کی گرمی سے فلک کو تپ چڑھا تو اس کی گرمی سے ستارے گرم چھالوں کی صورت میں اُبھر آئے۔

تین صورتیں

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی اس صورتِ حقی کا ذکر ہے کہ جس کے انوار کی تاب افلاک والے نہ لا سکے۔ علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تین صورتیں نمایاں ہیں۔

(۱) صورتِ بشری (۲) صورتِ ملکی (۳) صورتِ حقی

اور معراج پاک کی بھی تین صورتیں ہیں

(۱) بشری معراج (۲) ملکی معراج (۳) حقی معراج

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کو معراج ان تینوں صورتوں میں نصیب ہوئی یعنی بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک صورتِ بشریہ کی معراج ہے اور اس کا نام اسرا اس لئے رکھا گیا کہ اس کا زمین کے ساتھ تعلق ہے اور زمینی معراج کو اسرا کہا جاتا ہے۔ آسمانوں میں لے جا کر عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرانا صورتِ ملکیہ کی معراج ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی o (پارہ ۲۷،سورۃ النجم،آیت ۸،۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

کے مراتب عالیہ پر متمکن ہوکر زمان ومکان کی قیود وحدود سے بلند و بالا فوق العرش پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور بے حجاب اپنے سر اقدس کی آنکھوں سے جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا اور "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" کے راز ہائے سربستہ سے آگاہ ہونا حقیقت محمدیہ یعنی صورتِ حقیہ کی معراج ہے۔

ان تینوں مراحل میں آنحضرت ﷺ کی رفعت شان کو قائم رکھا گیا کہ مسجد اقصیٰ میں انسانی کمال رکھنے والے انبیاء علیہم السلام پیچھے رہ گئے اسی طرح ملکیت اور نورانیت میں کمال رکھنے والے فرشتے سدرۃ المنتہٰی پر پیچھے رہ گئے اور آنحضرت ﷺ زمان ومکان،فوق وتحت،ملکوت وجبروت،ناسوت ولاحوت کی قیود اور ماسوا اللہ کی حدود سے آگے گزر گئے اور ذاتِ حدیث سے واصل ہوگئے اس کا جمال دیکھا اور کلام سنا اس انداز سے کہ آپ ﷺ اللہ کے لئے سمیع وبصیر تھے اور اللہ کریم آنحضرت ﷺ کے لئے سمیع وبصیر تھا۔

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گذر گیا   اے راہ نوردِ جادۂ اسرا انتہی تو ہو

سوال

جب آنحضرت ﷺ کو صورتِ بشری میں معراج ہوئی تو اس وقت جسم وجسمانیت موجود نہ تھی اور جب صورتِ حقیہ کو معراج ہوئی اس وقت روح مبارک موجود نہ تھی اور نہ جسم اقدس دونوں موجود نہ تھے۔

جواب

ان تینوں صورتوں میں روح کے ساتھ جسم مبارک جلوہ گر ہے اور اسی طرح جسم اقدس کے ساتھ روح مبارک رونق افروز رہی صرف فرق اسی قدر ہوتا رہا کہ جس مرحلے میں آپ ﷺ کو معراج ہوتی رہی وہاں وہی صورت غالب اور باقی ماندہ صورتیں مغلوب رہیں یعنی جب بیت المقدس تک عالم ناسوت میں معراج ہوئی اس وقت آپ کی بشریت مبارکہ غالب رہی اور صورتِ ملکی وحقی مغلوب۔ پھر جب صورتِ ملکیہ کو معراج ہوگئی تو صورتِ ملکیہ غالب اور صورتِ بشریہ وحقیہ مغلوب اور جب صورتِ حقیہ کو معراج ہوئی اُس وقت صورتِ حقیہ غالب رہی اور صورتِ بشریہ وملکیہ مغلوب رہی۔ اس کی مثال اس انسان کی طرح سمجھیں جس میں غصہ،رحم،بولنا اور خاموش رہنا تمام قوتیں ایک ساتھ پائی جاتی ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک قوت کے غلبہ کے وقت دوسری تمام قوتیں مغلوب پائی جاتی ہیں مثلاً جب وہ غضب ناک

ہوتا ہے اس وقت قوتِ غضب غالب آجاتی ہے اور قوتِ رحم موجود ہونے کے باوجود مغلوب ہوجاتی ہے۔ اسی طرح بولنے کے وقت خاموش ہونے کی اور خاموشی کے وقت بولنے اور حرکت کے وقت سکون کی اور سکون کے وقت حرکت کی قوت انسان میں موجود رہتی ہے اگر چہ خاص وقت پر کسی ایک کا غلبہ ہو جاتا ہے بالکل یہی کیفیت شب معراج حضور پر طاری رہی اور تینوں قوتوں میں غالب و مغلوب کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا

صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پر لوٹتے تھے

حل لغات

جوشش، ابال تحریک، لہر، تیزی، کثرت، زیادتی، غصہ، جذبہ، مستی، حرارت، جنوں۔ اثر، نشان، سایہ، تاثیر، مزاج۔ کمر کمر تک، کمر کے برابر۔ صفا، صاف ستھرا، ہموار، کھرا۔ لوٹتے از لوٹنا، کروٹیں بدلنا، لڑکنیاں کھانا، مچلنا، تڑپنا، عاشق ہونا۔

شرح

اس شعر میں اس کا استفادہ و استفاضہ کی طرف اشارہ ہے کہ شب معراج حضور اکرم ﷺ کے فیض و برکات سے ہر شے مستفید و مستفیض ہوئی یہاں تک ملاء الاعلیٰ بھی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ملاء الاعلیٰ آپس میں الجھ رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی عقیدہ کشائی فرمائی حضرت نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے متعلق ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں

من حکمة معراج سیدنا محمد ﷺ وھو انه اختصم الملاء علی فی اربع مسائل مقدار اربعة الاف سنة ولم یوفقوا لحلها فلما بعث نبینا ﷺ علموان ھذه المشکلات انما تنحل منه ﷺ فتفرغوا الی اللہ تعالیٰ لاجله فدعا اللہ حبیبه الیه مقام قاب قوسین او ادنی فاوحی الیٰ عبده مااوحی ومن جملة ھذا الوحی قوله علیه الصلوٰة والسلام دنیت ربی باحسن صورة فقال فیھم یختصم الملاء الاعلیٰ فقلت انت تعلم یارب فوضع یده بین کتفی فوجدت بردھا بین تدیین ثم قال یامحمد ھل تدری فیم یختصم الملاء الاعلیٰ فقلت نعم فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمھلکات قال صدقت یامحمد ثم قال یا ملائکتی وجدتم حل المشکلات واسئلوا اشکالکم فقال اسرافیل ماالکفارات فقال علیه الصلوٰة والسلام اسباغ الوضوء فی المکاره ومشی الاقدام الیٰ الجماعات

وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ثم قال میکائیل ماالدرجات فقال اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ والناس نیام فقال جبریل ماالمنجیات فقال خشیۃ اللہ فی الاصن والقصد فی الفقر والغنی والعدل فی الغضب والرخاء ثم قال عزرائیل ما المهلکات قال شح مطاع وھو متبع واعجاب المرء لنفسہ قال اللہ فی کل صدق محمد ﷺ. (بریقہ محمد یہ شرح طریقہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷)

حضور اکرم ﷺ کی معراج میں ایک یہ نکتہ ہے کہ چار ہزار سال سے بڑے درجہ کے فرشتوں کی مجلس میں چار مسائل پر بحث ہو رہی تھی لیکن اس کو حل نہ کر سکے جب حضور اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ سے ہی حل ہو سکیں گے تو ان سب فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی کے لئے نیاز اور زاری سے استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی طرف بلایا اور "ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰیO فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" کے مقام سے مشرف فرمایا اور وہاں جو وحی ہوئی اس میں سے ایک یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کریم کو احسن صورت میں دیکھا پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اے میرے رب تو خوب جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا بے مثل دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتی کہ ان کی ٹھنڈک (فیضانِ خداوندی کا ظہور) میں نے اپنے سینہ میں پایا اس کے بعد فرمایا اے پیارے محمد (ﷺ) آپ جانتے ہیں وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں اور الجھے ہوئے ہیں اس کا حل نہیں پا سکتے۔ میں نے عرض کی ہاں (وہ چار مسائل ہیں) کفارات اور منجیات اور درجات اور مہلکات۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتے اب تم نے مشکلات حل کرانے کا موقعہ پا لیا پس چاہیے کہ تم اپنے اشکال حل کرا لو۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرض کیا کفارات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک یہ کہ سخت سردی (وغیرہ) میں وضو کا پورا کرنا ہے (تمام اعضاءِ وضو پر پورے طور پر پانی پہنچانا کہ وضو کامل مکمل ہو جائے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے) اور نماز باجماعت ادا کرنے کی نیت سے پیدل چل کر جانا اور ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری آنے والی نماز کے انتظار میں بیٹھنا۔ پھر میکائیل علیہ السلام نے عرض کی درجات کیا ہیں؟ (وہ کون سے کام ہیں جن سے انسان کے درجے بلند ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوکوں کو کھانا کھلانا اور سلام کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز (نوافل) پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن پر

عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے) حضور ﷺ نے فرمایا (وہ یہ کام ہیں) ظاہری اور پوشیدہ حالات میں ہر طرح (اور ہمیشہ) اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور فقر و غنی ہر دو حال میں میانہ روی کرنا اور غضب اور نرمی میں عدل و انصاف کرنا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں؟ (جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (وہ تین کام ہیں) ایک یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے کہ بخل جس طرح حکم کرے اس پر عمل کرے، دوم یہ ہے کہ خواہش نفسانی کی اتباع کرے، سوم یہ کہ انسان اپنے کو دوسروں سے اچھا گمان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (حضرت) محمد ﷺ نے تمام باتوں کے جوابا درست بتائے ہیں اور سچ کہا ہے۔

فوائد حدیث اختصام ملاء اعلیٰ

اس حدیث شریف کے بارے میں چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ خود بھی فرشتوں کی مشکل حل فرما سکتا تھا مگر منشاء ایزدی میں حضور اکرم ﷺ نے پہلے "انت تعلم" کہا تو ہی سب کچھ جانتا ہے اور (۲) پھر دوسری بار سب کچھ بتا دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو نفی کو قبل العلم یا ذاتی طور پر محمول کیا جائے (۳) اس حدیث کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے (یاد رہے اس مثال سے توضیح مقصود ہے تشبیہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تشبیہ دینا معمولی کام نہیں) وہ یہ ہے سلطان سکندر کی یہ عادت تھی جب بھی کسی ملک پر چڑھائی کرتا تو اس سے پہلے کسی بزرگ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوتا ایک دفعہ اس کی فوج نے عرض کی اے بادشاہ سلامت ہم آپ کے جان نثار اور شجاع ہیں، بہادر ہیں، دلاور ہیں، اپنے پاس ہر طرح جنگ کا ساز و سامان رکھتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود کسی بزرگ کے پاس جا کر طلب دعا کا کیا فائدہ ہے؟ سلطان سکندر نے سر دست توان کو کچھ کہہ کر ٹال دیا کہ تم اُس روز کو کچھ نہیں سمجھ سکتے حتیٰ کہ ایک دفعہ فوج نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا اور چھ ماہ متواتر کوشش کے باوجود وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا جب فوج کے سارے بھروسے ختم ہو گئے اس وقت سلطان سکندر ایک بزرگ کے پاس گئے اور دعا کی درخواست کی اور اس کی دعا کی برکت سے وہ قلعہ فتح ہوا اس وقت آپ نے فوج کو دعا کے اثر سے مفصل طور پر آگاہ فرمایا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود خلیفہ بنانے کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو اجمالی جواب دیا کہ اس بھید کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے جب چار ہزار سال تک مسائل کی بحث کرتے رہے اس کا حل نہ پایا حتیٰ کہ حضور ﷺ سے ان کی مشکلیں حل ہوئی "انی جاعل" کا معنی فرشتوں کے سامنے روشن ہو گیا۔ اس سے

ثابت یہاں ہوا کہ جو عقیدہ ملائکہ حل نہ کریں کئی مدتِ سال ہزاروں پریشان رہے وہ راز اس مدنی آقا نے بتلا دیا جو چند اشاروں میں ظاہر ہوا۔

نکتہ اظہارِ عظمت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر بحرالدرر میں لکھا ہے کہ جب کائنات کا وجود عالم شہود میں ظاہر ہوا سب سے پہلے زمین نے فخر کیا اور کہا میں اقواتِ حیوانات کا معد ہوں، پھولوں اور پودوں کے اگنے کی جگہ ہوں، میوہ جات کی پرورش کا مقام ہوں، لطف ربانی نے "وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا" کا فرش میرے بساط پر بچھایا ہے، آسمان نے کہا خوب صورت ستارے میرے دم سے روشن ہیں "وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ" کی زینت میرے وجود سے قائم ہے "وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ" کی غیر متناہی نعمتوں کی امانت میرے پاس موجود ہے، کرسی نے کہا "وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" میری شان ہے، لوح نے کہا عشق اور اسرار و محبت کا خزینہ میں ہوں، اہل معرفت کی ارواح کے لئے سکینہ ہوں، علوم کا مظہر اور حکم الٰہی کا منبع اور انوارِ قدسی کا مطلع ہوں، قلم نے کہا کہ میں راز دان "والقلم" کے حقائق سے ہوں، عرش نے کہا میں رحمت رحمانی کا جلوہ گاہ ہوں اور "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى" میری شان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو فرمایا کہ میرا ایک برگزیدہ محبوب ہے تم سب کی عظمت ان کے سامنے ایسے ہے جیسے آفتاب کے سامنے ایک ذرہ اور دریا کے آگے ایک قطرہ یہ سن کر تمام ارکانِ کائنات نے درخواست کی کہ ہمیں ان کے قدوم میمنت لزوم سے نوازیئے اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجرام فلکی پر بلند فرمایا۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا

دشوار ہے اسرار معراج سے آگاہی — جب تک نہ کسی کو ہو عرفان شب اسرار
جب عرش پہ دنیا کے وہ روح رواں پہونچے — عالم کی ہوئی قربان شب اسرار
بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ ڈھلکیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش کرسی دو بلبلے تھے

حل لغات

لہرا کے، حال لہرانا، موج مارنا، بلنا، لہلہانا، شعلہ مارنا۔ بحر، دریا۔ وحدت، یگانہ ہونا، یکتائی، یگانگی، توحید اصطلاح تصوف میں تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ، اے علم اجمالی، حب ذاتی، برزخ کبریٰ بھی کہتے ہیں اس کے بعد واحدیت ہے۔ ریگ، ریت۔ کثرت، زیادتی، بہتات مجازاً بھیڑ، ہجوم اور اصطلاح صوفیہ میں بلبلا، حباب ببولا۔

شرح

بحرِ وحدت کی موجیں ہوں ایسی بڑھائیں کہ کثرت کی ریت کا نام تک مٹ گیا پھر ٹیلوں کی کیا حقیقت کہ وہ باقی رہتی اور یہ عرش وکرسی اس کے آگے دو بولے تھے۔

وضاحت

اس شعر میں قاب قوسین کی منزلیں طے کرنے کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی o (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸، ۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مقام کا بیان مشکل ہے اس لئے "دنا بعد" دوری کے بعد آتا ہے لیکن وہاں اور دوری کہاں اور "دَلّٰی مکان میں" ہوتا ہے اور وہاں مکان کہا۔ کان صیغہ ماضی ہے اور وہاں زمانہ کیسا، "قَابَ" مقدار اور اندازہ کو کہا جاتا ہے وہاں مقدر و اندازہ کو کیا تعلق۔ "قَوْسَیْنِ" مثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہاں مثال کو کیا کام "اَوْ" شک کے لئے آتا ہے یہاں شک کرنا ہی بدبختی ہے۔

فائدہ

بعض بزرگوں نے یوں فرمایا ہے کہ "دنا کے یہ معنی ہیں" کہ حضور اکرم ﷺ کے عالم خلق کے تمام آثار وعلامات کو اپنی ذات مقدس سے جدا کر ڈالا اور منزل "فَتَدَلّٰی" میں بنی نوعِ انسان کے ساتھ اشتراک کو دور کر دیا اور اجازتِ غیبی سے حجابِ کبریا تک پہنچے اور "ادن منی کا حکم" ہوا بارگاہِ الٰہی سے بار بار حکم ہوتا رہا آؤ اور آگے آؤ چنانچہ آپ بموجب ارشادِ ربانی اتنا قریب ہوئے کہ حدوث وقدم میں کوئی مناسبت نہ رہی۔ (معارج النبوۃ صفحہ ۵۷)

قَابَ قَوْسَیْنِ

قاب کے معنی مقدار کے ہیں اور قوسین کے معنی کمان کے ہیں اصلی حقیقت تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ جانتا ہے۔ ملا معین الدین کاشفی چوتھے لطیفہ میں رقم طراز ہیں کہ عرب میں دستور تھا جب دو سردار آپس میں معاہدہ کرتے تھے تو دونوں اپنی کمانوں کے زہ بدل کر ایک تیر پھینکا کرتے تھے جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ دونوں کا آپس میں اس حد تک اتفاق ہے کہ جو تیر ایک کمان سے نکلا ہے وہی دوسرے کی کمان سے قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب تیری کمان شفاعت کی ہو اور میری کمان شفاعت کی ہو تو رحمت کی زہ شفاعت کی کمان سے باندھ اور میں شفاعت کی زہ

رحمت کی کمان سے باندھ لوں تا کہ تیری اور میری محبت اس درجہ ظاہر ہوجائے

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (پارہ ۵،سورۃ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسول کاحکم مانا بے شک اُس نے اللہ کاحکم مانا۔

یادرہے کہ جس طرح تفسیروں میں اس آیت کی ضمیروں کوحضرت جبریئل علیہ السلام کی راجع کرتے ہیں اسی طرح ان ضمائر کواللہ تعالیٰ کی طرف راجع کرنا بھی درست ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

ودنا الجبار رب العزت فدلی حتی کان منه قاب قوسين او ادنیٰ.

(بخاری شریف جلد۲صفحہ۱۱۲۰، مسلم شریف جلد۱صفحہ۹۲)

اورحضوراکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوئے اور بہت قریب ہو گئے۔

امام ابن حجرعسقلانی فرماتے ہیں

وقد نقل القرطبی عن ابن عباس انه قال دنا الله سبحانه وتعالیٰ. (فتح الباری جلد۱۳صفحہ۴۱۴)

اورامام قرطبی سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہوا۔

بعض نے اس آیت کامعنی یوں بیان فرمایا کہ "دنی" حضوراکرم ﷺ اللہ عزوجل کے قریب ہوئے "فتدلیٰ" پاس ادب وہاں سجدہ کیا "فکان قاب قوسین" آپ اتنا قریب ہو گئے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی کوسیاہی سے قرب حاصل ہے اتنا قرب حاصل ہو گیا۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۸ میں ہے کہ محققین نے نزدیک "دنیٰ" سے نفس مقدس کی طرف اشارہ ہے اور "تدلیٰ" سے دل مطہر کی طرف اور "فکان قاب قوسین" روح طیب کی طرف اور "ادنیٰ" سے سر مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا نفس مقدس خدمت کے مقام میں تھا اور دل مطہر محبت کے مقام اور روح شریف قربت کے مقام میں اور سر مبارک مشاہدہ کے مقام میں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس آیت شریف کی تفسیر میں کہا گیا ہے جزیں نیست کہ یہ مضمون اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین تقسیم ہوتا ہے پس "دنیٰ" حضوراکرم ﷺ قریب ہوئے "فتدلیٰ" اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ قریب ہوا چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی شان میں جہت کا ہونا محال ہے اور قرب جہت پر دلالت ہے اس لئے اس میں یوں تاویل کرنی لازمی ہے۔ پھر حضوراکرم ﷺ کے قریب ہونے سے آپ کی عظمت اور قدر و منزلت کی طرف اشارہ یہ کہ آپ وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچ سکا اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے سے

یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی قدر و منزلت کو ظاہر فرمایا اور " قاب قوسین " نہایت قریب ہے اور حقیقت پر مطلع ہونے سے کنایہ ہے اور یہاں وہ تاویل کرنی چاہیے جو اس حدیث قدسی میں ہے

من تقرب الی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں (اللہ تعالیٰ دوڑنے سے پاک ہے یہاں بندے کی کمال شفقت مراد ہے)

وہ ظلِ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے

سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

حل لغات

ظل، سایہ۔ کھلنے از کھلنا (بکسر کاف عجمی) کلی کا چھلنا، روشنی پھیلانا۔ زربفت، کلابتوں کی بناوٹ کا کپڑا، زاری، کمخواب۔ اودی، سرخی مائل سیاہ رنگ۔ اطلس، ایک ریشمی کپڑا۔ تھان، جگہ، دھوپ چھاؤں، روشنی اور سایہ، ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

شرح

وہ سایۂ رحمت وہ رُخ کے جلوے کیا خوب تھے کہ ستارے چھپ رہے تھے روشنی کرنے کا نام تک نہ لیتے سنہری کمخواب اور ریشمی تھان یہ سب دھوپ چھاؤں ہی تھے یعنی حضور اکرم ﷺ ایک قربِ خاص میں پہونچے۔

عالم بالا میں کیا ملا

حضور اکرم ﷺ جب عالم امکان کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے پہلا یہ انعام بخشا کہ اپنی جملہ صفات سے موصوف فرما دیا چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

اذا مر علی حضرات الاسماء الالہیۃ صار متخلصا بصفاتہا فاذامر علیٰ الرحیم کان رحیم او علیٰ الغفور کان غفوراً او علی الکریم کان کریما او علیٰ الحکیم کان حلیما او علیٰ الشکور کان شکورا او علی الجواد کان جوادا وھکذا فما یرجع من ذالک الا ھو فی غایۃ الکمال۔

(الیواقیت والجواھر)

جب حضور اکرم ﷺ نے اسماءِ باری تعالیٰ کی بارگاہ سے گزر فرمایا تو آپ ان صفات کے پَرتو سے متصف ہوتے رہے حتیٰ کہ جب رحیم سے گزرے تو آپ رحم کرنے والے بن گئے اور جب غفور سے گزرے تو مغفرت کرنے والے بن گئے اور جب کریم سے گزرے تو کرم کرنے والے بن گئے اور جب حلیم سے گزرے تو حلم کرنے والے بن گئے اور شکور سے گزرے تو شکر کرنے والے بن گئے اور جب جواد سے گزرے تو آپ جود کرنے والے بن گئے حتیٰ کہ اسی طرح باقی اسماءِ حسنٰی سے جب گزرتے تو (وہ جن صفات سے متعلق ہیں) انہیں صفات سے متصف ہوتے گئے اور آپ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائی کمال کے حال میں جلوہ گر تھے۔

تو آبخار سیدی کہ نہ وسید ھیچ نبی

قال رسول الله ﷺ عرج لی حتی ظھرت مستوی اسمع فیه صریف الاقدام. (مسلم شریف صفحہ ۹۳)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اور بلند کیا گیا حتیٰ کہ میں ایک بہت بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔

حضرت شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں

انه بلغ من الرفعة بمقام اطلع فیه علی التکوین و ما یراد ویؤمر له من تقریر الله عزوجل.

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی مراد پر اطلاع پائی۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الاقدام اثنا عشر قلما و انها متفاوتة فی الرتب فاعلاها و اجلها قدرا قلم التقدیر السابق الذی کتب الله به مقادیر الخلائق. (مواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸)

تحقیق یہ بارہ قلمیں ہیں اور وہ سب کی سب مراتب کے لحاظ سے متفاوت ہیں پس ان میں سے بلند اور بزرگ شان والی قلم تقدیر ہے جس نے سب سے پہلے خلقت کی تقدیر کو لکھا ہے۔

مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ پر لکھا ہے کہ وہ قلم تقدیر ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اُٹھائی ہے اور فرمایا

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۱)

قلم اور ان کے لکھے کی قسم۔

نون حروف مقطعات سے ہے اس کا معنی اللہ ورسول ہی جانتے ہیں بعض نے کہا اسماء الٰہی نور اور ناصر کا ابتداء مراد ہے اور بعض نے کہا کہ الرحمٰن اور مومن کا آخر مراد ہے بعض نے اس کا معنی وہ مچھلی کیا جس نے زمین کو اُٹھایا ہوا ہے بعض نے اس کا معنی دوات لیا ہے جس سے لوحِ محفوظ پر لکھا جاتا ہے پھر فرمایا اور مجھے قلم کی قسم ہے اور ان فرشتوں کی قسم ہے جو لکھنے والے ہیں۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

قال القاضی رحمه الله وفی علو منزلة نبینا ﷺ وارتفاعه فوق منازل سائر الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم أجمعین وبلوغه حیث بلغ من ملکوت السماوات دلیل علی علو درجته وابانة فضله. (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۳)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور تمام نبیوں کے صلوٰۃ وسلام ہو، سب پر منازل سے آپ کی بلندی کا بالاتر ہونا اور آپ کا ملکوت سموت تک پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا درجہ اعلیٰ اور آپ کی فضیلت واضح اور روشن ہے۔

حجاب کبریا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تنہا رہ گیا اور سوائے پروردگار کے کوئی مونس و مددگار نہ تھا وہاں خدا کے جلال کی ہیبت میرے دل پر چھائی ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک قطرہ ٹپکا اور میں نے اس کو منہ میں لے لیا۔ خدا کی قسم میں نے زندگی بھر اس سے زیادہ میٹھی چیز نہ چکھی تھی پھر اس قطرہ کی برکت سے تنہائی تصور خیال سے دور ہو گیا اور اولین وآخرین کا علم مکشوف ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ جلد ٦ صفحہ ١٢٨، مدارجِ النبوۃ جلد ١ صفحہ ١٦٩)

تفسیر روح البیان میں ہے

وقال ﷺ لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة فعلمت ماکان وما یکون

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے مجھے گذشتہ اور آئندہ سب امور کا علم ہو گیا ہے۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت ”عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ“ کے ماتحت لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ اس سے ”ماکان ومایکون“ کا علم مراد ہے جو حضور اکرم ﷺ کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جیسا کہ معراج

شریف کی حدیثوں میں روایت ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفورِ فیضان سے مجھے "ماکان ومایکون" کا علم ہوگیا۔

فائدہ

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زیرآیت "اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ا وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ" تحریر فرمائی ہے کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ معلوماتِ الٰہی لانہایت ہیں اور سموت اور زمین کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپاتے ہیں اس میں سے ایک قطرہ ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد ﷺ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے

وقع عصفور علیٰ حرف السفینة غمس منقاره فی البحر فقال الخضر الموسیٰ ماعلمک وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس هذا العصفور منقاره .

حاصل یہ ہے کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا بیٹھ گئی اور اپنی چونچ دریا میں تر کرلی تو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ سمندر کے مقابلہ اس چڑیا کا چونچ تر کرلینا ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین سب کے علوم جمع کرلئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علومِ الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہوسکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور دریائے ذخار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے۔ (الدولۃ المکیہ صفحہ ۱۹۷)

تو آزادیده که دید

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے کہ

قال قال رسول اللہ ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی

القيامة كانما انظر الیٰ کفی ھذہ۔ (مواہب لدنیہ جلد۲ صفحہ۱۹۲)

حضرت ابن عمر نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے زمین کو مکشوف فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

علامہ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا یہ کہ اللہ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے دنیا کا جہان ظاہر فرمایا اور حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ اس میں ہونے والا تھا اس کا احاطہ فرمالیا اور حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثلاً پنی کف مبارک کے مشاہدہ فرما رہا ہوں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث شریف میں نظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے نہ کہ کوئی مجازی معنی ہے۔ (زرقانی جلد ۷ صفحہ۲۳۴)

حتیٰ کہ آدم علیہ السلام سے لے کر فخر اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہونے والے ہے وہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے سامنے مکشوف ہوگیا حتیٰ کہ اول سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہوئے اور ان میں سے بعض احوال کی آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اطلاع فرمائی۔ (مدارجِ النبوۃ)

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

حل لغات

سرو چماں، سرو ناز و انداز سے چلنے والا، حضور اکرم ﷺ مراد۔ خراماں، ناز کی چال چلنے والا۔ سدرہ، سدرۃ المنتہیٰ، داماں، دامن۔ پلک، آنکھ کے پردہ کا بال۔ جھپکنا، آنکھ کا بند ہونا، پلکوں کا باہم ٹکرانا۔ این و آں، دونوں اسم اشارہ ہیں۔ این، یہ۔ آں، وہ۔

شرح

وہ ناز و ادا سے چلنے والا محبوب خدا ﷺ ناز و ادا کی ادا چل کر مکہ سے روانہ ہوا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آپ کا دامن اقدس نہ رک سکا پلک جھپکتی رہی کہ آپ یعنی عالم کائنات سے گزر گئے۔

جبریل علیه السلام الوداع

اس وقت فرشتہ نے پس پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپ کو بمع براق اُٹھالیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے آپ نے فرمایا اے جبرئیل آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی میں کیا

کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت نہیں اس لئے کہ

وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَہ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ (پارہ ۲۳،سورۃ الصفت ،آیت ۱۶۴)

اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے۔

اس کے آگے ہم کو تجاوز کا حق حاصل نہیں یہاں بھی آپ کی بدولت آ گیا ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ المنتہٰی پر ملاحظہ فرمایا تھا جو کہ بہت دور رہ گیا ہے اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے ہاتھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قابو کر کے ایک قدم چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبرئیل علیہ السلام چڑیا کے برابر ہو گئے۔لرزہ براندام آبدیدہ ہو کر عرض کیا

لودنوت انملة لاحترقت بالي. (مشکوٰۃ شریف)

اگر انگلی کے پورے کی مقدار بھی قریب تو میرے پَر جل جائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور ایک اشارہ میں اس کو اپنے مقام پر پہنچا دیا۔روایت میں ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی۔ (معارج صفحہ ۵۱)

ندا آئی ہے اے محمد تو فکر میں تھا کہ میری امت حشر کے دن راہ دور دراز قیامت و پلصراط کس طرح طے کرے گی اب دیکھ کہ ایک اشارے میں پانچ سو برس کی راہ طے کی اور ایک قدم میں جبریل کو پانچ سو برس کی راہ لے آیا اگر قیامت کے دن بھی اسی طرح لب شفاعت ہلا کر پچاس ہزار برس کی راہ ایک دم میں قطع کر لے اور اپنی امت کو آن واحد میں اس دور دراز اور پُر خطر سے سلامت لے جائے تو کیا عجب ہے۔

حضرت فریدالدین عطار ارشاد فرماتے ہیں

توای روح القدس پیش جنابی — کہ ذات او ستودہ آفتابی

چراچندیں غم نہ پر گرفتی — کہ بانگ لود نوت بر گرفتی

ترااندر دروں پردہ راہ نیست — کہ ہر سرھنگ مرد بار گاہ نیست

ہزاراں جاں ھمی زردریں راہ — تیرا گوپر بسوز ای پیک درگاہ

جھلک سی ایک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن پھر نہ پائی

سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

حل لغات

براٗت،شادی کا جلوس۔

شرح

ایک جھلک سی قدوسیوں کونصیب ہوئی۔اس کے بعد دامن اقدس کی ہوا بھی نہ پا سکے۔شب اسراء کے دولہا ﷺ کی سواری بہت دور پہنچی برات کےتو ہوش ہی اڑ گئے۔

تھکے تھکے تھےروح الامین کے بازو چھٹاوہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کےولولے تھے

حل لغات

رکاب،گھوڑے پر چڑھنے کی آہنی حلقہ۔حسرت،افسوس،آرزو،ارمان،شوق۔ولولے،غل،شور،جوش وخروش، امنگ۔

شرح

روح الامین سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے بازو تھک کررہ گئے اوران سے سرورِکونین ﷺ کا دامن چھٹ گیا اور حیران رہ گئے کہ ہائے وہ پہلواقدس کیا گیارکاب چھوٹ گئی اورامید ٹوٹ گئی۔ان کی نگاہ حسرت میں شور بپا تھا کہ ہائے وہ محبوب یگانہ ﷺ کہاں تشریف لے گئے۔

تعارف جبریل علیہ السلام

جبریل علیہ السلام کا قد نہ بہت بلند ہےاورنہ بہت چھوٹااس کوسفیدرنگ کالباس پہنایا جوجواہرویواقیت سے مرصع ہے۔جبرائیل کے چہرے کارنگ برف کی طرح سفید ہے اس کے اگلے دانت روشن اور چمکدار ہیں،اس کے گلے میں خوبصورت موتیوں کا ہار ہےاوراس کے سُرخ یاقوت کے ایک ہزار چھ سو بازو ہیں،ہردو بازوؤں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کے برابر فاصلہ یابُعد ہے،اس کی گردن بڑی خوبصورت اورلمبی ہے،اس کے قدم سرخ اور پنڈلیاں زرد ہیں ،اس کے پَرجن سے پروار کرتا ہےزعفران سے بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد ستر ہزار ہے،یہ پَرسر سے لے کراس کے قدموں تک ہیں۔ہرہرپَرپرچانداورستارے ہیں اوراس کی آنکھوں کے مابین شمس ہےاللہ تعالیٰ نے اس کومیکائیل سے پانچ سو بعد پیدا فرمایا کیا۔جبرئیل ہرروز جنت کی ایک نہر میں نہاتا ہےاورپھراپنے بدن کوجھاڑتا ہےاوراللہ تعالیٰ اس کے

ایک ایک قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے پھر وہ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جبرئیل ہر روز سحر کے وقت نور کی نہر سے جو عرش کے دائیں طرف ہے غسل کرتا ہے اس سے اس کا نور پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے ایسا ہی اس کا حسن و جمال بھی دوبالا ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت بھی زیادہ ہو جاتی ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو اس کے ایک ایک پَر سے ستر ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایک ایک قطرے سے ستر ستر ہزار فرشتہ پیدا کرتا ہے ان میں سے ہر روز ستر ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور میں اور ستر ہزار بیت اللہ شریف میں داخل ہوتا ہے۔

جبریل علیہ السلام کے حاجت روا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیم کی پیشانی میں نور تھا اور اس کی پشت میں موتی تھا۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے گوپھن کے پلہ میں بٹھا کر آگ میں پھینکنا چاہا اور جبریل علیہ السلام نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا "الک حاجۃ" تمہیں حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا لیکن تیری طرف نہیں ہے۔ جبریل نے پھر پوچھا ابراہیم علیہ السلام نے وہاں جواب دیا۔ اخیر میں جبریل علیہ السلام نے کہا کیا تمہیں اپنے رب کی طرف حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کہا کیا کوئی ایسا دوست ہے جس کو اپنے دوست کی طرف حاجت نہ ہو۔ جبریل نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے سوال کریں کہ وہ آپ کی اس حال میں مدد کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

هو اعلم بحالي من سوالي اليه وہ میرے سوال کرنے کے بغیر میرے حال کو خوب اچھی جانتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس مقام پر فرمایا کہ میں نے جبریل کو اس وقت کہا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو مبعوث فرمائے گا تو اے جبرئیل میری تیری اس نیکی کا جو تو نے میرے باپ ابراہیم سے کی ہے بدلہ دوں گا آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی اور جبرئیل میرے ساتھ تھا میں نے کہا اللہ کی طرف تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا ہاں آپ اپنے رب سے میرے لئے اس بات کا سوال کریں کہ قیامت کے دن وہ مجھ کو حکم دے کہ میں پل صراط پر اپنے پَر بچھاؤں اور آپ کی امت اس کے اوپر سے گذر جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بارک اللہ یا جبرئیل" جبرئیل اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ محمد ﷺ کو دریائے نور میں غوطہ دے۔ جبرئیل نے آپ کو غوطہ دیا اس غوطہ سے آپ ستر ہزار پردوں کو پھاڑ کر ان کے آگے نکل گئے ان پردوں میں سے ہر پردے کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا یہاں تک کہ آپ سونے کے فرش تک پہنچے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا اس نے آپ کو موتیوں کے حجاب تک پہنچایا۔

فرشتہ نے اس حجاب کو ہلایا حجاب کے پردے سے آواز آئی کون ہے یہ فرشتے نے جواب دیا کہ میں فراش الذہب کا فرشتہ ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں اس حجاب کے فرشتہ نے کہا اللہ اکبر! پھر اس نے حجاب کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور مجھ کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اسی طرح میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی طرف نقل کرتا یہاں تک کہ میں نے ستر ہزار حجاب سے تجاوز کیا ان میں سے ہر حجاب کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا۔ اس کے بعد میں نور ابیض کے دریا پر پہنچا وہاں ایک فرشتہ تھا اگر کوئی پرندہ اس کے ایک کاندھے سے پانچ سو سال اڑتا رہے تو پھر بھی وہ اس کے دوسرے کاندھے تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد مجھ کو آگے چلایا گیا میں ایک نورِ احمر کے دریا تک پہنچا اس کے کنارے پر بھی ایک فرشتہ تھا وہ فرشتہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو یہ حکم دے کہ وہ زمین و آسمان کو نگل جائے تو وہ نگل جائے پھر رفرف مجھ کو لے کر اس سے آگے چلا یہاں تک کہ میں زرد رنگ کے دریا تک پہنچا وہاں بھی ایک فرشتہ دیکھا وہ بھی پہلے فرشتہ کی طرح بہت بڑا فرشتہ تھا وہ بھی سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک ہی بار نگلنے کی طاقت رکھتا تھا پھر مجھ کو اس سے بھی آگے لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں سفید پانی کے دریا تک پہنچا وہاں مجھ کو اضطراب لاحق ہوا میں نے کہا ''یا غیاث المستغثین'' اس سے میری روح کو سکون میسر ہوا۔ ایسے ہی رفرف مجھ کو ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچاتا رہا یہاں تک کہ میں نے ہزار حجابوں سے تجاوز کیا اور پھر میں وحدانیت کے حجاب تک پہنچا وہاں میں نے اپنے آپ کو ایک قندیل کی مانند دیکھا جو ہوا میں لٹک رہی ہے اس کے بعد جب میں عرش پر پہنچا تو قطرہ میری زبان پر ٹپکا جس سے مجھ کو اولین و آخرین کا علم حاصل ہوا۔ جب میں مقام ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' تک پہنچا تو مجھ کو ایک کرسی پر بٹھا کر علیین تک پہنچایا گیا وہاں میرے اوپر تین قطرے ٹپکے ایک میرے کاندھے پر اس سے مجھ میں ہیبت پیدا ہوئی، دوسرا قلب پر اس سے محبت نمودار ہوئی، تیسرا میری زبان پر اس سے زبان پر فصاحت پیدا ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ عرش پر پہنچے تو کائنات کی ہر چیز آپ کو چھوٹی اور حقیر دکھائی دی۔

نفسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے عرش کو آٹھ سو ساٹھ قوائم پر پیدا کیا ہے اور ہر قائم (پایا) ساری دنیا کے برابر ہے۔ ایک پائے سے دوسرے پائے تک فاصلہ بہت تیز اُڑنے والے پرندے کی اسی ہزار سال کی پرواز کے برابر ہے۔ عقائق میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو اس صفت پر پیدا فرمایا تو اس میں عجب اور خود پسندی پیدا ہوئی یعنی اپنی عظمت پر اس کو فخر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک سانپ کا طوق ڈال دیا۔ اس کا سر سفید موتیوں کا اور اس کی آنکھیں زرد یاقوت کی اور اس کے دانت سبز زمرد کے اور اس کا جسم سُرخ سونے کا ہے اس کا طول سات لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے

ستر ہزار منہ ہیں۔ جب عرش نے اس کو دیکھا تو عرض کی اے میرے مولا تو نے اس کو کیوں پیدا کیا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا تاکہ تو اپنی عظمت بھول جائے اور تو صرف میری عظمت دیکھے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے عرش کے اُٹھانے والے فرشتے چار ہیں ان میں سے ہر فرشتے کا طول ستر ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کے قدموں کا طول اٹھارہ ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے ان میں ایک فرشتہ بنی آدم کی صورت پر ہے وہ بنی آدم کے لئے دعا کرتا ہے

اللھم ارحم بنی ادم ولا تعذبھم اے اللہ بنی آدم پر رحم کر اور ان کو عذاب نہ دے

دوسرا فرشتہ گدھ کی صورت پر ہے وہ کہتا ہے

اللھم ارحم الطیور ولا تعذبھم وادفع عنھم بردالشتاوحی الصف وادخلنی فی شفاعۃ محمد ﷺ

اے اللہ پرندوں پر رحم کر اور ان کو عذاب نہ دے اور اسے سردیوں کی سردی اور گرمیوں کی گرمی دور کر اور مجھ کو شفاعت حضور ﷺ میں داخل فرما۔

شارحِ بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بارگاہِ حق کے دیدار پُر انوار سے سرشار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے بیشمار راز و نیاز کی باتوں میں سے ایک یہ بھی ارشاد فرمایا چنانچہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا

این حاجت جبریل. (مواہب لدنیہ صفحہ ۲۹) محبوب! جبریل نے جو چیز آپ سے طلب کی تھی اس کا کیا ہوا۔

حضور اکرم ﷺ نے عرض کی اے رب تو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب! جبریل کی فرمائش کو میں ان لوگوں کے حق میں پورا فرماتا ہوں جو تیرے شرف صحبت سے مشرف ہوئے ہوں اور وہ جو اپنے دلوں میں تیری محبت رکھنے والے ہوں۔

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن جبرئیل پل صراط پر انہیں لوگوں کے کام آئیں گے جن کے دل میں حب نبوی ہے لیکن وہ لوگ جن کے دل حب نبوی سے محروم ہیں وہ اپنی قسمت پر ماتم کریں۔ کیا خوب فرمایا

جنت تو گھر ہے غلامانِ مصطفیٰ کا اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبو کا پھوٹا

خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

حل لغات

روش، رفتار، چال، طرز۔ بھبوکا، نور کا پتلا، بہت ہی گوراچٹا، لال انگارہ۔ پھوٹا، ٹوٹا، پھوٹ کی طرح نکلا یعنی زور زور سے بہہ نکلا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی رفتار کو جس نے سوچا تو اس کے دماغ میں ایک نور کا شعلہ پھوٹ پڑا۔ خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر میں نوری درخت روشن تھے۔

جلو میں جو مرغ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے

وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے

حل لغات

جلو (باگ لگام) وہ خالی گھوڑا جو سواری کے ساتھ صرف زینت کے لئے لے جاتے ہیں، زینت، ٹھاٹھ، ہمراہی۔ عجب، انوکھا، نیا عمدہ، نادر۔ تیور، آنکھ کا نور، چتون، آنکھ کی پتلی۔ دم، چڑھنا، سانس پھولنا۔ تیورانا، سر چکرانا، سر میں چکر آ کر آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہوا۔

شرح

مرغ عقل جو حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ چل پڑے تھے نہایت بُرے حالوں گرتے پڑتے رہے بالآخر سدرۃ المنتہٰی پر تھک کر رہ گئے اور حال یہ تھا کہ مرغِ عقل کا دم پھول گیا اور اس کا سر چکرا گیا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

جبریل علیہ السلام ہوں یا کوئی اور ملائکہ کرام ان کے سوا باقی دوسروں کی بھی کیا تھی اپنی رسائی تک تو حضور ﷺ کو سمجھتے رہے لیکن جب ان کی وسعتیں ختم ہوئیں پھر اظہارِ عجز وانکسار نہ کرتے تو کیا کرتے۔

معراج مافوق السموت

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر کی معراج کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پہ لیجانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شانِ نبوت سے بے خبری کی علامت ہے ورنہ یہ تو محققین کا مسئلہ ہے کہ عرش وکرسی اور لوح وقلم وغیرہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے نورِ اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے۔اسی حدیث پاک میں ہے

فالعرش والکرسی من نوری والکروبیون من نوری والروحانیون من الملائکة من نوری وملائکة السموت السبع من نوری والجنة ومافیها من النعیم من نوری والشمس والقمر والکواکب من نوری والعقل والعلم والتوفیق من نوری وروح الانبیاء والرسل من نوری والشهداء والصالحون من نتائج نوری. الحدیث (جواہر البحار سیدی النبہانی جلد۴ صفحہ ۲۷۷)

سیدی الوجود ﷺ نے فرمایا پس عرش، کرسی، کروبیوں، روحانیوں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے، جنت اور اس کی نعمتیں، سورج چاند ستارے، عقل، علم، توفیق، انبیاء اور رسل کی ارواح شہداء اور صالحین سب کے سب میرے نور سے ہیں۔

لہٰذا ان میں سے کوئی چیز بھی مصطفی ﷺ کے لئے باعث شرف وعروج نہیں ہو سکتی۔سیدی علامہ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انه علیه الصلوٰة والسلام یتشرف بها مدخل لابن الحاج. (جلد۱ صفحہ ۲۵۰)

تمام اشیاء آنحضرت ﷺ سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے۔

اور یہی حضرات فرماتے ہیں

الا تری الی ان افضل البقاع المواضع الذی ضم اعضاء الکریمة صلوٰت الله علیه وسلام (المدخل، جلد۱ صفحہ ۲۵۱)

اے ایمان والے تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے۔

بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درمختار نے تو تصریح کر دی ہے

ما ضم اعضاء ه علیه الصلوٰة والسلام فانه افضل مطلقاً حتی من الکعبة والعرش والکرسی. (درمختار جلد۱ صفحہ ۱۸۴)

جو جگہ آنحضرت ﷺ کے اعضاء شریفہ سے ضم کئے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی۔

لہذا سرورِ کائنات ﷺ کا براق پر سوار ہونا آپ ﷺ کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غیاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال ابن رحیہ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ اراد ان لا یخلی تربة فاضلة من مشھرہ ووطه قدمه فتمم تقدیس بیت المقدس بصلوة سیدنا محمد ﷺ. (المعراج الکبیر سیدی نجم الدین غیطی صفحہ ۱۳)

ابن رحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اس لئے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت ﷺ کی نماز سے پورا فرمایا اس طرح جہاں جہاں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ ﷺ نے ملاقات فرمائی سو یہ ان کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرورِ عالم ﷺ کے حق میں۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سببِ معراج جہاں سے حضور نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کی اشیاء کو معراج ہو گئی آپ نے صرف اور صرف ذاتِ حق تعالیٰ کے دیدارِ پُر انوار اور دیگر رموز و اسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے اس کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو رفرف والے فرشتے کے سپرد کیا۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ "تدلی" کا فاعل رفرف ہے اور "دنی" کے فاعل حضور اکرم ﷺ کے لئے رفرف نیچے اتر آئی حتیٰ کہ آپ اس میں بیٹھ گئے۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف فرمایا۔

(سیرتِ حلبیہ جلد ا صفحہ ۱۴۴)

ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی سواری براق یہاں تک پہنچ کر تھک گیا اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی آپ اس رفرف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے، ستر ہزار چاندی کے، ستر ہزار مروارید کے، ستر ہزار زمرد سبز کے، ستر ہزار یاقوت سرخ کے، ستر ہزار حجاب نور کے، ستر ہزار حجاب ظلمت کے،

ستر ہزار پانی کے، ستر ہزار خاک کے، ستر ہزار حجاب آگ کے، ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتا ہوا پردہ دارن عرش تک لے گیا وہاں ستر ہزار پردے دیکھے ہر پردے میں ستر ہزار زنجیریں تھیں اور ہر زنجیریں کو ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اُٹھا رکھا تھا کہ وہ فرشتے اس قدر رقد آور تھے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ستر ہزار سال کی راہ تھی اور یہ پردہ بعض مروارید کے بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتہ جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مروارید سعید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے نے اُٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش سے وراء ہے۔

نوٹ

صاحب نزہتہ المجالس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے جتنی روایات جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا۔

قوی تھے مرغان وہم کے پَر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

شرح

مرغانِ وہم کے پَر بہت بڑے قوی تھے لیکن اُڑنے کے بعد دم بھر میں ان کا حال یہ ہو گیا کہ سینے پر ایسی ٹھوکر لگی کہ ڈر اور خوف کا خون تھوکتے تھے۔

یہ پہلے شعر کی طرح ملائکہ کرام اور دوسرے جو اس واقعہ میں کچھ کچھ تصور کر سکتے ہیں سب کے عجز کے اظہار کا بیان ہے۔

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

شرح

بس اتنی معمولی سی دیر بعد سنا کہ عرشِ حق نے کہا کہ اے تاج والے محبوب ﷺ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے وہی

قدم مبارک پھر آئے جواس سے قبل تاج شرف سے مشرف تھے۔

عرش نشین

سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی الفتوحات المکیہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور ﷺ سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بے شک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔ اسی میں ہے

قد اختلف العلماء فی الاسراء اھل ھو اسرا واحد او اسراء ان مرۃ بروحہ وبدنہ یقظۃ بروحہ وجسدہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ثم منا ما من المسجد الاقصیٰ الی العرش فالحق انہ اسراء واحد بروحہ وجسدہ یقظۃ فی القصۃ کلھا والی ھذا ذھب الجمھور من علماء المحدثین والفقھاء والمتکلین

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو ایک بار روح بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح وبدن اقدس کے ساتھ۔ بیداری میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرشِ اعلیٰ تک بیداری میں روح وبدن اطہر کے ساتھ جمہور علماء محدثین وفقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب اسی میں ہے۔

المعاریج عشرۃ (الی قولہ) العاشر الی العرش — معراجیں دس ہوئیں دسویں عرش تک اسی میں ہے۔

قدورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرج بی جبرئیل الی سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مذلیہ علی مافی حدیث شریک کان فوق العرش

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میرے ساتھ جبرئیل نے سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کیا اور جبار رب العزۃ جل جلالہ نے دنیٰ وتدلی فرمایا تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا یہ تدلی بالائے عرش تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

علیہ یدل صحیح الاحادیث الدالۃ علی دخولہ ﷺ الجنۃ ووصولہ الی العرش او طرف العالم

كما سياتى كل ذالک بجسده يقظته

صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضورا کرمﷺ شب اسراء جنت میں تشریف لے گئےاورعرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک آگے لامکان ہےاور یہ سب بیداری میں جسم مبارک تھا۔

حضرت سید شیخ اکبرامام محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں

اعلم ان رسول اللهﷺ لما كان خلقه القرآن وتخلق بالاسماء وكان الله سبحنه وتعالىٰ ذكر فى كتابه العزيز انه تعالىٰ استوى على العرش طريق التمدح والثناء على نفسه اذا كانا العرش اعظم اجسام فجعل لنبيه عليه الصلوٰة والسلام من هذا الاستوىٰ نسبة على طريق التمدح والثناء به عليه حيث كان اعلىٰ مقام ينتهى اليه من اسرے به من الرسل عليهم الصلوٰة والسلام وذالک يدل على انه اسرىٰ به ﷺ بجسمه ولو كان الاسرا به رويا لما كان الاسرار ولا الوصول الى هذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعراب انكار على ذلک

رسول اللہﷺ کا خلق قرآن تھااور حضوراسماءِالٰہیہ کی خوخصلت رکھتے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفاتِ مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیبﷺ کو بھی اس صفت استویٰ علی العرش کے پَرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہﷺ کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استویٰ علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

یہ سن کر بیخود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا

پھران کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

حل لغات

دن پھرنا، نصیب جاگنا، مصیبت سے آرام نصیب ہونا۔

شرح

عرش الٰہی یہ سن کر بیخود ہو کر پکار اُٹھا قربان جاؤں میرے آقا کہاں ہیں پھر سے آپ کے قدموں کا بوسہ لوں یہ تو میری آنکھوں کے دن کے نصیب کھلے۔

اس شعر میں شاعر کی خوش بختی کا اظہار ہے وہ خوش کیوں نہ ہوتا جبکہ اس کے سر پر اس کے مرشد کے قدم مبارک

آ گئے ۔ یہ ذوق تو وہ سمجھے جو مرشد والا ہو جو بے مرشد ہوا سے کیا خبر ۔ اسے بس یہی کہا جا سکتا ہے

معذور دارمت که تو او ر اندیدہٖ

یاد رہے کہ دورِ حاضرہ میں سوائے اہل سنت کے اکثر فرقے حضور اکرم ﷺ کے کمالات ماننے میں نہ صرف کم ظرفی بلکہ بخل کر کے اپنی شقاوت پر مہر ثبت کر رہے ہیں ورنہ اسلاف صالحین اور اکابرین نے عرشِ معلیٰ پر تشریف لے جانے کی تصریح کی ہے۔

عرشِ معلی تک

امام قسطلانی شارحِ بخاری لکھتے ہیں کہ

لما انتھی الی العرش تمسک العرش باذیالہ (مواہب لدنیہ جلد۲ صفحہ ۲۴)

جب حضور اکرم ﷺ عرش پر پہنچے تو عرشِ الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول اللہ ﷺ مررت لیلۃ اسری بی برجل مغیب فی نور العرش . (زرقانی جلد۶ صفحہ ۱۰۶)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعی صعدت فی الفوقانیات الی سبع مائۃ الف عرش فقیل لی ارجع لا وصول لک الی العرش الذی عرج بہ محمد ﷺ (نبراس صفحہ ۴۷)

حضرت ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں روحانی پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا حتی کہ سات لاکھ عرش سے گزر گیا پھر مجھے کہا گیا اب تم واپس چلے جاؤ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے

حل لغات

مجرا، آداب۔

شرح

عرشِ اعلیٰ برائے ادب و تعظیم جھکا اور بزمِ بالا کے ملائکہ سجدے میں گرے عرشِ الٰہی آپ کے قدموں پر آنکھیں

مل رہا تھا اور بزم بالا کے ملائکہ آپ کے اردگرد قربان ہورہے تھے۔ اس شعر میں عرشِ مبارک پر پہنچنے کی کیفیت بیان ہورہی ہے کہ جونہی حضور اکرم ﷺ نے عرشِ بریں پر قدم مبارک رکھا کہ عرش قدموں پر گر گیا اور عالم بالا کے مکین صدقے اور قربان ہورہے تھے کیوں نہ ہو جب انہیں گھر بیٹھے مرشد کریم کی زیارت نصیب ہوگئی۔ (ﷺ)

نعلین بپائے حسین برعرشِ بریں

حضور اکرم ﷺ نعلین سمیت عرش بریں پرتشریف لے گئے۔ اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں

(۱) جب سرورکونین ﷺ عرشِ بریں پر پہنچے تو جنابِ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب ﷺ آگے چلے جاؤ تب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرشِ مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی کہ آیئے میرے حبیب اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تا کہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یا الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا

فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۲)

تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلا آؤں تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طورِ سینا کی خاک اس کے قدموں میں لگے اور موسیٰ السلام کی شان بلند ہو اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تا کہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۴۸۷)

(۲) امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا کہ

عرش است کمین پایه زایوان محمد — عرش حضور اکرم ﷺ کے ایوانِ نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے۔

فائدہ

جس کے ایوانِ نبوت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو وہ اگر نعلین پاک سے اس پایہ کو شرف فرمائیں تو کیا بعید ہے کسی شاعر نے کہا

نعلین پائے اورابر عرش گونگا کن — جاهل که درنیاید معنی استواء را

آپ کی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل استواء علی العرش کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا

جب قریب عرش پہنچے شافع روزِ جزاء دل میں خیا ل آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا

پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفیٰ

عرض کی محبوب نے اے خالق جن وبشر کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر

حکم موسیٰ کو ہوا نعلین یا نہ طور پر حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین یا آؤ ادھر

پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو

تیرے صدقے عرش پیدائم ہمارے نورہو بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغِ نور ہو

(۳)نعلین بپا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ آپ نے نعلین اتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریئے علماءِ سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہرالبحار فی فضائل النبی المختارﷺ)

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔جیسا کہ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رباعی ہے

علیٰ رؤس ھذا لکون نعل محمد علت فجمیع الخلق تحت ظلاله

ندی الطور موسیٰ نودی اخلع واحد علی العرش لم یؤذن بخلع نعاله

حضرت رسول اللہﷺ کی نعلین مبارک کی شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفیٰﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

قال بعض اکابر الصوفیة مجیبا عن ذالک ان رسول اللهﷺ لما خاطبه الله تعالیٰ عرق لعظیم الهیبة حتی تنازل الجزء البشری من جسده الشریف حتی صار کالنعلین فی رجلیه فهم رسول اللهﷺ ان یخلعهما فنا ده الله تعالیٰ لاتخلع الی اخره وذالک لانه لوخلعهما صار نوراً روحانیاً لاینزل الی الارض والله سبحانه وتعالیٰ اراد نزوله لیدعولتوحیده فانهم فان هذا من الاسرار الخفیة التی ما اطلع علیها الا الخواص من الاولیاء رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین.

(جواہرالبحار فی فضائل النبی المختارﷺ صفحہ ۲۱۴)

اس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر صوفیاء نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے (ان سے پوچھا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور ﷺ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریئے) تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آ گیا حتیٰ کہ آپ کی بشری جزء کی طرح ہوگئی پس حضور اکرم ﷺ نے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آپ جوتا نہ اتاریئے اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ اس کو اتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تا کہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اے مخاطب اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ نے تفسیر روح البیان پارہ ۱۶ تحت آیت "فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ" لکھتے ہیں کہ

وقيل للحبيب تقدم علىٰ بساط العرش بنعليک ليتشرف العرش بغبار نعال قدميک ويصل نور العرش بغبار نعال قدميک ويصل نورالعرش يا سيد الكونين اليک.

محبوب (علیہ السلام) کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نعلین مبارک سمیت آیئے تا کہ عرش آپ کے جوڑے مبارک کے غبار سے مشرف ہو کر عزت پائے اور بلاواسطہ عرش کا نور آپ تک پہنچ سکے۔

اس کے بعد یہی امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ مقامِ محمدی مقام موسوی سے از بس بلند ہے اسی لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا اس لئے کہ بادشاہوں کے دربار میں غلام پابرہنہ حاضر ہوتے ہیں اس کے برعکس حضور اکرم ﷺ کو نعلین اتارنے کے بجائے عرش پر جوڑے سمیت تشریف لے گئے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بهشت میں جوڑے سمیت

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہشت میں جوتے سمیت موجود ہونا بتاتا ہے کہ غلام اگر بہشت کو جوتے سمیت جاسکتے ہیں تو آقا ﷺ بطریق اولیٰ جوڑے سمیت عرشِ معلیٰ پہ جاسکتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جوڑے کی تصریح عرشِ معلیٰ پہ آقا ﷺ کے جوڑے سمیت تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور روایت نعلین بپا برعرش کا انکار

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے نعلین مبارک سمیت عرش پہ جانے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ روایت کو بے سند بتایا ہے۔روایت کو بے سند کہنا نفس مسئلہ سے کب انکار لازم آتا ہے ہاں اگر کسی کے پاس صریح انکار یا اقرار کا حوالہ ہو تو فقیر کو بھیجئے تاکہ اسے اپنے رسالہ عرشیہ کی زینت بنایا جا سکے۔

ایک اور حوالہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے صریح انکار واقرار کا مجھے علم نہیں البتہ آپ کے معاصر ومحبّ بلکہ خوش عقیدت حضرت علامہ نور بخش توکلی قدس سرہ کی تائید سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا صریح کہیں نہیں ورنہ مولانا توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خلاف کبھی نہ کرتے۔

عرش پر مع نعلین

حضرت مولانا نور بخش رحمہ اللہ نے لکھا کہ شب معراج جب حضور اکرم ﷺ عرش پر تشریف لے گئے تو بقولِ صوفیہ کرام باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ نعلین سمیت عرش کو شرف بخشئے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے

الطور موسیٰ نودی اخلع واحمد علی العرش یؤذن بخلع نعالہٖ.

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۱۱ تاج کمپنی لاہور)

طور کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی کہ جوتا اتاریئے اور حضرت احمد ﷺ کو عرش پر جوتا اتارنے کی اجازت نہ ملی۔

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں

حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

حل لغات

ضیاء،روشنی،جگمگاہٹ،نور۔قندیل،ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔جھلملانا،چراغ یا ستارے کا کم کم چمکنا۔اپنا منہ دیکھنا،شرمندہ ہونا،کچھ نہ بن پڑنا۔

شرح

عرش الٰہی پر نور کی جگمگاہٹ کچھ اتنی تیز روشن تھیں کہ تمام قندیلیں بیچاری کیا چمکتیں تمام روشنائیاں اپنا منہ تکتی رہ

گئیں۔

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

حل لغات

سماں، زمانہ، وقت، موقعہ، محل، لطف، اچھی فصل، جوبن۔ پیک (فارسی بفتح پا رفارسی) ہرکارہ، قاصد۔ حضرت، جناب، قبلہ، حضور۔ کشادہ، کھلا ہوا۔ کلیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب۔

شرح

یہی سماں تھا کہ رحمت کا قاصد خبر لایا کہ حضرت تشریف لے چلئے آپ پر وہ تمام راستے کھلے ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے "اَرِنِیۡ (دیدار ہو مجھے) کی آرزو کی اللہ تعالیٰ نے "لَنۡ تَرٰنِیۡ" کہہ کر ان سے دیدار کی نفی فرمادی لیکن یہاں دیدار کے تمام راستے کھول دیئے۔

جب رفرف بھی بہت سے نورانی حجابات و مقامات طے کرا کے رخصت ہوگیا حضور اکرم ﷺ دربارِ عالی میں تنہا جانے والے تھے بالآخر تمام حجابات اُٹھ گئے اور آواز "ادن منی" سے نوازے گئے۔

فائدہ

موسیٰ علیہ السلام کی آرزو کے بعد گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تو دکھانے کو تیار ہیں مگر تمہاری آنکھوں میں وہ استعداد ہی نہیں کہ تم ہمیں بے حجاب دیکھ سکو کیونکہ ہمیں بے حجاب دیکھنے اور عین ذات کا مشاہدہ کرنے کی طاقت وصلاحیت تو صرف ایک ہی آنکھ میں ہے اور وہ آنکھ ہے میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ایک آسمان سے تجلی فرمائی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس آسان سی تجلی کے بھی متحمل نہ ہوسکے۔

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
لیکن محبوبِ رب العالمین نے حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر عین ذات کا مشاہدہ کیا

موسیٰ زھوش رفت بہ یک جلوہ صفات　　　　تو عین ذات می نگری در تبسمی

موسیٰ علیہ السلام ایک جلوہ صفاتی سے بیہوش ہوگئے آپ عین ذات کو دیکھتے رہے اور تبسم بھی فرماتے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا گریہ

ہم ابتداءِ معراج میں لکھ آئے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ آپ نے چھٹے آسمان کو شرفِ قدوم بخشا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے ان کو سلام کہا اور مرحبا کہا جب آپ ان سے آگے گذرے تو وہ رونے لگے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا میرے بعد ایک نوجوان مبعوث ہوا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

ازالہ وہم

اس سے بعض کوتاہ اندیشوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام حسد سے روئے یہ غلط ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام حسد کیا ہر عیب سے پاک ہیں بلکہ حضرت موسیٰ کا رونا اپنی امت کی کوتاہی پرغم اور افسوس کھانے سے تھا اس لئے کہ پیغمبر آخرالزمان ﷺ کا اپنی امت میں قیام قلیل ہے مگران پر ایمان لانے والے اور پیروی کرنے والے اتنے ہوئے کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے اور میرا قیام اپنی امت میں بہت زیادہ رہا لیکن میرے پیروکار بہت کم اور وہ بھی میرے بعد اکثر گمراہ ہوگئے اور آپ کے پیروکاروں میں تا قیامت استقامت ہوگی علاوہ ازیں میری امت جنت میں داخل التعداد ہوگی اور آپ کی امت جنت میں داخل ہوگی جس کا شمار امکان سے باہر اسے غبطہ کہا جاتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے فرمایا اور حسد حرام ہے لیکن غبطہ (رشک) جائز ہے۔

فائدہ

موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو بوجہ کم سنی کے غلام کہا ہے اس لئے کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ نوجوان تھے اس کے متعلق مزید سوالات و جوابات فقیر نے ''معراج المصطفیٰ ﷺ'' اور ''تفسیر فیوض الرحمٰن پارہ ۱۵'' میں لکھ دیئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج موسیٰ علیہ السلام سے جب میں گزرا تو مجھ سے تمام انبیاء علیہم السلام کے تختی سے پیش آئے لیکن جب واپس لوٹا تو تمام انبیاء علیہم السلام سے بہت زیادہ خیرخواہ تھے اے میرے امتیو موسیٰ علیہ السلام تمہارے لئے بہترین سفارشی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام و امام غزالی رحمہ اللہ کا دلچسپ مکالمہ

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ ''علماء امتی

کانبیاء بنی اسرائیل آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافۂ الفاظ "برکاتہ ومغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا

وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۷)

اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۸)

یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ادب یا غزالی" ادب کرو اے غزالی۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

صاحب نبراس شارح عقائد نسفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب نبراس شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں امام قطب زمان ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ فخر فرمارہے ہیں کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار کرتے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ان کو کوڑے لگائے جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا۔(نبراس صفحہ ۳۸۸)

امام غزالی کے اسی واقعہ کو امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب حزب البحر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح نقل فرمایا

میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سوگیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور فوج در فوج مخلوق کا اژدہام ہونا شروع ہوا۔میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے؟ معلوم ہوا کہ تمام رسل وانبیاء علیہم السلام حضور سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں منصور حلاج کی سوءِ ادبی کے بارے میں شفاعت کے لئے حاضر ہورہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تنہا رونق افروز ہیں اور تمام انبیاء علیٰ نبینا علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں میں وہاں ٹھہر گیا اور ان مقدس حضرات نے حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا حضور آپ نے فرمایا ہے کہ "علماءِ امت بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہے" تو آپ ان میں سے کوئی ایک عالم دکھائیں۔حضور اکرم ﷺ

نے ان سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے دس جواب دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے ایک سوال کا ایک جواب دینا تھا آپ نے دس جواب کیوں دیئے؟ امام غزالی نے عرض کیا حضور (معاف فرمائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔

وَ مَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۷)

اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

آپ نے اس کے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے علاوہ میرے اور کام بھی اس سے سرانجام ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا کہ یہ میری لکڑی ہے۔ امام شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور اکرم ﷺ تنہا تخت پر جلوہ افروز ہیں اور تمام رسل وانبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، نوح نجی اللہ علیہ السلام، عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سب حضور اکرم ﷺ کے سامنے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت اور جلالت محمدی کا مظاہرہ ہے میں سوچ بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں (بحالت خواب) حضور ﷺ کی قدر ومنزلت پر متعجب تھا کہ ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت مسجد اقصیٰ کی قندیلیں روشن کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے؟ یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا میں نے اس منتظم مسجد اقصیٰ کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۷۵)

سوال

امام غزالی نے موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لاجواب کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ محض اس لئے پیدا ہوا کہ مکالمہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیثیت ملحوظ نہ رہی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بحیثیت ممتحن تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے امتحان دینے والے طالب علم کی حیثیت سے کھڑے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ امتحان سوال فرمایا اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا صحیح جواب دے دیا۔

اگر کوئی طالب علم ممتحن کے سوال کا صحیح اور معقول جواب دے دے تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ممتحن کو

لاجواب کردیا بلکہ اس طالب علم کو کامیاب کہا جائیگا لہٰذا امام غزالی کے متعلق یہ کہنا غلط بلکہ قطعاً غلط ہوگا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کردیا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ کلیمی میں امتحان دے کر خود کامیاب ہو گئے۔

سوال

واقعی قاعدہ بھی چاہتا ہے کہ سوال جواب کے مطابق ہو اور ایک سوال کے متعدد جوابات بظاہر خلافِ اصول ہیں ایسی صورت میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوابات اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جوابات محلِ نظر ہو جائیں گے۔

جواب

اس شبہ کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جواب کا سوال کے مطابق ہونا یقیناً ضروری ہے لیکن جوابات کا تعدد مطابقت کے خلاف نہیں البتہ یہ سوال ضرور ہو سکتا ہے کہ ایک سوال کے کئی جواب دینے میں کیا حکمت ہوگی؟ جس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی حکمت کلام کو لمبا کرنا ہے تاکہ شرفِ مکالمہ زیادہ دیر تک حاصل ہوتا رہے۔ گویا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ اے کلیم اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے سوال کیا تھا کہ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کو اپنے لئے باعث عزت وافتخار جانا اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام فرما کر مجھے اپنا کلیم بنایا لہٰذا ایک سوال کے کئی دے کر کلام کو لمبا کردوں تاکہ لذتِ مکالمہ دیر تک حاصل ہوتا رہے علیٰ ہذا القیاس۔ اے کلیم الٰہی جب آپ نے مجھے مخاطب فرما کر سوال فرمایا تو آپ کے خطاب کو میں نے اپنے لئے باعث صد عزت وافتخار جانا اور یہ محسوس کیا کہ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ خدا کے کلیم سے ہم کلام ہو رہا ہوں آپ نے کلیم اللہ ہونے پر فخر کیا اور میں نے کلیم اللہ کے کلیم ہونے کو موجب شرف جانا اور لذتِ مکالمہ سے زیادہ دیر تک کیف اندوز ہونے کے لئے کلام کو لمبا کر دیا۔

بڑھا اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مجد

نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

حل لغات

قرین، قریب، پاس، ملا ہوا۔ مجد، ہمچو محمد بزرگی والے۔

شرح

اے محبوب محمدﷺ آگے بڑھیئے اور قریب ہو جایئے اے محبوب احمدﷺ قریب آیئے اے سردار دو جہاں اور بزرگی کے نشان والے حبیب تشریف لایئے۔

میں قربان جاؤں یہ کیسی پیاری ندا تھی اور یہ کیسا محبوب سماں تھا اور کیا ہی عجیب وغریب مزے تھے۔

فعند ذلک ناداني مناد بلغة أبي بكر قف إن ربك يصلي فبينا أنا أتفكر في ذلك فأقول هل سبقني أبو بكر؟ فإذا النداء من العلي الأعلى، ادن يا خير البرية، ادن يا محمد ادن يا محمد، ليدن الحبيب

کسی آواز دینے والے نے ابوبکر کی زبان میں مجھے آواز دی ٹھہریئے آپ کا رب صلوٰۃ فرما رہا ہے میں اسی خیال میں تھا کہ ابوبکر نے کیا مجھ پر سبقت کی کہ علوِ اعلیٰ سے ندا آئی اے خیر البریہ قریب آیئے، اے احمد اے محمدﷺ قریب آیئے، حبیب کو نزدیک آنا چاہیے۔

بڑھا اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مُمجد   نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

پھر شاہد مستورازل نے چہرہ سے پردہ اُٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے پیغام دیئے اور آپ قریب خاص سے فائز ہوئے جن کی لطافت ونزاکت بار الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

حضور اکرمﷺ نے فرمایا

راءیت ربی فی احسن صورۃ فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السموت والارض. (مشکوٰۃ صفحہ ۷۰)

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو بہت اچھی صورت میں دیکھا پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنے دست قدرت کو رکھا پس میں نے اس سے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

دیدارِ الٰھی

اس بارے میں صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین کا اختلاف ہے۔ جمہور کا عقیدہ ہے کہ شب معراج دیدارِ الٰہی سر مبارک کی آنکھوں سے ہوا۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی آنکھ سے رؤیت الٰہی کی۔ (شفاء شریف)

(۲) ابن اسحاق ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف

ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے پوچھے کہ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا فرمایا ہاں اور ان سے یہی زیادہ مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا یہ ان سے متعدد طریقوں سے مروی ہے۔

(۳) فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت سے اور حضور اکرم ﷺ کو رویت سے خاص فرمایا ان کی دلیل میں یہ فرمانِ الٰہی ہے کہ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ اَفَتُمٰرُوْنَه عَلٰى مَا يَرٰى ○ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○

(پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۱ تا ۱۳)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔

(۴) عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے تھے کہ یقیناً حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ ابو عمر طلمنکی نے عکرمہ سے اس کو روایت کیا اور بعض متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کیا ہے۔

(۵) ابن اسحاق بیان کرتے ہیں مردان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا ہاں۔

نقاش نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کا قائل ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا یہاں تک ان کا سانس ختم ہو گیا یعنی امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔

(٦) ابن عطاء سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۱)

کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضور کا شرح صدر رویت الٰہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر کلام ہے۔

ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور فرمایا ہر نشانی جو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کو دی گئی بلا شبہ اس کی مثل ہمارے نبی ﷺ کو دیا گیا اور ان میں رویت الٰہی سے فضیلت دے کر خاص کیا۔

(۷)اور دی فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی رویت کو موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے مابین تقسیم فرمایا ہے پس حضور اکرم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام فرمایا۔

(۸)ابوالفتح رازی اور ابواللیث سمرقندی کعب احبار سے حکایت نقل کرتے ہیں جو عبداللہ بن حرث سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دفعہ جمع ہوئے تب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہم بنو ہاشم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا۔کعب نے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑوں نے اس کا جواب دیا اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو حضور اکرم ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم کر دیا پس موسیٰ علیہ السلام سے تو کلام کیا اور حضور اکرم ﷺ کو آپ کے قلب کے ساتھ دیدار کرا دیا۔

(۹)شریک حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۃ کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حل لغات

تبارک اللہ، برکت والا ہے اللہ تعالیٰ۔زیبا،خوشنما،آراستہ،مناسب۔بے نیازی، بے پرواہی۔لن ترانی،تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا،اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمنائے زیارت بے پردہ پر جواب دیا ویسے عام طور پر شیخی اور بڑائی پر بھی استعمال ہوتا ہے۔تقاضا،طلب،مانگ،تاکید،بار بار مانگنا۔وصال، ملاقات، ملنا، ملاپ،انتقال۔

شرح

اللہ برکت والا کیا ہی تیری عجیب شان ہے تجھی کو ہی مناسب ہے بے نیازی کہیں تو موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے لن ترانی کے جوش تھے اور کہیں حبیب پاک شہ لولاک ﷺ کے وصال "ادنی منی یا حبیب (ﷺ)" کے تقاضے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے علوشان کا اظہار ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے "لن ترانی فرما" کر دیدار سے روک دیا لیکن یہاں یہ حال ہے کہ محبوب ﷺ کو بڑی شان وشوکت سے بلایا جارہا ہے اور وصال کے لئے تقاضے ہی تقاضے۔

کلیم و حبیب کا فرق

کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ اس کی رضا چاہتا ہے،کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ کی رضا چاہتا ہے،کلیم وہ ہے جو خود چل کر طور پر آتا ہے اور رب سے مناجات کا شرف پاتا ہے اور حبیب وہ ہے

ینام علی فراشه فیاتی به جبرائیل

جو بستر ناز پر جلوہ فرما ہوتا ہے اور رب العالمین کا پیامی جبرائیل قدم محبوب چوم کر عرض کرتا ہے اے محبوب رب تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے چلئے براق برق رفتار تیار ہے ملائکہ ہیں اور نوریوں کا ہجوم ہے۔

خرد سے کہہ دو سر جھکا لے گماں سے گذرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

حل لغات

خرد، عقل، دانائی، سمجھ بوجھ۔یاں، یہاں۔لالے پڑنا (ہندی) حسرت ہونا، تمنا ہونا، آس ٹوٹنا، مصیبت میں پھنسنا، مشکل پڑنا۔

شرح

خرد سے کہو کہ وہ سر جھکائے سر تسلیم خم کرلے گزرنے والے محبوب ﷺ وہم و گمان کی حدوں سے آگے گذر گئے تشریف لے گئے۔ یہاں تو جہت مصیبت میں پھنسی ہے وہ کیا اور کسے بتائے کہ وہ محبوب خدا سرورِ انبیا ﷺ کدھر گئے۔

سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

حل لغات

سراغ، کھوج، پتہ، نشان۔این، کہاں۔متیٰ، کب۔کیف، کیسا۔الیٰ تک، یہ تمام حروف اسمائے ظروف ہیں مکان کی مسافت کی انتہا وغیرہ کے متعلق سوال و جواب کے لئے آتے ہیں۔راہی، راہ گیر، مسافر۔ساتھی، ہمراہی، ہم سبق، مددگار۔مرحلہ، منزل کی جگہ، درجہ، مرتبہ۔

شرح

وہاں این و متیٰ (کہاں اور کب) کا نشان کہاں تھا وہاں کیف و الیٰ (کیسے اور کہاں تک) کہاں۔ وہاں نہ کوئی راہی اور نہ

کوئی ساتھی اور نہ ہی منزل کی کوئی علامت اور نہ ہی وہاں مراحل کا تصور اور گمان ۔

امام احمد رضا اپنے شعر کے خود شارح

اس شعر کی شرح امام اعلیٰ حضرت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم سے ملاحظہ ہو جو آپ نے حاشیہ تکمیل الایمان میں ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

عسریت من حرم لیلا الی حرم — کما سری البدر فی داج من الظلم

وبت ترقی الی ان نلت منزلة — من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم

خفضت کل مقام بالاضافة اذ — نودیت بالرفع مثل المفرد العلم

فخرت کل فخار غیر مشترک — وجزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظّمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترک غایة للساع الی السبق من کمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود وقیام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک الی مقام قاب قوسین او ادنی فاوحی الیک ربک ما اوحی

یعنی حضور نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب وقوسین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب

نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

امام ہمام ابو عبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القرٰی میں فرماتے ہیں

وترقی به الی قاب قوسین　　　　وتلک السیادة القعسا

رتب تسقط الاما فی حسرای　　　　دونها ماوراهن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القرٰی میں فرماتے ہیں

قال بعض الائمة والماریج لیلة الاسراء عشرة، سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتهٰی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی، نویں مستوی، دسویں عرش تک۔

سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا

قال الشهاب المکی فی شرح همزیة لامام بوصیری عن بعض الائمة ان المعاریج عشرة الیٰ قوله والعاشر الی العرش والرؤیة

فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے منقول ہے کہ معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے

لما اعطی سلیمٰن علیه الصلوٰة والسلام الریح التی غدوها شهر ورواحها شهر اعطی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم البراق فحمله من الفرش الی العرش فی لحظة واحدة واقل مسافة فی ذٰلک سبعة الاف سنة وما فوق العرش الی المستوی والرفرف لایعلمه الا الله تعالیٰ

جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی ﷺ کو براق عطا ہوا

کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستویٰ ورفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

اسی میں ہے

لما اعطی موسیٰ علیه الصلوٰة و السلام الكلام اعطی نبینا ﷺ مثله لیلة الاسراء وزیادة الدنو والرویة بعین البصر وشتان مابین جبل الطور الذی نوجی به موسیٰ علیه الصلوٰة والسلام موما فوق العرش الذی نوجی به نبینا ﷺ

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی ﷺ کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیارت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی ﷺ سے کلام ہوا۔

اسی میں ہے

رقیه ﷺ ببدنه یقظة بمكة لیلة ولاسراء الی السماء ثم الی سدرة المنتهی ثم الی المستوی الی العرش والرفرف والرویة

نبی ﷺ نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہٰی، پھر مقام مستویٰ، پھر عرش ورفرف و دیدار تک۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیماتِ افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

الاسراء به ﷺ علی یقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم عرج به الی السمٰوٰت العلی ثم الی سدرة المنتهٰی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف

نبی ﷺ کو معراج بیداری میں بدن ورُوح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستویٰ، پھر عرش ورفرف تک۔

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے

رقیه ﷺ لیلة الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء الله تعالیٰ لكنه لم یجاوز العرش علی الراجح

حضور سید عالم ﷺ کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے

المعاریج لیلۃ الاسراء عشرۃ سبعۃ فی السمٰوٰت والثامن الی سدرۃ المنتھٰی والتاسع الی المستویٰ والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عند اھل المعاریج

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوی، دسویں عرش تک مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے

بعد ان جاوز السماء السابعۃ رفعت لہ سدرۃ المنتھٰی ثم جاوزھا الی مستویٰ ثم زج بہ فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرۃ کل حجاب خمسمائۃ عام ثم دلی لہ رفرف اخضر فارتقی بہ حتی وصل الی العرش ولم یجاوزہ فکان من ربہ قاب قوسین او ادنٰی

جب حضور ﷺ آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانچ سو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

تحقیق رضوی

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لامکان ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو حضور اقدس ﷺ جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لئے کہ تمام امکن کا

احاطہ فرمالیا اور کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں

لیس الرجل من یقیده العرش وما حواه من الافلاک والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الی خارج هذا الوجود کله وهناک یعرف قدرعظمة موجده سبحنه وتعالی

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک و جنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

مزید تفصیل شرح حدائق جلد دوم میں ملاحظہ ہو۔

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا

جلال وہیبت کا سامنا تھا جمال ورحمت اُبھارتے تھے

حل لغات

پیہم، لگاتار، برابر، متواتر۔ جلال، بزرگی، شان وشوکت، رعب وادب۔ ہیبت، خوف، دہشت، رعب۔ اُبھارنا، سہارا دینا، اکسانا، اونچا کرنا۔

شرح

ادھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بار بار تقاضے تھے کہ آیئے حبیب (ﷺ) لیکن یہاں (حبیب ﷺ) کی طرف سے از راہ ادب قدم بڑھانا مشکل محسوس ہو رہا تھا کیونکہ جلال وہیبت حق کا سامنا تھا اور ساتھ ہی جمال ورحمت کے سہارے بھی تھے جس کی وجہ سے آگے بڑھنے کی امیدیں بڑھیں۔

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیاء سے جھکتے ادب سے رکتے

جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

حل لغات

جھجکنا، چونکنا، بھڑکنا، خوف کھانا، شرم یا خوف سے آنکھ بند کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ آگے بڑھے لیکن آنکھیں بند کر کے اور شرم وحیاء کا پیکر بن کر پھر حیاء سے بارگاہ حق میں کبھی جھکتے اور کبھی ادب سے رک جاتے جو اس ذات کی روش اور طریقہ پر قرب تھا اس کے درمیان بھی لاکھوں منزلوں کے فاصلے تھے۔

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلے کے سلسلے تھے

حل لغات

تنزل، اترنا، گھٹاؤ، کمی۔ دنی، تدلی، آیت کا اقباس ہے نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔

شرح

لیکن محبوبِ خدا ﷺ کا بڑھنا تو صرف لفظاً تھا اور نہ حقیقتاً یہ فعل ادھر (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے تھا یہاں (حبیب خدا ﷺ) کی طرف سے تنزلوں میں بھی ترقی افزاء منازل تھیں کیونکہ یہ "دنیٰ فتدلیٰ" کے سلسلے تھے جہاں کے تنزلات بھی ہزاروں ترقیات سے بلند و بالا ہیں۔

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحرِ ہو میں اُبھرا

دنیٰ کی گودی میں اُن کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیئے تھے

حل لغات

بجرا، انگ، ایک قسم کی بڑی خوشنما کشتی (بحری جہاز) تموج، لہریں اُٹھنا، جوش۔ ہو، خدا تعالیٰ کا اسم ذات، اصطلاح صوفیہ میں ھو سے مراد ذات بلا اعتبار صفات وظہور یعنی با بحیثیت ظہور حق سبحانہ کا نام ہے جہاں کسی صفت وظہور کو دخل نہیں ہے یہ نقطہ ذات کا اسم ہے اس کے ذکر سے سالک کی صفات بشریہ فنا ہو جاتی ہیں اور جملہ اعتبارات غیریت زائل ہو جاتے ہیں اور بجز ہستی حق سبحانہ کے کچھ باقی نہیں رہتا اسی لئے یہ اسم جلالی ہے خواص اولیائے سالکین اس کا ذکر کرتے ہیں۔

دنیٰ مقام دنیٰ فتدلیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ گودی، کنار، بغل، کولی۔ لنگر اُٹھانا، کشتی یا جہاز کا چلنا۔ لنگر، جہاز یا قافلہ کا ٹھہرنا، ناؤ یا جہاز کے ٹھہرے کا رسہ یا رسے میں بندھی ہوئی کوئی بھاری چیز۔

شرح

اس کا سلسلہ تو آخر کیا پہنچتا بالآخر ایک بے مثال کشتی بحر ھو کی موج میں ابھری جو حضور اکرم ﷺ کو دنیٰ کی گود میں لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیئے۔

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا

بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

حل لغات

گھاٹ، دریا یا تالاب وغیرہ کا کنارہ، دریا سے پار، اترنے کا مقام۔ طرارا، چوکڑی، چھلانگ۔

شرح

اس گھاٹ کا کنارہ کسے ملے کسی کو کیا ملے کہ حضور اکرم ﷺ کدھر سے گزرے اور اللہ نے آپ کو کہاں اتارا۔ نگاہ جب نظارہ کے لئے اُٹھی تو خود حضور اکرم ﷺ اپنی آنکھوں سے چھپ گئے تھے۔

اُٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے

وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

حل لغات

قصر، محل وغیرہ۔ دنیٰ، مقامِ دنیٰ، فتدلیٰ کی طرف اشارہ یعنی حق تعالیٰ کے قربِ خاص کا مرتبہ۔ دوئی، دو سمجھنا، فرق، جدائی۔ ارے، حرفِ نداء، تعجب ظاہر کرنے کے لئے جیسے ارے کیا ہوا۔

شرح

اُٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے اس لئے کہ وہاں تو دوئی کی جگہ ہی نہیں تو پھر کوئی کیا خبر دے ہاں یہ بھی نہ کہہ کہ وہ نہ تھے۔ ارے اے (بندۂ خدا) وہ تھے یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ ہی تھے۔

فائدہ

اس شعر میں دوئی کی نفی اللہ اور رسول (جل وجلالہ ﷺ) کے ماسوا کی نفی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی ملاقات کے وقت سرورِ عالم ﷺ ہی تھے۔ یہ شعر ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے وہ حدیث شریف یہ ہے

لی مع اللہ وقت فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل

میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں نہ کسی ملک مقرب کو گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ وگل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

حل لغات

گرہ، گانٹھ، بندھن، جیب، گچھا۔کلیوں، کلی بن کھلا پھول، غنچہ۔تکمے، تکمہ کی جمع، گھنڈی، گریبان کا حلقہ۔

شرح

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ اب غنچہ وگل کا فرق بھی اُٹھ گیا جیب میں باغ پھولے اور اس جیب کے تکمے بھی پھولوں کے تھے۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حل لغات

محیط، گھیرنے والے، گھیرا۔ چکر، مرکز، کسی چیز کے کھڑا کرنے کی جگہ، بیچوں بیچ، صدرِ مقام، وہ آڑی لکیر جو کاف یا گاف پر کھینچی جاتی ہے، کیپسلی، دھری اور اصطلاح میں دائرہ کے اندر وہ نقطہ جس سے محیط تک جتنے سیدھے خط کھینچے جائیں وہ سب باہم برابر ہوں۔ فاصل، جدا کرنے والے۔ خطوط، خط کی جمع لکیر جس میں طول ہو عرض اور عمق نہ ہو۔ جیسے واصل، ملنے والا، شامل ہونے والا، وصول ہونے والا۔ کمانیں، کمان کی جمع وہ آلہ جس سے تیر چلاتے ہیں، دھنش، آسمان کے ایک برج کا نام، دائرہ کا کوئی حصہ۔ دائرے، دائرہ کی جمع حلقہ، کنڈل۔ چکر، حرفوں کی گولائی۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے۔

م مرکز ہے اور ب، ج محیط ہے۔ ا، د، ب، ج خطوط واصل۔ معراج کے بیان میں قرب کا ذکر کس خوبی سے جیومیٹری کی اصطلاحات اور وہ خاص کیفیت جسے لیمیٹنگ پوریشن کہتے ہیں کا نقشہ کھینچتے ہیں بغیر ریاضی کے علم کے اس طرح کا بیان کسی علم کے ذریعہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ ان اشعار سے حضرتِ رضا کی تبحر علمی، ریاضی و سائنس میں ان کی مہارت اور ان کی شاعرانہ فنکاری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

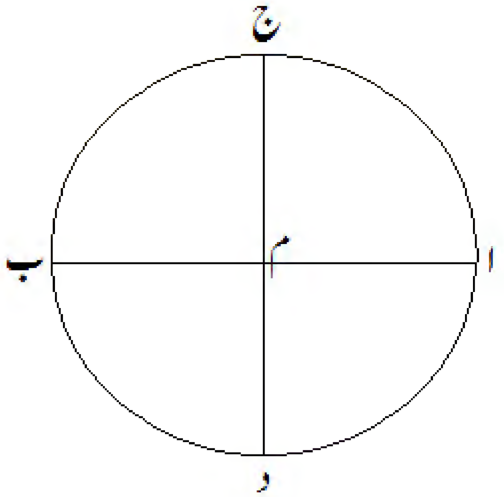

معارف رضا کراچی ۱۴۱۶ھ

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

حل لغات

حجاب، پردہ۔ وصل، وصال، فرقت، جدائی۔ جنم، پیدا ہونا، عادت۔ بچھڑے، جدا ہونے والا۔

شرح

رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابات اُٹھنے میں لاکھوں پردے تھے اور ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے عجیب و غریب گھڑی تھی کہ اُس وقت وصال و فراق جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے کلام کو سمجھنے کے لئے علم و عقل اور عشق رسول ﷺ کا ہونا ضروری ہے ورنہ قدم قدم پر ہزاروں ٹھوکریں کھانی پڑیں گی چونکہ میرا موضوع یہ نہیں کہ کس نے کہاں تک اور کیوں ٹھوکر کھائی۔ ایک نمونہ اس شعر کے ٹھوکر کھانے والے دیوبندی فضلاء کا حال ملاحظہ ہو۔ دھماکہ نامی کتاب میں فضلائے دیوبندی نے ''جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے'' خدا و مصطفیٰ کو بنادیا۔ (جل جلالہ و ﷺ) حالانکہ اس سے مراد خدا و مصطفیٰ نہیں بلکہ وصل و فرقت ہیں۔ (جل جلالہ و ﷺ) اب مطلب یہ ہوا کہ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔ اس میں جب خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ و ﷺ) کا ذکر اقدس ہوا ہی نہیں تو خدا تعالیٰ کی طرف لفظ جنم کی نسبت اور خدا

ومصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کا گلے ملنا کہاں سے ثابت ہو گیا یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جو فرمایا ہے وہ فضلائے دیوبند نے سمجھا ہی نہیں اور افتراء کیا کہ اعلیٰ حضرت نے وہ کہا۔ دیوبندیوں کیا اس بل بوتے پر اعلیٰ حضرت پر تنقید کرنے نکلے ہو پہلے کلامِ اعلیٰ حضرت سمجھنے کی لیاقت حاصل کرو پھر ادھر کا رُخ کرنا خواہ مخواہ اپنی مٹی پلید کرا رہے ہو۔

تعجب ہے کہ یہاں تو دیوبندی بلاوجہ اعلیٰ حضرت کے مخالف ہیں لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو کیا کہیئے وہ فرماتے ہیں گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ (سوانح قاسمی جلد اصفحہ ۱۳۲)

اب ایسے کا کیا کیجئے جو اللہ تعالیٰ کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔ (قہرِ خداوندی)

فائدہ

فضلائے دیوبند کے ایک فضلہ یعنی مصنف دھماکہ کو مصرعہ کے لفظ جنم کے بچھڑے اور گلے ملے تھے پر اعتراض ہے اس نے جنم کو ہندوازم کہا اور ساتھ ہی فرقہ مجسمہ کا اعتقاد قرار دیا ہے حالانکہ مؤلفِ دھماکہ کے اعتراض اور خودساختہ تشریح کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر مؤلف دھماکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار کو سمجھے بغیر تبصرہ کرتا ہے تو یہ اس کی جہالت وحماقت ہے اور وہ اگر اعلیٰ حضرت کے صحیح اشعار کو قصداً غلط مفہوم پہناتا ہے تو یہ اس کی بے ایمانی اور بددیانتی ہے۔ زیر بحث شعر میں نہ رب العزت کی طرف لفظ جنم کی نسبت ہے نہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کے گلے ملنے کا بیان ہے۔

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

حل لغات

بھنور، گرداب، پانی کا گھم چکر۔ حلقے، حلقہ کی جمع، گھیرا، کڑا، گول، کنڈ، تکیہ، تشنگی۔ پیاس

شرح

زبانیں خشک ہو گئیں اور وہ خشکی کی موجیں دکھا رہی تھیں کہ خدا کرے کہیں سے رحمت کا پانی نصیب ہو پانی کے گرداب کو تو پیاس کا اتنا ضعف و کمزوری لاحق تھی کہ اس کی آنکھوں میں گھیرے پڑ گئے تھے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

شرح

اس شعر میں مصرعۂ اول صفاتِ باری تعالیٰ پر مشتمل ہے اور ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہیں۔ اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی ظاہر ہے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی تجلیات وجلوے ہیں اللہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آئے یعنی آپ اس کا مظہر اتم ہیں شب معراج وہی جلوے اسی کی طرف گئے۔

یہ شعر حضور نبی پاک ﷺ کے مظہر اتم ہونے اور دیدارِ باری تعالیٰ کے اثبات میں ہے اور ان دونوں کے اثبات میں فقیر اسی شرح حدائق کے مجلداتِ سابقہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ یہاں ایک لطیفہ لکھنے کو جی چاہتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے کلام کو سمجھنا بھی ایک بہت بڑا کمال ہے چونکہ فقیر کا اسی شرح میں یہ موضوع نہیں کہ "کلام الامام امام الکلام" کا مقولہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے حدائق بخشش پر بطریق اتم صادق ہے لیکن افسوس کہ مخالفین بزعم خویش اس بے داغ کلام کے کیڑے نکالنے بیٹھے تو ان کی گفتگو سے بدبودار کیڑے نکلتے۔

دیوبندی فرقہ کے ایک صاحب نے اسی شعر پر اعتراض اُٹھایا کہ آپ خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ ہی سے ملنے گئے تھے۔ (دھماکہ صفحہ ۲۹)

اس سے یہ تاثر دینا چاہا کہ محدث بریلوی مصطفیٰ ﷺ کو عین خدا مانتے ہیں (معاذاللہ) اس سے یہ نہ سمجھا کہ سورج کو تھوکنے سے اپنا منہ گندا ہوتا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس کاروائی سے امام بریلوی قدس سرہ کی شان گھٹ جائیگی لیکن جونہی اسی کا مضمون منظر عام پر آیا تو اہلِ علم کو معلوم ہوگیا کہ معترض تو "لم یجھل"[1] "جاہل بلکہ احمق ہے" جسے ضمائر کے متعلق راجح ومرجع تک کا علم نہ ہو وہ کلام الامام کو کیا جانے۔

[1] یہ فقیر اُویسی غفرلہ کی مزاحیہ اصطلاح ہے اسی لئے اس کا ترجمہ آگے لکھ دیا ہے۔

جاھل کی جھالت کا اظھار

مصنف دھماکہ نے اپنے جیسے جاہلوں سے دادِ حماقت وصول کرلی لیکن اس کی اپنی جماعت کے اہلِ علم نے اسے نفرین کے تحفے بھیجے اس لئے کہ اس نے جب اس شعر کے ضمائر کو حضور اکرم ﷺ کی طرف لوٹایا تو شعر کا معنی بنا کہ خود حضور اکرم ﷺ شب معراج اپنے آپ کو ملنے گئے تھے۔ یہ مطلب جاہلانہ جاہلوں کو سجتا ہے ورنہ معراج شریف کے مضامین میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں۔

کمانِ امکان کے جھوٹے نقطوتم اول و آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

حل لغات

نقطہ،صفر۔چال،رفتار،حرکت۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے اس فن کے ماہر کو معلوم ہے کہ خط، دائرہ اور دوسری شکلیں مثلاً پیرابولا، ہاپر بولا وغیرہ سب نقطے ہی کے راستے ہیں اور اسی سے بنے ہیں ایک مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے مختلف شکلیں بنانا ہے۔ نقطہ کے اس چال کو تو کسی یعنی خط سفر کہتے ہیں دائرہ بھی نقطہ ہی کے ایک مخصوص راستہ طے کرنے کی وجہ سے بنتا ہے اور جب دائرہ کھینچا ہوا ہو تو یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ نقطہ نے کس مقام سے چل کر سفر شروع کیا تھا اور کون اس کا نقطہ اول ہے اور کون آخر اور یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ دائرہ کی تشکیل کے لئے یہ داہنے سمت سے چلا تھا یا بائیں سمت سے یعنی کلاک وائز یا اینٹی کلاک وائز۔ اس شعر میں انہی نکتوں کو پیش نظر رکھ کر معراج کا فلسفہ پیش کیا گیا ہے یہاں کمان امکان سے مراد دائرہ ہے۔

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں اُدھر سے انعام خسروی میں

سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے

حل لغات

نذر،منت،صدقہ،نیاز،تحفہ۔خسروی،شاہی

شرح

ادھر سے یعنی حضور اکرم ﷺ کی جانب سے بارگاہ شہنشاہ میں نماز کے نذرانے ادھر سے یعنی اللہ کی طرف سے شاہانہ انعام اور سلام و رحمت کے ہار گندھ کر حضور اکرم ﷺ کے گلے اقدس میں ڈالے گئے۔

حضور اکرم ﷺ بارگاہ حق میں

یہ شعر اس مضمون کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے معبودِ حقیقی کے روبرو عاجزانہ یہ نذرانہ پیش کیا

التحیات للہ والصلوٰت والطیبات

یعنی میری تمام مالی اور بدنی عبادتیں اے اللہ تیرے لئے بطورِ تحفہ ہیں

ارشادِ خداوندی ہوا پیارے اس کے بدلے میں ہم سے یہ تحفہ قبول کیجئے

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے نبی ہر قسم کی سلامتی اور رحمت و برکت اپنے پروردگار کی جانب سے بطورِ تحفہ قبول فرمالیں۔

جب حضور اکرم ﷺ نے بابِ رحمت کھلا ہوا دیکھا تو آپ کو اپنی گنہگار امت یاد آ گئی اور انعاماتِ خداوندی اور برکاتِ الٰہی میں اپنی امت کو شامل کر کے اللہ کے حضور میں یوں عرض کیا

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین

اے پروردگارِ عالم تیری تمام قسم کی سلامتی اور رحمتیں ہم سب پر اور تمام نیک بندوں پر ہو۔

فائدہ

التحیات میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے تمام افراد کو بھی شامل رکھا۔

چنانچہ "السلام علینا" فرمایا کہ میری گنہگار امت بھی اس میں شامل رہے اور ان کے بعد تیرے نیک بندوں پر بھی تیرے انعامات کے دروازے کھلے رہیں۔

ملائکہ مقربین نے جب حضور اکرم ﷺ کا کرم کریمانہ دیکھا کہ اُس وقت بھی آپ نے اپنی گنہگار امت کو فراموش نہیں کیا اور جو بات حضرت محمد ﷺ اپنے اللہ سے کہہ رہے ہیں وہ مانی جارہی ہے تو ہر ایک کی زبان پر یہ جملہ جاری ہوا

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد اعبدہ ورسولہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے میرے محبوب! مانگ جو مانگتا ہے آپ خاموش رہے تین مرتبہ اسی طرح حکم ہوتا رہا بالآخر مجسم نبی محتشم حضرت محمد ﷺ نے عرض کیا بارِ الٰہ میری سب سے پہلی اور آخری خواہش یہی ہے کہ

اللھم اغفرلی لامتی   اے اللہ میری امت کو بخش دے

شاہ نے کی عرض امت گنہگار ہے بخش میرے مالک تو غفار ہے

تجھ کو آسان ہے سب کو دشوار ہے فکرِ روزِ جزا آج کی رات ہے

حضور اکرم ﷺ کی عاجزانہ التجا سن کر رحمت کردگار جوش میں آئی اور ارشاد ہوا اے میرے پیارے حبیب لبیب آج ہم تیرے ساتھ تیری امت کی بخشش کے سلسلہ میں ایک معاہدہ کرتے ہیں۔

معاهدۂ عرش

(۱) جو کوئی تیرا امتی میری اطاعت کرے گا میں اس کو اس کی طاقت کے مطابق منظور کرلوں گا میں اس کے گناہ نہ صرف بخش دوں گا بلکہ نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔

(۲) تیری گنہگار امت کی نیکیوں کو گناہوں کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح دونگا۔

(۳) اگر تیرا امتی گناہ کر کے پشیمان ہو گا تو میں اس کے گناہوں کے دفتر پر قلم عفو پھیر دونگا۔

(۴) تیرے گنہگار امتیوں کے گناہ بخشنے کے لئے انہیں بیماری، درد، رنج، مصیبت، کرب، پشیمانی دے کر ان کے گناہوں کا کفارہ کر دونگا۔

(۵) میں تمہاری امت کو بعض دن، راتیں اور مہینے ایسے بزرگ و برتر عطا کرونگا کہ جوان میں میری عبادت کریگا اسے جنت الفردوس کا وارث بنا دونگا۔

(٦) اے محبوب میں تمہارے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہوں کہ تمہارے امتیوں کا حساب اپنے کرم سے کرونگا، ان کے گناہ اپنے فضل سے بخشونگا اور بہشت میں اپنی رحمت سے داخل کرونگا۔ اس کے جواب میں نورِ مجسم، رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی اور اپنی امت کی جانب سے ان الفاظ کے ساتھ معاہدہ پر دستخط فرمائے

اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ (پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱٦۲)

بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔

امت کی شکایات

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے معراج کے راز دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے میری امت کی بخشش کا وعدہ فرماتے ہوئے مجھ سے ان کے بارے میں حسبِ ذیل شکایات بھی کیں۔

(۱) میں نے تمہاری امت کو رزق دینے کی ضمانت دے رکھی ہے مگر وہ میری ضمانت پر اعتماد نہ کرتے ہوئے دوسروں سے طلب رزق کی خواہش کرتی ہے۔

(۲) میں نے جنت آپ کی امت کے لئے پیدا کی ہے مگر افسوس کہ یہ جنت میں آنے کی تدبیر نہیں کرتی۔

(۳) دوزخ میں نے آپ کے دشمنوں کے لئے بنائی ہے لیکن افسوس کہ آپ کی امت نافرمانی کرتی ہوئی اس کی طرف جارہی ہے۔

(۴) افسوس ہے کہ آپ کی امت خلوت میں گناہ کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی اور جلوت میں لوگوں کے ڈر سے گناہ کرنے سے پرہیز کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی۔

(۵) میں ان سے کل کا عمل طلب نہیں کرتا اور یہ مجھ سے برسوں کا رزق طلب کرتے ہیں۔

(٦) میں ان کے نام کی روزی کسی اور کو نہیں دیتا مگر وہ میرے نام کی عبادت دوسروں کو دے دیتے ہیں۔

(۷) عزت دینے والا میں ہوں مگر یہ دنیاداروں سے عزت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

(۸) نعمت میں دیتا ہوں اور شکر دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔

(۹) جب یہ میری نافرمانی کرتے ہیں اس وقت اگر میں انہیں تھوڑی سی بھی تکلیف دوں تاکہ یہ مجھے یاد کریں تو یہ لوگ ہر وقت میرے شکوے اور گلے کرتے رہتے ہیں۔

(۱۰) میری نعمتیں لے کر اپنی خواہش کے مطابق صرف کرتے ہیں لیکن مجھ سے غافل رہتے ہیں۔

پیغامِ خداوند بہ بندگان خود

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محترم حبیب مکرم کو فرمایا اے محبوب جو معجزات میں نے تجھے عطا فرمائے ہیں وہ اور کسی کو عطا نہیں کیئے اور ''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' تیری شان کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس انداز سے کہ جہاں میرا نام لیا جائیگا وہاں تیرا نام بھی لیا جائیگا۔ کلمہ میں، اذان میں، تکبیر میں، اطاعت میں غرضیکہ ہر مقام پر میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے جو شخص مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے یہ شرط ہے کہ پہلے تجھ پر ایمان لائے ورنہ اس کا ایمان ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ بیشک تیری اطاعت میری اطاعت، تیری پیروی میری پیروی، تیرا بولنا میرا بولنا، تیرا ہاتھ میرا ہاتھ، تیری حرکت میری برکت، تیری رضا میری رضا، تیرا ارادہ میرا ارادہ، تیری خواہش میری خواہش ہے۔ آج کی رات ہم نے تیری ہر وہ خواہش جو امت کے بارے میں تھی وہ قبول کرتے ہوئے تیری امت کو نوادرِ نجات اور رفعت درجات سے مشرف فرمادیا ہے۔

(۱) اگر تم کسی سے اس لئے دوستی رکھتے ہو کہ اس نے تم پر احسانات کئے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ دوستی صرف مجھ سے رکھو

کیونکہ مجھ سے زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں۔

(۲) اگر تم کسی سے اس لئے ڈرتے ہو کہ مبادا وہ تم سے کوئی انتقام لے تو اپنے دل میں صرف میرا خوف رکھو کہ مجھ سے بڑھ کر منتقم حقیقی اور کوئی نہیں۔

مولانا ظفر علی فرماتے ہیں

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتظام اس کا

(۳) اگر تم محض اس لئے محبت کرتے ہو کہ وہ تمہاری حاجات بر لائے گا تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ مجھ سے رشتہ محبت استوار رکھو کہ مجھ سے بڑا حاجت روا اور کوئی نہیں۔

(۴) اگر تم کسی سے وفاداری کی وجہ سے جفا کاری سے باز رہتے ہو تو اس سلسلہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور ذات نہیں کیونکہ تم نے میرے ساتھ ہمیشہ جفا کاری کی لیکن میں تمہارے ساتھ وفاداری کرتا رہا۔

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے اپنے اپنے فرض کو دونوں ادا کرتے رہے

(۵) اگر کسی کی اپنے مال و جان سے خدمت کرتے ہو تو اس کے لئے مجھ سے زیادہ حقدار اور کوئی نہیں کیونکہ تمہاری جان و مال میرے ہی مرہونِ منت ہے۔

ایک عجیب نکتہ

جب سرکارِ کائنات، مختارِ شش جہات ﷺ پچاس نمازوں کی فرضیت کا پروانہ لے کر واپس لوٹے اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عاصی، گنہگار اور ناتواں امت کی اس قدر مدد فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ کو نو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار گوہر بار میں جا کر نمازوں میں تخفیف کرانا پڑی حتیٰ کہ نمازیں کم ہو گئیں ثواب کم نہ ہوا، کام کم ہو گیا مزدوری کم نہ ہوئی، عمل کم ہو گیا اجرا کم نہ ہوا اور اگر خدانخواستہ پچاس ہی رہتیں تو کس قدر مشکل در پیش آتی کہ کوئی بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتا۔ نمازوں میں تخفیف کرانے کا سہرا موسیٰ علیہ السلام کے سر ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو بار بار اللہ کے دربار میں روانہ کیا اور اس ناتواں امت کی مدد فرمائی۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے اس دنیا سے وفات پا جانے کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں اور جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں جو شخص انبیاء کے وفات پا جانے کے بعد ان کی مدد کا قائل نہ ہوا سے چاہیے کہ وہ پانچ کے بجائے پچاس نمازیں پڑھا کریں یا پھر حیات انبیاء و استمداد اولیاء کا قائل ہو۔

زبان کوانتظارِ گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
یہاں جو کہا تھا کہہ لیا تھا جو بات سُنی تھی سن چکے تھے

حل لغات

گفتن، کہنا، بولنا۔ شنیدن (بفتح شین اسے بالضم پڑھنا غلط ہے) سننا، سنی، دراصل سُنی تھا۔ نون اول نون ثانی میں مدغم ہے۔

شرح

زبان کو کہنے کا انتظار تھا تو کان کو سننے کی حسرت اور آرزو تھی یہاں سے یعنی حضور اکرم ﷺ سے جو کہنا تھا عرض کر دیا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ سے آپ نے سُنی تھیں وہ آپ سن چکے تھے۔

مذہب اہل تحقیق

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محققین کے مذہب کی طرف اشارہ فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ اس گفتگو خاص کا کسی کو علم نہیں کہ رموز و اسرار محب ومحبوب کسی پر ظاہر نہیں کئے جاتے اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو بیان فرمایا یا حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہاں ضعیف روایات میں جو کچھ آیا ہے انہیں اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں فضائل سے ہے چنانچہ ان میں بعض اسرار و رموز فقیر عرض کریگا۔ اللہ نے "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" کے پردے میں اسے مخفی رکھا۔

میاں عاشق ومعشوق رمز یست　　　کراماً کاتبین راھم خبر نیست

فیصلہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" کی تفسیر میں ہے

قال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" بلا واسطة فیما بینه وبینه سر اای قلبه۔ (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۲۱)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بلا واسطہ فرمائی جو خفیہ طور پر آپ کے قلب پر واقع ہوئی۔

راز و نیاز کا افشاء

بعض مفسرین ومحدثین نے اس بارے میں چند روایات جمع کی ہیں تقریباً چالیس سے زائد امور فقیر نے "معراج

نامہ" (تصنیف) میں عرض کئے ہیں چند شعر لکھے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسے لفظ "مَــا" سے تعبیر فرما کر اس حقیقت کو ظاہر فرما دیا کہ وہ ایسی عظیم الشان وحی تھی جو تفصیل سے بے نیاز ہے۔ اجمالی طور پر ہم اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ دین و دنیا کی جسمانی و روحانی، ظاہری و باطنی نعمتیں اور علوم و معارف جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی حکمت کے مطابق دے سکتا تھا وہ سب کچھ دے دیا البتہ ہر نعمت اور ہر علم و حکمت کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوا اور ہوتا رہے گا دیکھئے شفاعت بھی حضور اکرم ﷺ کو دی گئی اور اس میں آج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا لیکن دنیا جانتی ہے کہ اس کے ظہور کا وقت روزِ محشر ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی وقت کسی کا کمال ظاہر نہ ہو تو عدم ظہور سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ بقولِ امام قشیری مضمون یہ تھا

خصصتک بحوض الکوثر فکل اھل الجنة اضیافک بالماء ولھم الخمر واللبن والعسل

میں نے تمہیں حوضِ کوثر کے ساتھ مخصوص فرمایا پس تمام بہشتی تمہارے مہمان ہیں ساتھ پانی کے اور ان کے واسطے شراب اور دودھ اور شہد ہے۔

بعض لکھتے ہیں کہ یہ خطاب ہوا مجھے تمہاری امت کو دیکھنا منظور ہے ورنہ قیامت کے روز ان سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اس طرف سے ارشاد ہوا

یامحمد انا وانت وماسوی ذلک خلقت لاجلک

اے محمد میں ہوں اور تو ہے اور جو اس کے سوا ہے میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔

حضور نے عرض کیا

یارب انت وانا وما سوی ذلک ترکت لا جلک

اے رب تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ سوا اس کے ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا۔

وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

حل لغات

برج، گنبد، آسمانی دائرہ کا بارہواں حصہ۔ بطحا، وادیٔ مکہ معظّمہ، کبھی اس سے مکہ معظّمہ لیا جاتا ہے یہاں یہی مراد ہے دراصل بطحا اس فراخ زمین کو کہتے ہیں جو سیلاب کی گذرگاہ ہو اور وہاں سنگریزے بھی بکثرت ہوں۔ مہ پارہ، چاند کا

ٹکڑا، نہایت حسین۔ سدھارا، روانہ ہوا، اب بہشت کا ستارہ پوری تابانی پر تھا اس لئے کہ اس پر چودھویں کے چاند محبوب خدا علیہ ﷺ کے قدم آ گئے۔

بھشت کی سیر شب معراج

روح البیان پارہ ۱۵ میں ہے کہ بہشت ایک صاف میدان ہے اس کے مکانات بندوں کے اعمال سے تیار ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث الفراس دلالت کرتی ہے یعنی اعمال سے باغات تیار ہوتے ہیں بحکم خداوندی سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کو جنت کے دروازے پر لے گئے بہشت کا دروازہ سونے کا تھا اس دروازے کا طول اور عرض پانچ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ اس دروازے میں چار سو میخیں جو کہ یاقوت، زمرد اور موتی سے مرصع تھیں، اس دروازے پر چالیس ہزار کنگرے تھے، ہر کنگرے پر ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے دونوں ہاتھوں پر دو طبق تھے ایک میں بہشتی لباس اور دوسرے میں نور بھرا ہوا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے اور اس مقام پر انتظار میں ٹھہرائے گئے تاکہ جب حضور اکرم ﷺ کی امت کا اس دروازے سے گزر ہو تو یہ اس پر نثار کریں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوانِ جنت نے الحمدللہ کہہ کر کہا آپ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ رضوان نے الحمدللہ کہہ کر دروازہ کھول دیا آپ نے رضوانِ جنت کو سلام کہا اس نے سلام کا جواب دے کر کہا اے محمد ﷺ آپ کو خوشخبری ہو کہ بہشت کا اکثر حصہ آپ کے اور آپ کی امت کے لئے تیار ہے۔ رضوان کے آٹھ خلفیہ تھے جو بہشت کے آٹھوں دروازوں پر مقرر تھے ہر ایک فرشتے کے ماتحت سات لاکھ فرشتے تھے پھر رضوان آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جنت الفردوس، جنت عدن، جنت النعیم، جنت الماویٰ میں باغات بکثرت تھے اور جنت دارالسلام، جنت دارالخلد، جنت دالقرار، جنت دارالجلال میں مکانات بکثرت تھے۔

مکانات

پھر آپ نے بہشت کے مکانات مشاہدہ فرمائے ان کی دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں اور اس کا گارا مشک اور زعفران سے تھا اس کی سڑکیں اور راستے زمرد یاقوت اور بلور سے بنے ہوئے تھے۔ (ترمذی شریف جلد۲ مسند دارمی صفحہ۳۸۱)

ان کی صفائی ایسی جیسے شیشہ ہو کہ ظاہر اور اندر سے یکساں نظر آئے ان کا عرض ستر ہزار برس کی راہ ہے اور بلندی ان کی ستر ہزار برس کی راہ تھی، کنگرے ان کے موتی مفید کے اور بعض جوہر کے تھے جو سورج کی طرح اور ان میں بعض

چاند کی طرح جگمگاتے تھے۔ (معارج)

نورانی مکان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب معراج کی رات آسمان پر گزرا وہاں نور کا شہر دیکھا جس کی وسعت جہانِ دنیا سے ہزار گنا زیادہ ہے اس کے لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت سے ایک باغ آراستہ ہے اور ہر باغ میں ایک بالا خانہ ہے اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے اور ہر کمرہ میں نور کی عمارت ہے اور ہر عمارت میں چار سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں دو کواڑ ہیں ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے اور ہر فرش پر ایک حور ہے اگر اس کی انگلی کا پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کو ماند کر دے میں نے (حضور ﷺ سے) پوچھا یہ کن لوگوں کے لئے ہے جواب ملا جو دن رات میرا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے اور میں بہت دینے والا ہوں۔ (درۃ الناصحین صفحہ ۸۳)

حوریں

فرمایا کہ ہر مکان میں ستر ہزار حجرے تھے اور ہر حجرہ میں سونے اور یاقوت اور موتی کے تخت بچھے ہوئے تھے ان پر زلغت کے سائبان تنے ہوئے تھے اور ان تختوں پر ستر ہزار ریشمی فرش تھے۔ اس پر ایک نہایت خوبصورت حور جو بہشتی لباس پہنے ہوئے عطر لگائے ہوئے جواہر سے جڑا ہوا تاج سر پر رکھے ہوئے خرم و خنداں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر ایک حور کی چالیس ہزار خوشبو دار زلفیں تھیں اور ستر ہزار اقسام کے زیورات سے آراستہ اور ان زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار طرح کی آواز سنائی دیتی تھی وہاں بہ کثرت خیمے تھے جن میں یہ حوریں یہ گانا گاتی تھیں

نحن النا عمات فلا نبو ش ابدا
ہم نعمت میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی

نحن الشاھدات فلا تمل ابداً
ہم خوش ہیں کبھی مغموم نہ ہوں گی

نحن الکلاسئات فلا نعری ابدا
ہم کپڑے پہنے ہوئے ہیں کبھی برہنہ نہ ہونگی

نحن الشابات فلا تھرم ابدا
ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہونگی

نحن الراضیات فلا نسخط ابدا
ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی

نحن الخالدات فلا نموت ابدا
ہم ہمیشہ ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی

طوبیٰ لمن کان لنا و کنا له

مبارک ہے اس کو جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں

اور روایت کی گئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات سفید موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک قبہ ملاحظہ فرمایا جس کا دروازہ اور تالا بھی سونے کا تھا۔ وہ قبہ اتنا بڑا تھا کہ اگر تمام جن وانس اس قبہ پر جمع ہو جائیں تو یہ اس طرح ہوں گے جیسا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ ہو۔ آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ فرمایا کہا گیا آپ اس قبہ کے اندر کیوں نہیں جاتے اور واپس کیوں ہو رہے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اس کو تالا لگا ہوا ہے کہا گیا اس کی چابی آپ کے پاس ہے وہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ'' ہے پھر آپ نے کہا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ'' تو فوراً تالا کھل گیا آپ نے وہاں چار نہروں کو کھلتے دیکھا ایک نہر تو ستھرے پانی کی کہ بدبودار نہ ہو جو کہ اللہ کے لفظ کی ہا سے نکلتی ہے اور ایک نہر شراب کی تھی جس میں پینے والوں کے لئے لذت جو کہ ''الرَّحْمٰنْ'' کی میم سے نکلتی ہے اور ایک نہر صاف اور ستھری شہد کی ہے جو کہ ''الرَّحِيْم'' کی ''میم'' سے نکلتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے محمد ﷺ جو شخص آپ کی امت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرتا ہے میں اس کو ان چار نہروں کے مشروبات پلاؤں گا۔ (مصباح الظلام جلد ا صفحہ ۳)

باغات

پھر نہروں کے کناروں پر خصوصاً اور دوسرے مقامات پر عموماً باغات تھے جن میں درخت اتنے بڑے کہ ستر سال تک تیز رفتار سوار اس کے سایہ کو عبور نہ کر سکے گا۔ ان درختوں کی جڑیں سونے کی، ٹہنیاں یاقوت، لولو اور زبرجد کی تھیں، ان کے پتے سندس، حریر اور دیباج کے تھے ہر درخت پر ستر انواع کے میوے تھے جس وقت کوئی جنتی اس میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے تو شاخ جھک کر سامنے آجائے اور اگر میوہ کھانے کی آرزو ہو تو فوراً میوہ ٹوٹ کر نورانی طبق میں دھرا ہوا سامنے آجائے جتنا جی چاہے تناول کر کے باقی ماندہ درست اور سالم ہو کر اُڑ کر اپنی جگہ پر چلا جائے۔

پرندے

ان درختوں پر خوشنما پرندے تھے جنت کے ہر نمونے ان میں موجود تھے ہزار ہا انواع کے آواز سے گاتے ہوئے گزریں گے جب جنتی کہیں گے کہ اے پرندے تیری آواز زیادہ دلکش ہے یا صورت؟ تو پرندہ کہے گا ان دونوں سے میرا گوشت زیادہ عمدہ ہے۔ اتنے میں اس پرندہ کا گوشت بریانی شدہ اس کے سامنے آجائیگا جتنا چاہے گا اس سے کھائے گا پھر وہ باقی ماندہ درست اور سالم پرند ہو کر اُڑ کر چلا جائے گا۔ (معارج جلد ۳ صفحہ ۱۸۶)

محبوب کی رضا

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں سب مکانات اور حوریں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب ﷺ اپنی امت کے مکانات دیکھ کر راضی ہو گئے میں نے عرض کیا کہ میرا تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کے لئے پیدا کی ہیں اور تیرے دشمنوں پر حرام کی ہیں اب جاکر دوزخ میں اپنے دشمنوں کے ٹھکانے ملاحظہ کرو۔ (ریاض الازہار صفحہ ۲۳۱)

دوزخ کا دروازہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں بہشت کی نعمتیں دیکھ چکا تو پھر دوزخ کی سختیاں دیکھنے کے لئے میں روانہ ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہمراہ ہولئے تھے جب دوزخ کے دروازہ پر پہنچے تو اس کا نام باب الامان تھا کہتے ہیں کہ تمام مکونات زمین وآسمان نے اللہ تعالیٰ سے امان طلب کی تو ان سب کو امان دینے کے لئے یہ دروازہ وجود میں آیا کہتے ہیں کہ یہ دروازہ بحکم خداوندی اس کے حبیب پاک ﷺ کی انگلی مبارک کے اشارہ سے کھل گیا تو دیکھا کہ دروازہ کافور سے بنا ہوا ہے جس کی وسعت کا اندازہ عرش سے فرش تک پہنچا ہوا ہے۔

مالک خازنِ نار

ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ نظر آیا جس کے آگے سخت مزاج انیس فرشتے ماتحت کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے۔ ان کے نتھنوں سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے "سبحان الذی لا یعجز" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ مالک خازن نار ہے آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور تعظیم کے لئے اُٹھا اور خوشخبری سنائی جو کوئی آپ کی اتباع کریگا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور آپ کے نافرمانوں کے لئے یہ دوزخ تیار ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے استدعا کی کہ حضور اکرم ﷺ کو اس کی سیر کرائیے تب مالک نے عرض کی یا محمد ﷺ اپنے قدموں کے نیچے نظر فرمائیے۔

آپ نے نظر فرمائی تو حجابات دور ہو گئے اور سب کچھ مکشوف ہوا پھر مالک نے ایک فرشتہ کو کہا جس کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور آگ کی چرخیاں ہاتھ میں لئے گھما رہا تھا۔ اے موحائیل! جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دکھا اور دوزخ کا سرپوش اُٹھا لے فرمایا اسے دیکھا تو بہت ہی سیاہ نظر آئی فرشتے نے کہا جب دوزخ کو پہلے بنایا گیا تھا تو سرخ رنگ تھا جب ہزار سال جلائی گئی تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا وہ اب دکھائی دے رہا ہے۔

عذاب کے اقسام

اس میں بہت اقسام کے عذاب اور انواع کی سزائیں ہیں مثلاً ہاویہ کو دیکھا تو وہاں بدصورت اور سخت دل فرشتے اس قدر کثرت سے تھے کہ ان کی گنتی خدا ہی جانتا ہے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی مقراض تھی اور وہاں دو کنویں تھے ایک کا نام جب الحزن تھا ''غم کا کنواں'' اور ایک کا نام طینۃ الخیال تھا ''زہریلے کیچڑ کا کنواں'' لوگوں کو ایک کنواں سے دوسرے کنواں میں ڈالا جا رہا تھا وہ لوگ فریاد کرتے مگر ان پر کوئی رحم نہ کرتا۔ اس کے بعد آگ کے صندوق نظر آئے جن کو تالے لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں بے شمار بچھو اور سانپ ہیں ان میں وہ لوگ بند ہیں جو کہ ظلم اور تکبر کرتے تھے اور سرکش تھے۔ اس کے بعد آگ کے جنگل مشاہدہ فرمائے کہ اس میں آگ کے درخت تھے اور وہاں آگ کی چکیاں تھیں جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

دوزخ کے طبقے

دوزخ کے ساتھ طبقے تھے اور ہر طبقے پر ایک داروغہ مقرر تھا مثلاً

(۱) جہنم کے طبقہ پر صوحائیل داروغہ مقرر ہے (۲) سعیر پر طوفائیل (۳) حطمہ پر طرفائیل (۴) لظی پر شطائیل (۵) سقر پر وسطائیل (۶) جحیم پر طوفسطائیل (۷) ہاویہ پر طمطائیل خازن مقرر تھے۔

ان سب میں سخت تر طبقہ ہاویہ ہے جو کہ سب سے نیچے ہے اور اس کو اسفل السافلین بھی کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتواں طبقہ جس کا نام ہاویہ ہے کن لوگوں کے لئے اس نے کہا کہ یہ طبقہ فرعون، ہامان، نمرود اور اصحاب مائدہ اور منافقین کے لئے ہے۔ اس کے بعد چھٹے طبقہ کا حال دریافت کیا تو مالک نے کہا کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔ بعد ازاں پانچویں طبقہ کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں وہ یہودی لوگ رہتے ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ پھر دوسرے طبقہ کی بابت آپ نے پوچھا تو بتایا کہ اس میں وہ نصرانی رہتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔

طبقہ جہنم کا حال

اس کے بعد آپ نے اوپر والے طبقہ کے بارے میں سوال کیا جس کا نام جہنم ہے اور وہاں اگرچہ دوسرے

طبقات کی بانسبت عذاب بہت کم تھا لیکن اس میں ستر ہزار دریا آگ کے رواں تھے۔ اگر ذرہ برابر بھی ان کا شور دنیا میں سنائی دے تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے اور اگر آسمان و زمین کے برابر کوئی چیز اس میں ڈال دیں پھر فرشتہ کو حکم ہو تو ہزار برس تک اس کو تلاش نہ کر سکے تب مالک نے شرم سے سر کو جھکالیا اور آپ کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مالک کو شرم حائل ہے کہ عرض نہیں کر سکتا اور کہتا ہے کہ مجھے معاف فرمایئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مالک شرم نہ کرو اور جو حال ہو تفصیل سے بیان کرو شاید آج کوئی بندوبست ہو سکے۔ تب مالک نے رو کر عرض کیا اے سید دو عالم اے فخر بنی آدم (ﷺ) یہ جگہ آپ کی گنہگار امت کے لئے ہے آپ ان کو نصیحت فرمائیں کہ ایسے خطرناک طبقہ سے ڈریں ورنہ قیامت کے دن مجھے عذاب خفیف کرنے کی کوئی طاقت نہ ہوگی اور میں اس دن گنہگاروں پر رحم نہ کرونگا نہ تو بوڑھوں کے سفید بالوں پر رحمت کرونگا اور نہ نوجوانوں کے حالات پر شفقت کرونگا۔

شفاعت کی بشارت

اس وقت حضور اکرم ﷺ نے مناجات کی اے خداوند میری امت کے لوگ نہایت ناتواں ہیں ان عذابوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اے خداوند تو غفور الرحیم ہے مجھے ان سب کا پیشوا بنا دیا ہے میری عزت کی لاج رکھ تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے میرے حبیب (ﷺ) میرے نزدیک تیری عزت بہت ہے قیامت کے دن تیری شفاعت سے اتنے لوگوں کو بخش دونگا کہ تو خوش ہو جائے گا۔ (معارج جلد۳)

بارگاہ الٰہی میں حضور ﷺ

بہشت اور دوزخ کے عجائب اور غرائب مشاہدہ کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا

اتاذن لی ان ارجع الی اللہ تعالیٰ قال نعم یارسول اللہ

کیا تیری اجازت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس واپس چلا جاؤں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ القصہ آپ مکرر پھر بارگاہ الٰہی میں واپس ہو گئے تو خطاب آیا اے میرے حبیب ﷺ یہ بتلایئے میرے بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں؟ آپ نے کہا ہاں اے خداوند تیرے بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کے شدائد بھی گنتی سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ اور دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت اور دوزخ سے نفرت دلاؤ اور جب آپ کو کوئی غم لاحق ہو تو آپ مجھے یاد

کرنا کہ میں تیرے نزدیک ہوں اور مظلوم کی آہ سے پرہیز کرنا کہ اس کی دعا جلد اثر کرتی ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام پر صبر کرنا کہ دنیا بے وفا اور بے بقاء ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں آداب بجالا کر یہ دعا پڑھی

اللھم انی اعوذ بعفوک من عقابک برضاک من سخطک لا احصی ثناء لک اثنیت علیٰ نفسک

اس کے بعد آپ نے بارگاہ احدیث سے مراجعت فرمائی راستہ پر عرشِ مجید نے تہنیت کی رسم ادا کی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمراہ ہوئے ملائکہ کروبیاں کی آفریں سنتے ہوئے چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوئے۔

(معارج النبوۃ صفحہ ۱۴۴ تا ۱۹۲)

دوزخ کا داروغہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے پیش کی گئی اگر چہ وہ اس وقت ساتوں زمینوں کے نیچے ہے لیکن صورتِ مثالی میں میرے سامنے پیش ہوئی میں نے اس کے دروازے پر لکھا دیکھا

وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۴۳)

اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔

میں نے دوز میں ایسا فرشتہ دیکھا کہ مجھے دیکھ کر نہ ہنسا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ دوزخ کا داروغہ ہے اسے جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کبھی نہیں ہنسا اگر ہنستا تو آپ کو دیکھ کر ہنستا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ اے خازن النار یہ ہیں محبوب خدا ﷺ انہیں سلام عرض کیجئے۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر مبارک باد پیش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے برگزیدہ اور معزز ترین رسول ہیں۔

نکتہ

خازنِ نار سے السلام علیکم اس لئے کہلوایا گیا تا کہ آپ سے دوزخ کے دہشت ناک منظر دور ہوں نیز اس طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ پر ایمان لانے والے نیک بخت لوگ دوزخ سے نجات پالیں گے۔

دوزخ کا منظر

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ کے مالک سے کہا کہ دوزخ کے مناظر دکھایئے چنانچہ میرے کہنے پر دوزخ کے اندرونی حصہ کو مکمل طور پر کھولا گیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر کی جھلک دکھائی دی اگر دوزخ میں دنیا کے پتھر ڈالے جائیں تو وہ سب کو ایک سیکنڈ میں جلا کر راکھ بنادے۔ (روح البیان پارہ ۱۵)

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی

جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

حل لغات

مقدم، بفتح المیم والدال قدم رکھنے کی جگہ کسی جگہ سے تشریف لانا۔ تابش، گرمی، چمک، روشنی یہاں یہی مراد ہے۔ جناں، بکسر الجیم بہشت۔ جھاڑ، کانٹوں کے درخت، بلور کے فانوس پہلا معنی مراد ہے۔ کنول، ایک پھول کا نام، سرخ کاغذ یا ابرق کا پھول جس میں موم بتی جلاتے ہیں، ایک شیشے کا ایک طرف جس میں شمع جلاتے ہیں یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

یہ تشریف آوری کے سرور و فرحت کی روشنی تھی کہ ماہ عرب ﷺ کے نورانی تابشوں کی وجہ سے تمام جنتوں کے باغ کے کانٹے اب گلشن بنے ہوئے تھے اور یہاں کے تمام پھول کنول ہی کنول تھے۔

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیئے

یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

حل لغات

طرب، خوشی، فرحت۔ نازش، بے پروائی، معشوق کا استغناء۔ لچکیئے، لچلنا، جھکنا، مڑنا، بل کھانا، ہلنا، کانپنا، قبول کرنا۔ ضدین، ضد کا تثنیہ، مخالف، برعکس۔ کشاکش، کھینچاتانی، دھکم دھکا، تکلیف، فکر، ہاتھاپائی۔ ارہ تلے، نیچے، ماتحت۔

شرح

خوشی تو فخر و ناز سے چاہتی کہ وہ خوب جھومے لیکن ادب کا تقاضا تھا کہ خبردار معمولی سی حرکت بھی نہ ہو ان دونوں ضدوں کا ایک عجیب جوش تھا کہ اس کشمکش میں پودے گویا ارہ کے نیچے تھے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کرکے

ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

حل لغات

چھاؤں، سایہ، چھاں، پرچھاواں، روشنی۔ تڑکے، جمع تڑکا بہت سویرا۔ آلینا، قریب پہنچ جانا، پکڑ لینا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ قربان کہ چاند حق یعنی حضور اکرم ﷺ کروڑوں منزلیں طے کر کے واپس لوٹے تو ابھی نہ ستاروں نے سائے تبدیل کئے اور نہ ہی نور کے تڑکے قریب پہنچے یعنی اتنا دور دراز سفر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں نامعلوم کتنا عرصہ گذرا اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا دور دراز سفر صرف ایک لمحہ میں طے فرمایا چنانچہ آسمانوں سے پہلے آپ بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لائے جو کہ وہ بھی حرم شریف کے اندر کعبہ معظّمہ کے حجر اسود کے قریب تھا یا پھر بی بی اُم ہانی کے گھر۔

معراج جسمانی اور ایک لمحہ کے متعلق عقلی دلیل

علم ہیئت کا مسلّم قاعدہ ہے کہ سورج کے قرص کی دونوں طرفوں کے مابین کی عظمت و وسعت روئے زمین کے کرہ سے ایک سو ساٹھ سے کچھ اوپر زائد ہے سورج کی ایک طرف سے دوسری طرف تک ثانیہ سے کم وقت میں پہنچ جاتی ہے۔ ثانیہ دقیقہ کے ساٹھوں اجزاء کو کہتے ہیں اور دقیقہ درجہ کے ساٹھوں اجزاء کے ایک جز کا نام ہے اور درجہ ساعۃ کی پندرہ اجزاء سے ایک جز کو کہا جاتا ہے جب یہ سرعت ایک جماد کے لئے ممکن ہے تو افضل الکائنات ﷺ کے لئے کیونکر ممکن نہ ہو حالانکہ سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ کائنات پر قدرت رکھتا ہے اس معنی پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے جسد اطہر میں یا اس سواری میں جو آپ کو عرش تک لے گئی قدرت پیدا فرمادی۔

پانی جاری تھا

حضرت شیخ الشہیر آفتادہ آفندی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جب معراج پہ تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ کے کوزے سے پانی ویسے ہی بہہ رہا تھا جیسے آپ اسے چھوڑ گئے تھے۔ معراج کے اس واقعہ کا انکار مومن تو نہیں کرسکتا البتہ جو عقل کی قید میں گرفتار ہے اس کو مشکل نظر آئے گا لیکن محققین کے نزدیک کوئی مشکل نہیں اور نہ ہی انہوں نے انکار کیا اس لئے کہ شے لطیف آن واحد میں جمیع عوالم میں سیر کر لیتی ہے مثلاً انسان میں عقل لطیف ہے وہ آن واحد میں مشرق و مغرب بلکہ جمیع عوام میں دورہ کرتا ہے اور یہ بدیہی امر ہے۔ ادنیٰ تمیز رکھنے والا بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا بلکہ بے عقل اور چھوٹے بچے تک اس کا اقرار رکھتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تو لطیف ترین ہیں ان کے لئے انکار کیوں؟

حضور اکرم ﷺ اپنی رفعت شان کا پھریرا اُڑاتے اور گنہگار امت کی بخشش کا پروانہ لہراتے ہوئے بڑی مدت گزارنے کے بعد عالم لاحوت وملکوت کی سیرت سے فارغ ہو کر عالم ناسوت کی جانب جبریل کی معیت میں اس حال

میں واپس لوٹے کہ بستر گرم تھا زنجیر در کو جنبش تھی وضو کا پانی جاری تھا

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم   اک پل میں سرعرش گئے آئے محمد (ﷺ)

ازالہ وھم

کوتاہ نگاہیں اس میں جس قدر چاہیں تعجب کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نگاہیں جو نورِ ایمان سے معمور ہیں اور جو قلوب قدرتِ خداوندی پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' لئے یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں۔

دلائل

(۱) پابندانِ گرفتارِ عقل کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری نگاہ ایک جنبش سیکنڈ کے ایک سو بیسویں حصہ میں آسمان تک پہنچ کر واپس آسکتی ہے تو رسول برحق ﷺ کا عرشِ اعظم سے واپس لوٹ آنا بعید از قیاس کیسے ہوا جب کہ ہمارے حضور ہماری نگاہ سے کروڑوں درجات سے بڑھ کر لطیف تر ہیں۔

(۲) دورِ حاضر کی اختراعات مثلاً ٹیلی فون، برقی رو جو حکمت الہیہ کی بسیط و محیط قوتوں کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے سے نہ صرف چند منٹوں بلکہ سیکنڈوں میں سینکڑوں میل کا فاصلہ طے ہونا روز و شب کا معمول بن چکا ہے اور یہ ایسا مشاہدہ ہے کہ کوئی عقل اس کا انکار نہیں کرسکتی۔

اگر انسانی اختراعات میں ایسی قوتیں کارفرما ہوسکتی ہیں تو قادرِ مطلق خدائے قدوس سے ایسی قوتوں کا ظہور بدرجہ اولیٰ ممکن الوقوع ہوگا۔

(۳) حقیقت یہ ہے کہ رحمت مجسم، نبی مکرم ﷺ روحِ کائنات ہیں اور کوئی جسم روح کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا یہی وجہ ہے کہ کائنات کے وجود کو پیدا کرنے سے پہلے خالقِ کائنات نے روحِ کائنات محمد ﷺ کو پیدا فرمایا کیونکہ روح کا مرتبہ کے اعتبار سے جسم سے مقدم ہونا ضروری ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اول ماخلق الله نوری   تمام اشیاء سے قبل اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو   جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جس طرح کسی جسم کا قیام روح کے بغیر محال ہے اسی طرح کائنات کا قیام محمد ﷺ کے بغیر محال ہے یہی وجہ ہے

کہ جب شب معراج روحِ کائنات عالم بالا کو چلی گئی تو جسد کائنات کی نبضیں رک گئیں اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ ایک کارخانہ معمول کے مطابق چل رہا تھا تمام کُل پرزے اپنے اصول کے مطابق حرکت کرر ہے تھے اوران کے حرکت کرنے سے تمام کام انجام پذیر ہورہا تھا۔ اگر کپڑا بننے کا کارخانہ ہے تو مشین میں دھاگہ کے مخصوص اجتماع سے کپڑا تیار ہورہا تھا کہ اچانک برقی رو جو کارخانہ کے لئے بمنزلہ روح ہے بند ہوگئی تو سارا کارخانہ اُسی جگہ رک جائے گا اور تمام کُل پرزے اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جائیں گے تاوقتیکہ برقی رو پھر سے آجائے اس وقت کارخانہ کا ہر پُرزہ پھر اسی جگہ سے حرکت کرنے لگ جائے گا جہاں وہ آکر رکا تھا۔

شب معراج بالکل یہی ماجرا ہوا جب اللہ کریم نے روحِ کائنات حضرت محمد ﷺ کو اس دنیا سے بلالیا آپ عالم بالا کو تشریف لے گئے تو ساری کائنات کی نبضیں رک گئیں۔

اس اعتبار سے سورج چاند ستارے سیارے سب کے سب اپنی حرکت ارادیہ سے رُک گئے اور اُس وقت تک رُکے رہے جب تک کہ روحِ کائنات واپس نہ لوٹی تو جسم کائنات متحرک ہوا اور جہاں اس کی حرکت رکی تھی وہاں سے حرکت کا آغاز ہوا۔ اسی لئے ہم کہا کرتے ہیں کہ ابھی بستر گرم تھا اور وضو کا پانی ابھی سے پھر آگے بڑھا۔

ثابت ہوا کہ

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار ‏ ‏ ‏ ‏ وہ نہ تھے عالم نہ تھا وہ نہ ہوں عالم نہیں

معراج سے واپسی

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے معراج پر جانے کا ذکر کہیں نہیں حالانکہ ان کا ذکر واپسی بھی قرآن مجید میں موجود ہے وہ ہے ''اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ'' بامعنی کہ ''اسریٰ'' خود متعدی ہے باءاس کی متعدی پر داخل ہوکر بتارہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ لے گیا اور خود اس نے واپس پہنچایا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنه النجم هو النبی ﷺ وهويه نزوله من السماء ليلة المعراج وجوز علی هذا ان يراد بهويه صعوده وعروجه عليه الصلوٰة والسلام الیٰ منقطع الاين

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں اور ھوی سے مراد معراج سے اترنا ہے اور اس سے یہ بھی جائز ہے کہ ھوی سے مراد معراج پر جانا ملحوظ ہو اور آپ کا اوپر چڑھنا اور لامکان تک معراج کرنا مراد ہے۔ (روح المعانی پارہ ۲۷ صفحہ ۳۸)

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے معراج پر آنے جانے کی قسم اُٹھائی ہے۔ امام دمیری لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ معراج براق پر ہوا اور نزول بغیر براق کے ہوا اس لئے کہ عروج میں آپ کا براق پر سوار ہو کر جانا ایک شان ظاہر کرنے کے لئے تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سواری کیا تھی اور بعض نے کہا ہے کہ نزول بھی براق پر ہوا اگر چہ حدیث شریف میں اس کا تذکرہ نہیں ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے۔

وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ . (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۸۱)

اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں

(یہاں نص میں گرمی کا ذکر ہے اور سردی کا ذکر نہیں مگر معنی میں مراد ہے) اس طرح یہاں حدیث شریف میں براق پر سوار ہو کر جانے کا بیان ہے اور واپسی میں براق پر سوار ہو کر آنا گو عنوان میں ملفوظ نہیں مگر معنوں میں ملحوظ ہے۔ (حیواۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

جب آنحضرت ﷺ عالم بالا کی سیر سے جبریل کی معیت میں واپس آرہے تھے تو آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہو کر آپ کو الوداع کہہ رہے تھے اور صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہوئے حصولِ شرف معراج پر مبارک باد پیش کرر ہے تھے واپسی پر حضور اکرم ﷺ کے سات براق تھا یا نہیں اس سلسلے میں تحقیق کرنے پر کوئی واضح بات اور امر محقق سامنے نہ آیا البتہ بعض محققین کی عبارات سے جستہ جستہ تضاد مترشح ہوتا ہے جو کہ میرے خیال میں اس مہتم بالشان واقعہ کی روایت میں تقدم و تاخر کے نتیجے میں واقع ہے چنانچہ محقق دمیری اپنی معتبر کتاب حیواۃ الحیوان میں اس جانب گئے ہیں کہ معراج میں جاتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے لئے براق کی سواری کا انتخاب اس لئے عمل میں لایا گیا کہ مہمان مہتم بالشان کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں اور واپسی پر بغیر براق کے آپ کو روانہ کیا گیا تا کہ اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اللہ تعالیٰ معراج میں بلانے کے لئے کسی سواری کا محتاج نہیں اور اس کی قدرتِ کاملہ سے یہ امر بعید نہیں کہ بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے جب چاہے لے جائے اور جیسے چاہے واپس کر دے۔ حضرت حذیفہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں جس طرح آنحضرت ﷺ براق پر تشریف لے گئے اسی طرح واپس آئے ہوں۔

قافلوں کی کہانی

مواہب لدنیہ مع زرقانی میں ہے

روى ابن مردويه والطبراني، عن أم هانيء قالوا أخبرنا عن عيرنا، قال أتيت على عير بني فلا

بالروحاء قد أضلّوا ناقة لهم، فانطلقوا في طلبها، فانتهيت إلى رحالهم، فليس بها منهم أحد، وإذا قدح ماء فشربت منه,ثم انتهيت إلى عير بني فلان بمكان كذا وكذا، فيها جمل عليه غرارتان، غرارة سوداء وغرارة بيضاء ، فلا حاذيت العير نفرت، وصرع ذلك البعير وانكسر، ثم انتهيت إلى عير بني فلان بالتنعيم، يقدمهم حمل أورق عليه مسح أسود وغرارتان سوداوان وها هوذه تطلع عليكم من الثنية فاستقبلوا الامل فقالو اهل صل لكم بعير قالوا نعم فسئالوا العير الاخر فقالوا هل انكسر لكم ناقة حمراء قالوا نعم . قالو اهل كان عندكم قصعة من ماء فقال رجل انا والله وضعتها فما شربها احدمنا ولا اهريقت في الارض. (زرقانی جلد۶ صفحہ۱۲۲)

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا (اگر آپ واقعی بیت المقدس سے ہوکر آئے ہیں تو) ہمارے قافلوں کا حال بتائیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ایک قافلہ جو بنی فلاں کا تھا (حضور ﷺ نے نام بتایا تھا راوی کو نام یاد نہیں رہا) اس پر مقامِ روحاء میں سے گزرا ان کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی وہ لوگ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے میں اُن کے پالانوں اور سامان کی طرف آیا تو وہاں کوئی نہ تھا پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا میں نے اُسے پی لیا پھر اس کے بعد میں دوسرے قافلہ تک پہنچا جو بنی فلاں کا تھا (حضور ﷺ نے نام بتایا تھا راوی کو نام یاد نہیں رہا) اور یہ قافلہ مقامِ ذی طویٰ میں تھا یا مقامِ ذی مر میں اونٹ تھا جس پر دو بوریاں لدی ہوئی تھیں ایک سیاہ (دھاری دار) جب میں قافلہ سے ہوکر گزرا تو قافلہ میں سے ایک اونٹ بھاگا وہ گر پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا پھر میں تمہارے تیسرے قافلے تک پہنچا جو مقامِ تنعیم میں ملا اور وہ بنی فلاں کا تھا اس قافلے کے آگے آگے ایک بھورے رنگ کا اونٹ چل رہا تھا اس پر ایک سیاہ فام حبشی سوار ہے اور دو سیاہ (دھاری دار بوریاں غلہ کی) اس پر لدی ہوئی ہیں اور وہ بالکل قریب آگیا ہے (کدی کی پہاڑی سے) عنقریب طلوعِ شمس کے ساتھ چمکنے والا ہے (بیضاوی کشاف مظہری وغیرہ) تفاسیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ قریش نے اسی قافلہ کے انتظار میں کچھ آدمی بیٹھا دیئے تھے اور کچھ لوگ سورج کے انتظار میں مقرر کردیئے گئے تھے چنانچہ ایک طرف سے آواز آئی کہ سورج نکل آیا فوراً سورج طرف سے آواز آئی قافلہ آگیا۔

جس قافلہ کا اونٹ گم ہوگیا تھا اس کا واقعہ جو ابن حاتم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں

قد اضلوا بعير الهم قد جمعه فلان قال ﷺ نسلمت عليهم فقال بعضهم هذا صوت محمد

قافلہ والوں کا جو اونٹ گم ہوگیا تھا اُسے فلاں شخص پکڑ کر لایا تھا (حضور اکرم ﷺ نے اُس آدمی کا نام بتایا تھا راوی کو یاد نہیں رہا)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے ان قافلہ والوں پر سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد کی آواز ہے (ﷺ)

قصہ قافلہ کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ یہ تین قافلے تھے ایک کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ سورج طلوع ہوتے ہی آجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر مظہری پارہ ۱۵ صفحہ ٦)

دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ میں داخل ہوگا جب سورج غروب ہونے کا وقت قریب آیا اور وہ قافلہ نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک لیا یہاں تک کہ قافلہ مکہ معظّمہ میں پہنچ گیا۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰)

ہر قافلہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے جو نشانیاں بتائی تھیں جب وہ قافلے واپس آئے اور کفارِ مکہ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ایک ایک نشانی کو صحیح تسلیم کیا لیکن ایمان نہ لائے اور معاذ اللہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۱۵) یہ تو نہیں مگر کھلا جادو

کہہ کر اپنی شقاوتِ ازلیہ کا ثبوت دیا۔ (تفسیر مظہری وغیرہ)

نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للّٰہ ہو عنایت

اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے دان بٹے تھے

حل لغات

عنایت، مہربانی، لطف، فیض، بخشش، دیا، توجہ التفات۔ خلعت، لباس جو انعام میں بادشاہ وغیرہ دیں۔ بٹے تھے، تقسیم ہوئے تھے۔

شرح

اے نبی رحمت، اے شفیع امت، رضا (امام اہل سنت) پہ عنایت ہو اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ نصیب ہو جو وہاں رحمت خاص سے تقسیم ہوئے تھے۔

معراج پاک کا سب سے بڑا تحفہ نماز ہے ایمان وعقائد کے بعد تمام فرائض میں نماز کا درجہ سب سے اہم ہے اس

کی عظمت کا انداز اس امر سے کرلیں کہ پروردگارِ عالم نے جملہ احکامات اپنے نبی کریم ﷺ کو زمین پر عطا فرمائے لیکن نماز کوفرض کرنے کے لئے آپ کوعرشِ اعظم پر بلایا گیا۔

اہلِ رموز نے معراجِ پاک کے اس تحفے کوامت محمدیہ کے لئے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے جب نبی کریم ﷺ نے معراج شریف میں ''دَنَا فَتَدَلّٰی'' کے تحت قربت پر متمکن ہوکر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کیا اور کلامِ خداوندی سے سرفرازی حاصل کی تو آپ کواپنی امت یاد آئی اور جی میں کہنے لگے کہ کاش میری امت کوبھی معراج سے حصہ نصیب ہوتا۔ ارشادِ خداوندی ہوا اے پیارے حبیب ﷺ جو باتیں میں آپ کے ساتھ لامکاں میں کررہا ہوں انہیں میں نے نماز میں جمع کردیا ہے آپ میری جانب سے اپنی امت کے لئے یہ تحفہ لیتے جائیں جب وہ پانچ وقت نماز پڑھیں گے توان کوبھی شرفِ معراج سے حصہ نصیب ہوجائے گا۔ اسی لئے سرورِ کائنات ﷺ نے ارشادفرمایا

الصلوٰۃ معراج المومنین　　　　نماز مومن کی معراج ہے

نماز چونکہ تحفہ خداوندی ہے جو پروردگار نے اپنی خاص رحمت سے امت محمدیہ کوعطا فرمایا ہے اور یہ اصول ہے کہ تحفے کورد کرنا تحفہ دینے والے کی توہین ہے۔

(۱) خدا کے دربار میں حاضری معراج کا نقشہ ہے۔ (۲) نماز معراج شریف کے موقع پر فرض ہوئی۔ (۳) التحیات میں معراج کے انوار وتجلیات پائے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی معراج تو یہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور بے حجاب خدا کا جمال دیکھا لیکن حضور اکرم ﷺ کے سوا اس دنیا کی حیاتِ ظاہری میں جسمانی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کونہیں ہوسکتا اس لئے ہماری معراج حضور اکرم ﷺ تک پہنچ جانا ہے اس طرح کہ ہم کوحضور اکرم ﷺ سے اتنا قرب حاصل ہو جائے کہ ہم اسی دنیا میں بحالت بیداری حضور ﷺ کا جمال مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس حکمت کے لئے تشہد میں ''السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کے الفاظ رکھے ہیں نماز میں اپنے قصد وارادہ سے غیر اللہ کو بلانا اور پکارنا نماز کے فساد کا موجب ہے مگر نبی کریم ﷺ کوخطاب کے صیغہ سے پکارنا واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن بحالت نماز حضور اکرم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے اب اگر وہ اپنی پاکیزگی طہارت اور محبت واخلاص کواس درجہ قوی کرلے کہ ''السلام علیک ایھا النبی'' کہتے وقت اس کی بصیرت نورِ جمالِ محمدی کودیکھ سکے توبس یہی اس کی معراج ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ تک پہنچنا اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے اور حضور اللہ ﷺ کا

دیکھنا ہے۔اسی لئے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاءالعلوم میں فرماتے ہیں

واحضر فی قلبک النبی ﷺ وشخصه الکریم وقل السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته. (احیاءالعلوم جلداول صفحہ ۱۷۵)

یعنی نماز پڑھتے ہوئے اپنے دل میں حضوراکرم ﷺ کو حاضر کرو اور اسی میں "السلام علیک ایهاالنبی ورحمة الله وبرکاته" کہو۔

فائدہ

التحیات میں حضوراکرم ﷺ کو حاضر سمجھ کر "السلام علیک ایها النبی الخ" کرے جن لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ چونکہ معراج کی رات ایسے کہا گیا اسی لئے بطورِ حکایت کہنا ہوگا ان کا یہ قول غلط ہے۔ تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کی تصنیف "رفع الحجاب عن تشہد اہل الحق و اہل العرب"

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

حل لغات

ثنا،تعریف۔وظیفہ،روزمرہ پڑھنے کی دعا،وہ چیز جو ہرروز کے واسطے مقرر ہو۔روی بفتح اول و کسر واو و تشدید یاء بمعنی سیراب و تازہ اور اصطلاح شعراء میں قافیہ کا حرف اصلی جس پر قافیہ کا دارومدار ہو۔قافیہ،ردیف سے پہلے کا لفظ یا حرف۔

شرح

میرا وظیفہ ہے سرکارِمدینہ ﷺ کی تعریف کرنا اور تمنا قلبی یہی ہے کہ خدا کرے اس سرکارِ دربار میں میری یہ کاوش قبول ہو اس سے نہ تو مجھے کوئی شاعری کی ہوس ہے اور نہ روی کی پرواہ اور نہ قافیہ کا خیال۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شاعروں کو درس دیا ہے کہ شعرگوئی اور نعت خوانی سے صرف اور صرف مقصد رضا جوئی خداو مصطفیٰ (جل جلالہ و ﷺ) ہو اور بس۔

اس سے وہ شعراءکرام اور نعت خوان حضرات سوچیں کہ وہ یہ مقدس شعبہ کس ارادہ پر سنبھالے ہوئے ہیں اگر ناموری اور شہرت اور نام و نمود یا زورِ بیان مطلوب ہے تو پھر خدا حافظ۔اگر رضائے خداو مصطفیٰ (جل جلالہ و ﷺ) مطمح نظر

ہے تو مبارک باد۔

امام احمد رضا کی شاعری

اس شعر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حسبِ عادت انکسار و تواضع سے کام لیا ہے ورنہ آپ کی شاعری کو بڑے بڑے اونچے اونچے شعراء سلام کرتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر محمد اسحاق لکھتے ہیں کہ مولانا اپنی بے شمار دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک با کمال شاعر بھی تھے ان کے اردو فارسی کلام کو تو اس قدر شہرت حاصل ہے کہ اس کے حوالے اکثر شعری نگارشات اور دواوین میں پائے جاتے ہیں نعتیہ شاعری میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہے ان کی نعتیہ شاعری میں ایک جذب اور کشش ہے بحریں مترنم اور الفاظ فصیح ہیں مولانا کی اردو شاعری کو اکثر ائمہ فن نے سراہا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کہتے ہیں یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم ونثر دونوں میں بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں اور علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگائے ہیں۔ (معارف رضا کراچی صفحہ ۱۹۸۷ء)

(۲) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ جان لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں ان کے فضل وکمالات، ذہانت و فطانت طباعی اور دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین اور مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا؟ وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔ شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے اور میرا تو ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال میں بھی اور بیان و بدیع کے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف کے یکجا کر لئے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔ (معارفِ رضا ۱۹۸۳ء)

(۳) ڈاکٹر سرور اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرتِ رضا کی جامع الصفات شخصیت پر غور کرتے ہیں تو آپ کی ذاتِ گرامی دیگر شعراء سے نہایت ممتاز و ممیّز نظر آتی ہے۔ (ایضاً)

نوٹ

آپ کی شاعری پر مفصل رسائل شائع ہو چکے ہیں معارفِ رضا کراچی میں ان کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔

فصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

ھذا آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۹ ربیع الاخر ۱۴۱۶ھ بروز سہ شنبہ قبل العصر

الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک

☆☆☆☆☆☆